

# تلاوت قرآن

حضرت مولانا شاہ وصی اللہ الیادی  
(خلیفہ مجاز حضرت تحانوی)

[toobaa-elibrary.blogspot.com](http://toobaa-elibrary.blogspot.com)

مَكْتَبَةُ خَلِيل

یوسف دارکت غزلی طریقت اردو ڈاہلہ ہر فون: 73211118

ناشر

# تلاؤت قرآن

افادات

حضرت مولانا شاہ وصی اللہ الہ آبادی

خلیفہ مجاز: حضرت حکیم الامم مولانا

اشرف علی تھانوی

طوبی ریسرچ لائبریری

قَلْبَكَ يَعْلَمُ مَا فِي قَلْبِكَ لَهُ مَا أَنْتَ بِهِ عَلَىٰ  
وَمَا أَنْتَ بِهِ عَلَىٰ مَا فِي قَلْبِكَ

انجھوں کی روشنی، سینوں کا انتشار، نتوس کی حیات  
قلوب کی تازگی، کانوں کا زیور، عقول کا چسراغ

# تلاؤ و تقلیل

اذفاکات

مصلح الاتہ عارف بالله

حضرت مولانا شاہ وصی اللہ ال آبادی

(فضیلہ یا ز حضرت تھاڑی)

مکتبہ خلیل یونیٹ یونیٹ نمبر ۱۰ دہلی لالہ رو

toobaa-elibrary.blogspot.com

# \* فہرست مضمومین \*

## مضمومین

نمبر	عنوان	جائز
۵	عرض ناشر	۱
۱۵	مقدمہ	۲
۲۳	تلاوتِ حقیقی اور نفاقی کی بحث	۲
۲۵	قفع اور ظاهر و اسراری پر بحیر	۲
۳۶	صدق و ارادت	۵
۳۷	قلب کی تباہی اور اس کی موت کے اسباب	۶
۳۸	عقلت و عقیدت کی اہمیت	۷
۳۹	کلام اللہ کی عقلت و جلالت شان	۸
۴۰	قرب و رضا کا سب سے بڑا ذریعہ	۹
۴۱	شقاوتوں کی علماں	۱۰
۴۲	کلام اللہ سے بے اعتنائی کیوں؟	۱۱
۴۳	کلام پاک کے اوصاصات	۱۲
۴۴	قوموں کی رفتہ دپتی کاراز	۱۳
۴۹	قیامت میں قرآن کا حاضر	۱۴
۵۲	ایل علم کی بعض عمومی کوتاہی اور مصلح الامت کی طبعی تنبیہ	۱۵
۵۳	قرآن نفس و تلاوت اور دوسراۓ اذکار میں فرق مرابت	۱۶
۵۷	فناۓ نفس سے پہلے تلاوت قرآن کا مقام	۱۷
۵۸	تلاوت صحیح فناۓ نفس کا ذریعہ قلب میں چلا و نور کا دیل ہے	۱۸
۶۲	تلاوت میں عقلت و لقدسیں کیسے پیدا ہو	۱۹
۶۸	علمائے آخرت و آداب باطنی	۲۰
۷۳	قرآن اور حاملین قرآن ارشادات نبوی کی روشنی میں	۲۱
۷۶	اکیل عام بداعت قادری اور اس کا ازالہ	۲۲

کتاب ————— تلاوت قرآن

مصنف ————— مولانا شاہ ولی مصطفیٰ اللہ الآلہ آبادی

ناشر ————— مسجدیہ غلیل پور مارکیٹ خرقی روڈ

اگردو بazar لاہور

فلایت ————— گنج شکر پرس لاہور

اشاعت ————— جنوری ۱۹۹۹

قیمت ————— ۳۹/- روپے

۲۲	قرآن کی شفاعت
۲۳	امراض قلبی و جسمانی کی شفاء
۲۴	ماہر قرآن کی تعریف
۲۵	با معتبر تلاوت الشاواں کے چار درجات اور انکی تشبیہ
۲۶	قاریٰ قرآن کو نارنجی سے تشبیہ کی حکمت
۲۷	ابو عویی اشتریؓ کے حدیث کی شرح
۲۸	آثار صحابہؓ قرآن و معاشرین قرآن سے تعلق
۲۹	آسیب و جنات کے سلطان کا علاج
۳۰	احادیث و آثار تلاوت سے غفلت برستے والوں کی مذمت میں
۳۱	قرآن سے اعتنائی پر ایک حزب کاری
۳۲	تلاوت بیرون معانی سمجھے ہوئے مجید اور باعثِ ثواب ہے
۳۳	کام کا طلاق اور کاسابی کی شرعاً
۳۴	اسلاف کا قرآن سے شفعت
۳۵	حامیٰ قرآن کے آداب و ادھارات
۳۶	معمولات سلف
۳۷	رات میں تلاوت کی کثرت
۳۸	قرآن کے بحدادیتی مذمت اور روایت شدید
۳۹	آداب تلاوت قرآن پاک
۴۰	قرآن دیکھ کر پڑھنا
۴۱	قرامت بھری و سرّی
۴۲	تلاوت میں حسنِ صوت
۴۳	تلاوت کے آغاز و انتہا میں ربطِ معانی کا حافظ
۴۴	حضرت مصلح الامم کی نفعیت

# عَرْضَنَا شَهْرُ



چشم لفڑو سے کام بیجے کرنی کام سکد ان بے چو جو اودا ع کے تاریخی خلیل میں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اعلان فرماتے ہیں فر رکٹ فیکھ شیخین لائز ٹھیلو  
بعد ہمہ لگاتا ب اندھی و سلسلی تو زینت فر لاحمہ یرہ ایکہ الفوض  
میں تم میں دو چیزیں چھوڑ جے جانا ہوں بنکے بعد جم پھر گواہ ہمیں ہو سکے (ایک اللہ  
کی کتاب، اور ووصی میری سنت، یہ دو چیزیں باہم ایک دوسرے سے جدا نہیں  
ہوں گی جب تک کرو جس کو شرپریزے سامنے نہ جائیں۔  
اس اعلان کے بعد آسمان کی جانب تین بار انگشت مبارک اشکار مجع میں  
تصدقی کرائی جاتی ہے کہ اللہ تک مکن بکھت، اللہ تک مکن بکھت، اللہ تک مکن بکھت،  
حق بکھت۔ اے اللہ کیا میں نے تیر پیکا ام و مخاپیا جس موقوفہ ما جوں میں  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا، اندازہ لکھا جا سکتا ہے کہ امت مسلم کو یاد یا  
پہنچا چاہیتے تھے، اور اس تعمیر مددی سے امت کو مرشار و مست یکھن پا سند  
فرستے تھے۔ سورہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مجموعات بارگاہ و خداوندی سے عطا ہوئے  
ان میں سبے غنیمہ لاشان، زندہ جاوید مجہرہ قرآن ہی ہے، یہی وجہ ہے جب کفار  
مکنے مجھے طلب کیا تو بیشمار مجموعات کو چھوڑ کر اسی اعجاز قرآن کیلئے تحریکی رائجی  
تازیل ہوئی، در اس اعلان و تجلیخ کا سلوب خداوندی دیکھتے، قل نے واجھ تھی  
الاذر و العین علی آن پیاؤ ایویشل هندا اللہ آن لایا لوٹ میشلہ۔  
اسے غنیمہ آپ کہدیجے گئے اگر حامن و اس طریقہ، چاہیں کیا کلام پیش کریں تو وہ  
للسے پر تقدیر نہیں ہو سکے، اور ہو جیں جی کہ روئے زمین کے تمام ادیبوں اور

محمد کے پاس کیا چیز ہے، تب نے جاکر صلح کے شرائط پیش کئے، پسکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ فُقْرَاتٍ پڑھی، ابھی چند آیات تلاوت فرمائی تھیں کہ عتبہ کی کیفیت قلبی تسلی ہوئی تھی، بے ساخت حامل قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کے پابند اور اس پر راستہ رکھ کر کہنے لگا محمد! تمہاری قربت کا واسطہ اب بس کرو، پھر کوئی روزِ تباہ پانے نہ ہو۔

مک کی دلختنہ والاشترختیت ولید بن مظہون نے سورہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پڑھ کر سننے کی فرمائش کی، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے چند آیات پڑھ کر سننی تھیں کہ مخیرو بے خود و سرشار ہو کر پکانا ہٹھا، خدا کی قسم، اس میں کچھ اور بی شریعی و تازی ہے، اس تخلی کی شاخوں میں پچل، اس کا تنہ بھاری ہے یکی انسان کا کلام تھیں ہے، حضرت جعفرؑ نے دربار بخشی میں شاہ بخشی کی خواہش دیا اس پر جب سورہ مریم کی تلاوت کی، بخششی کی آنکھوں سیل رہا چاری ہو گیا، ہر تین دو ایسی بیکھر گئی اور پادیوں کے باستھوں میں صحت آسمانی ان کے آنسوؤں سے تربہ تربھو گئے۔

سد ناقاروق اعلیٰ کی رخ غور وہ ہیں نے جب سورہ ظریفہ قرآن کے اوراق الاران کے باستھوں میں دیتے تو قرآن ایجاد و جلال سے اسقدر تراژ ہو گئے کہ خدمت اقوس میں اسی دم حاضر ہو کر مشترن بالسلام ہوئے، خود حامل قرآن مہبیطِ رحمی اللہ سورہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ قرآن کی آیات سنتے اور چشمِ مبارک آنسوؤں سے پیری ہو جاتی۔

الغرض اسی قرآن نے انسان کی رگ دے دیں زندگی کی تیار ہو دیادی تین مردہ ہیں جان اگئی، زندگی حیاتِ طیب بن گئی اور قلب قرآن عطاوں سے معطر ہو گیا، یقیناً آنکہ کسی روشنی سے دنیا کی مادی وظاہری اشیاء فیض نہ ہو گیں مگر جب نیز انسان کے قلوب تو اسی قرآن و ایمان سے منور ہوئے مولانا حاجی کی بلیغ ترین تعبیر کے مطابق ہے

شاعروں کی زبانیں ایجاد اور قرآن کے ساتھ لگتی ہو کر رہ گئیں، اسی کلام کے بارے میں قرآن و احادیث کے ذخیروں میں فضائل و منافع کے بیانوں پر اپنے جایتے ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے، لو ائز لستا اهذا القرآن علی الحکیم لئن آیتہ خاشعًا مُتَعَصِّبًا مَا قرئَ حَسِيَّةَ اللَّهِ، اگرے قرآن کی تھی کہ پہاڑ پر نازل ہوتا تو اللہ کی آیتیت اور جبال قرآنی سے وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے، دوسرا جگہ ارشاد ہے، یا آیہ انسانیں هَذِهِ جَاءَنَكُمْ مُّؤْعَذَةٌ لِّتَرَتِّمُ وَشَقَاعَ إِلَّا فِي الْحَمْدِ وَ لِمَ يَوْمَ گو، تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز رہی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں کے روگ کیلئے شفا رہے؟

اسی کائنت میں کی تحریری و تناطیحی قتوں کی کافر مانی تھی کہ آیاتِ ربانی کو سکرمندریں و معاملہ دین کے دلوں میں بھی اک طوفان پہاڑ ہو جاتا ہے، بچل تین تھی۔ متنبی (عرب کا مشہور شاعر) نگاہِ محوب کی تاثیری قتوں کو میان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ، یعنی ایسا کوئی رجھو گی اور کشمکش کو ایک ایسی نگاہ زرہ پوش سلسلہ بہادر کو اپنا اسرپنا لیتی ہے، مگر قرآن کے ابعاد میں کشمکش پر یہ عقول زیادہ صادق آتا ہے، قریش مکی ہزاروں گوششوں، رکاوتوں سے سحر و جادو کی اخواہوں کے باوجود جب بھی آیاتِ ربانی ان کے کافزوں میں پڑتی تھیں تو کمزور شرک کے ایوان میں زارلہ آجاتا، سخت ترین قلوب کیلیں اشستتے اور دلوں کی دینیا بدل جاتی تھی، صفائضِ رحمی جو جہاں پھونکی کیا کرتے تھے بزرگ خود اپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیوالی بھی کا علاج کرنے کے لئے آتے مگر ان نبوتے چند کلماتِ سُنَّۃِ مُحَمَّدٰ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تین مرتبہ پڑھو کر سنا، کہنے لگے خدا کی قسم میں نے شاعروں کے تصدیے، جادوگروں کے منزہ، کامبنوں کی زبان نبی ہے مگر مہماں را کلام کچھ اور بھی ہے، یہ تو سمندر تک میں اکڑ جائی گا، اسلام و دینِ محمدی کی روز بروز ترقی و فروغ سے غالب ہو کر جب جادو کہانت دشمن کے ماہر عرب کو دربار نبوی میں یہ مسلم کرنے کیلئے سمجھا گیا اس آخر

دارین سے سفر از ہوئے مگر اعلیٰ ترین طباعت انفیس ترین کا غذہ تک قرآن کے پار وجود اچ کا مسلمان امن مسائل و حالات سے دوچار ہے، ذلت و نکبت، رسوائی و پیش کی کوئی کسرہ کی ہے جو باقی ہے، ان تما اسواں کا جواب وقت کے عارف بالتدبیح الامت جدا مجده مولانا شاہ وصی الشہزادہ مقدمہ کی زیر نظر کتاب تلاوت قرآن کا بچا ہے مخصوص صفوی پڑھ جائیے، حضرت والاسلام اون کے علمگیر زین الحظا اور عوام بلکہ خواص کی قرآن سے بے انتہائی برکتے ہے جیسے مرضیت حرام ہوئے ہیں، اس عمومی و تعمیمی بے الفاقی و بے توہجی، بے اعتقادی پر ضرب لگائے دلی، غافلؤں کو جگائے والی اور بیداروں کو مست و مرشار کرنے والی حضرت اندس ہی کی ذات کی، سطہ طریں کرب ہے، درق درق میں سوز و گداز کی پش ہے۔

حضرت والقدس اللہ سرہ نے جس اندزا سے مختلف اسلوب و پیرایہ بیان اور اپنے مخصوص اب و بچیں رسی و لفاقتی تلاوت، سرسرا و لسانی قرار میں تفاوت سے بھرتے غلط سے خالی قلوب و لفوس پر قرآن و سنت و اسلاف عظام کے فرمودات کی روشنی میں جو تدبیح کاری لگائی ہے وہ اک شاباش کلام پر کلام شای معلوم ہوتا ہے جو تب ہوئی ہے کہ حس کتاب بیداری کے بارے میں لوگوں کا یہ تاثر بہو کی یہ مندر کی گھبراویں میں اٹر کر جائیگا۔ خود نازل کریو اے کای پیران، فیض وارد ہے کہ اگر اس کا نازل جادو دے جس پھر پر ہوتا تو خشت اللہ سے دہ کھی ریزہ ریزہ ہو جاؤں ایکن اچ گراڑ نہیں ہوتا یا منہیں کرتا وہم مسلمانوں کے دلوں پر حضرت مصلح الامت یہ عمومی اپنی دیکھتے ہیں، ان کا دل خون کے آنوروتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ عوام و خواص شعر کر دیوان، معنفین کے کلام اور دنیا بھر کے مفہماں میں تو بس سرسرا و ظاہری درقی گردان کی حد تک، بقول شاعر ح

دہ بجلی کا کڑکا ستملا باموتے ہادی  
ک اک آزمیں سوتی بستی جگادی  
اسی لگن کا نیچو سبق کہ ان لوگوں نے اس کتاب بہایت کو رشی ہزداون

یعنی طور پر مان کر زندگی کا نصب العین بنایا، ان کا یہ حال سمجھ کرو جب قرآن کھولے تو ان کے دل کی کیفت و گرگوں ہو جاتی، قرآن کے اخیں اور اراق میں اسی لذت و حلاوت ملیٰ کہ دنیا و مفاسد کی کوئی شیخی انکی توجیہ میں اسکی نہیں ہو سکتی تھی۔ حضرت محبتم داری فتحی الشریعہ رات رات بھر کاک ایت کی تلاوت میں گزار دیتے تھے، حضرت عکرمہ قرآن کے اوراق کھولتے اور ہذا کلام رُکی، هذا کعلام رُکی کہ کربے ہو جاتے۔ امام علی احمد علی الرحمہ کوہناز کے دوران ایک بھرپو کائن شروع کیا مگر منازنہ توڑی، تماز سے فراغت کے بعد لوگوں سے کہا رکھو یہ کرتے کہ اندر کوئی چیز تو نہیں ہے، دیکھا گا تو محشر برآمد ہوئی کہی جگہ اس کے کافٹے سے درم ہو گیا تھا ان لوگوں نے دریافت کیا، اپنے نماز کیوں نہیں توڑی فرمایا کہ نہت فی شوق کا بہت آن اُنہکا میں ایک سورہ کی تلاوت میں مشغول تھا جیسی ہی پاک لکھنؤ کیوں

الثائر، جن غفس قدر یہ کلام الہی کے ساتھ عظمت و احترام، ایمان اہان عشق در انکلی کا یہ عالم ہو تو ایا مالک کلام کی نظر غنیمات و رحمت ان پر نہ ہو جی تاریخ شاہد ہے کہ پھر اس عفت و احترام اور بچے عشق کے مدد میں آنہت کی موعودہ نعمت غلکی کے علاوہ اس دنیا میں ہر طرح کی سرمندی و سیارت نقیب ہوئی مگر در اول بر ما تھر کھکر سوچیں کہ قرآن کے اخیں اوراق پس بانیوں کو لذت و حلاوت کی دچاکشی ملی کہ دنیا کی ہر شیخی اس لفظ عالیٰ کے سامنے پیچ ہو گئی، کیا ہمیں لذت و حلاوت کا دلیل ہے؟ یہ کبھی خون کرنا چاہئے کہ بہیوں و چمڑوں پر لکھتے ہوئے قرآن کو پڑھ کر اسلاف کام سعادت

آفات کا نزول ہو رہا ہے، بھی دبے بسی کے گناہوں مثابات ان کے سامنے تھے، گھر گھر فارغ تھا، ہر طرح کا بھاڑ تھا، دنیا وی عروج تو ختم ہوا تھا اک دین و اسلام کا ماغذہ تھا لیے رابط و قرب کا ذریعہ قران تھا، اس کے سامنے بھی برستا کے عالمیاد بے تقانی و بے توہنجی کا تھا۔ وہ بھی مشاہدہ کر رہے تھے کہ دبی یہ دوست و صاحب بے جس کے عشق و محبت اش کے خلص بنوں نے اپنا اسرار سایہ لڈا اور زندگی کا درق و رق اسی کے نذر ہو کر ہے گیا مگر آج مسلمانوں کی ذہنی پیشی اور اعصار کے فکر و نظر سے معروہ بیت کا یہ حال ہے کہ قران میں عظیم دولت کے خفاظ روپ اپ آختر کے علاوہ عویں دوسری تھی آمادہ کرنے والی نہیں رہ گئی ہے، ابھی پچھلے میانہ بھی دبکر بھی تھی کہ جن گھروں و خاندانوں سے قران کا نظر پھیکا کیے مفترین و مبارکین پیدا ہوئے اور اش کے دین کی مرلنہی کی لئے سر دھڑکی بازی کگاڈی، آج انھیں گھروں میں قران و دین کا اجنبی دبکے سیم من کر رہ گیا ہے۔ اُن غافلواڑی کے چشم پر غریبی زبان اُنک سے واقع نہیں ہیں، اس پتی کا کوئی حد سے کدرنا دیکھے، اپنے وقت دوڑ کے مصلح امت کی نگاہ ہوں کے سامنے یہ لذو ز منازع تھے اور ان کے دل پر قیامت کا گذر بھی تھی، وہ زبان حال سے گویا تھے۔

پتوں کی خراز کعبہ برخورد کیا ماند مسلمانی  
مگر باس ہداس ہمت میکن ما حل میں بھی اس کتاب (تکاویت قران) کے

ذریعہ حضرت والا قدس اللہ سرہ نے جو سیام دیا وہ یہی کرم مسلمانوں کے ہتھیام امر اپنی روحانی و حملی کا علاج اسی قران میں ہے، مسلمانوں نے قران کو چھوڑا تو اللہ کی ذات پے نیاز تھیں بے یار و مدد و گار چھوڑ دیا، انھوں نے اس کتاب پر ہدایت کو بتھڑھارت دیکھا عزت و ذلت کے مالک نے دنیا کے ہر مسلمان، نزدیگی کی ہر دریں افسوس نہیں نہیں دبے بس کردیا۔  
سیدنا عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ ان ائمۃ تھامی یہ رقص یعنی  
اُنکی تاب اُفواق اُویضہم بہ، اُخڑیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

ذیاکر اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے بہت سی قوموں کو رفت و بلندی تحقیقیں گے اور  
کتنے قوموں کو اسی کی وجہ سے نیل و پست خواریں گے۔

اس حدیث کی شرح کرنے ہوئے حضرت مصلح الامت علی الرحمہ فرمائے ہیں  
کہ قران پاک کی دونوں بیوی صفت ہے جیسے اس پر ایمان لائے، اس کی اعتماد  
نکریم کرنے، اسکی تلاوت کرنے سے عزت و رفت طی ہے، ولیے ہی بھی ہے کہ  
اس پر ایمان لائے، اس کی اعتماد و قبول کرنے، اور اس کی تلاوت کرنے سے  
پیشی بھی طی ہے۔ چنانچہ آج ہم لوگ جو زیل و خواریں، دینا نہیں ذلت و  
ساقط الاعتبار ہیں اس کی وجہ اغیار نہیں ہیں بلکہ اس کے سبب خود ہم لوگ ہیں کہ  
ہم نے کتاب اللہ سے نعلق کو قلعہ کر دیا۔

اس کتاب میں عامۃ الناس اور ان کے عوامی احوال کا ذکر بھی ہے جن کی  
الماریوں میں یہ ہدایت نامہ رشیٰ جزو داؤں میں لیٹا ہوا عرض زینت کا سامان  
ہے مگر ان کا دل قران کی جلالت و عظمت سے خالی ہے، اسکی تلاوت بھی  
سرسری و اسانی ہوئی ہے۔ حضرت علی الرحمہ کے الفاظ میں کہ ایسا یوہ بہت ہوتا  
ہے کہ دل میں ایک بات نہیں ہوئی اور اس کے خلاف ظاہر کیا جاتا ہے، قلب  
میں تھیم نہیں ہوئی اور اپنی تھیم کیا جاتا ہے، یہ وصف انسانی کا یہی حال تھا  
اس کتاب میں امت کے علماء و محققو صدیقین کا بیان بھی ہے جن کے قلوب و  
ذیان مضاہیین قران سے خالی ہیں اور ان کا ذوق بھی اس سے حمود و لذت  
ہے، اس بزرگی پر اسی تبیر: زرحو تو نعیز پر مشتمل ایسی تلاوتیہ والی بات خدا  
کی جانب سے منصب پر فائز اک مصلح ہی کہہ کرنا تھا، ان ہی کے زبان میں سنئے  
”اب علمار کو قران پاک کے مضاہیں سے ذوق نہیں رہا اور وہ ان مضاہیں  
سے الکوخط باقی رہا لبیلطف نہیں آتا ہے“، الاما شمار اللہ تھے۔ حضرت خود تلاوت  
میں تفعیل کرتے ہیں: ”... آگے فرماتے ہیں کہ بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے  
بھی اس کو پڑھائی کتاب سمجھ لیا ہے، اس کے مضاہیں کو دیرینہ خال کر لیا ہے۔“

اب ہم کو ان مضاہین کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہم کو اسی نئی نئی  
باتیں بیان کرنی چاہیے جس سے لوگ وادا وہ کرسی پیغامبر حاصل  
ہو جائے تو قرآن پاک کے مضاہین میں مزید تربیت و لفظی ضرورت ہی نہیں  
سمجھتے۔

اذبان و قلوب میں راح اس سبیل ہوتی باغتفادی پر طیور فاصل تنہیہ  
فرمانی کر دیا اسی نسبت میں اللہ و فنا نے نفس میں تلاوت قرآن کا وہ درجہ  
نہیں ہے جو هر جا اور اد و وظائف کا ہے، اس کے علاوہ آج کی اس نعروہ کا بڑا  
زور بے کم عناوین و مطالب بمحض نیز صرف تلاوت اک غریب ورثی اپنے فیض علی ہے  
اس غلط نکتہ و مگر کون نظری کیوجہ سے ان نماذل اول نے کتنے لوگوں کا پنے دام فریب  
میں لیکر قرآن کی تلاوت و قرات سے روک دیا۔ جیسا کہ سورت کے عوام کا الی  
طبقہ عقیدگی کی جاں میں جیسے پہنچنے کیلئے تیار و آمادہ رہتا ہے کہ نعروہ لگا گیا  
اور پرچوش حمایوں کی ایک جماعت سعی و طاعت کیلئے تیار ہو گئی یہاں جی  
یہی ہوا، اپ دیکھتے ہوں گے کہ قرآن نبی کے جھوٹے دعویٰ کی زعم میں خود بھی  
تلاوت نہیں کرتے ہیں اور دوسروں کو اس کی ترغیب بھی دیتے ہیں، حضرت  
اقریمؐ نے ان اعفارات کے اس بگاڑا پر احادیث و علماء محققین کی تصریحات  
کی روشنی میں ناصحانہ و حکما نے کلام فرمایا ہے اور ان غلط انکار و نظریات کی  
نفسی اندازیں تردید فرمائی ہے۔

کتاب ہذا کا انچیں صفات میں ان قرآنی حضرات کی بخوبی ہے جو شہرت،  
نام و نمود، اک پیشہ معاشر کی نیت سے قرات کرتے ہیں اور اسی نیت سے تجوید و  
لقمع حروف پر پوری قوت ہفت کرتے ہیں۔ چنانچہ فرمائے ہیں کہ اس زمانہ  
میں ایسے لوگ کثرت سے موجود ہیں، ہم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں  
کہ محض علم بخوبی کو حاصل کر لیئے اور زبان درست کر لیئے کوئی سمجھتے ہیں،  
خشوع و خصوع اور تآثر کا ذرا ارادہ نہیں کرتے۔

غرض حضرت مصلح الامت نے قرآن کی عظمت و جلالت و افادت پر زندگا  
نگ نہیں کا دستِ خوان چن دیا ہے اور تلاوت مع القیدین کے فضائل و منافع  
سے ذہنی تقویں و عملی توانائیوں میں خوبی زندگی کی روح پھونک دی ہے کہ  
شورش عنزیبیت روحِ حجن میں پھونکدی؛ ورنہ ہماری کلی مت خواہیزدی  
فخرنا اللہ عن اعن المسلمین جھیغا  
ذرالسی عموی بے اعتانی و بے العقانی پر قرات کا وہ اقتباس پڑھتے جو حضرت  
والاعلیٰ پر محنت بحوالہ احیا الرشوم نقل فرمایا ہے کہ میرے منے: جب تمہارے  
پاس چلتے ہوئے مالیں بھی کی بھائی کا خط آتا ہے تو تم اک کنارے بیکھرائی  
و قدم پوری تو چکے سا تھا کہ اک جنون کوڑتے ہو کوکھ جھوٹے دی پائے مگر  
میں نے جو کتاب تھا سے لفظ و جملائی کے لئے تمہارے پاس بھی، تم اس سے  
کس طرح اغراض کر رہے ہو، کیا میں تمہارے کسی بھائی سے بھی کتر ہوں؟  
یہ کلام یہ انڈا دلوں کو ٹکر کر کرف کر دیتے والا ہے۔ کاشیت ایمانی اپاں  
کھائے، حیثیت اسلامی جاگ اٹھے اور قرآن اسی عظمت و احترام اخلاص  
لقیدین کے ساتھ پڑھا جائے کہ اس سے بڑھ کر کوئی نعمت، اس سے ادنیٰ  
کوئی دولت نہیں سے تو ناممکن ہے کہ قرآن اثر کرے، قلب درجہ میں  
لطافت صفائی و پاکیزگی پکڑا نہ یوں اشار اللہ جو ایمت و درجہ گی اذیت  
کا خاتمہ ہو گا، موناں اپنے اندر خیٰ زندگی و تو اتنی محسوس کرے گا اور  
حضرت والا قدس سرہ کے بتائے ہوئے اصول و ضابطہ کے مطابق اگر  
تلاوت کا تسلیم جاری رہا تو کیا عجب قلب کا زنگ دور ہو جائے اور  
اسی زنگ الودہ قلب میں ایسی چلا پسدا ہو کوکھر کی کا عکس قبول کرے  
کے لئے یہی دل بے پین دے قرار ہوائے، بقول شاعرہ  
جب سے آیا ترلعنی ہوا سینے میں  
نئے جو ہر ہوتے پیدا مرے آئینے میں

الثُّرِبَتُ الْعَزِيزُ هُمْ كُوْلَادَتْ مِنْ التَّقْدِيرِيْنَ كَيْ تَوْفِيقَ عَطَا فَرْمَائَهَ اَوْ  
قَرَآنَ كُوسَورَ كُونِيْنَ صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْ رَعَايَهُ الْفَاظِيْنَ دَلَكَيْ بَهَارَ، آنِجَهَ كَا  
نُورَ، غَمَّيْ كَشَ اَشَ، نَكَرَدَ پِرِيشَانَ كَا دَغْنِيْهَ بَنَادَهَ - آمِينَ

احْمَدَ مَتَّيْنَ عَنْ عَنْهَ

خَانَةَ مُحَمَّدِ الْحَمَّة

۲۳ رَوْشَنْ باَنَ الْآَيَادَ



## مَقْدَمَةٌ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ الْقُرْآنَ وَشَرَفَنَا بِحَفْظِهِ وَتَلَاهُهُ وَتَعْبُداً  
بِتَدْبِرِهِ وَدِرَاسَتِهِ وَجَعَلَ ذَلِكَ مِنْ أَعْظَمِ عِبَادَتِهِ وَأَشَهَدَ إِنَّ لِلَّهِ  
إِلَّا إِنَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ دَلَتْ عَلَى وِجُودِهِ الْمَصْنُوعَاتُ وَشَهَدَتْ  
بِعِمَالِهِ وَكَمَالِهِ وَعَظَمَتِ الْأَيَّاتُ الْبَيِّنَاتُ وَأَشَهَدَ إِنَّ سَيِّدَنَا حَمَدَ  
رَسُولَ اللَّهِ الْقَاتَلُ فَهِيَ بِرَوْيِهِ عَرَبُ الْعَالَمِينَ (مِنْ شَغْلِهِ الْقُرْآنَ وَ  
ذَكْرِي عنْ مُسْلِمَيْتَهِ، أَفْضَلُ مَا عَطَى الْإِنْسَانِ) صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَعَلَّهُ أَلَهَ وَاحْصَابَهُ الَّذِينَ حَازُوا الْدَرْجَةَ الْعُلِيَّا فِي حَفْظِ الْقُرْآنِ وَالْعِلْمِ  
بِسْرَوْطِهِ وَأَدَابِهِ.

أَمَّا بَعْدُ - كَمَرَّتْنَ خَدَامَ عَرْضَ پِرِدازَهَ كَيْ اَشْتَقَاعَلَ ہَرَدَوْ مِنْ اَيْسَهُ عَلَارَدَوْ  
مَصَلينَ اَمَتْ مُحَمَّدَيْهِ مِنْ پِيَ اَفْرَاتَهَ رَهِيَنَ گَجَوَگُونَ کَيْ اَعْمَالَ وَاحْتَوَکَوْ  
شَرِيفَتْ مَقْدَسَ کَيْ مِيزَانَ پِرَ وَزَنَ کَرِيَنَگَهَ اَوْرَكَتَبَ وَسَنَتَ کَيْ مِيَارَ مِيَظَنَ کَرِيَنَگَهَ  
اَگْرَمَوْاقِنَ پَائِیْسَ گَهَ توَسَ کَوْ قَوْلَ کَرِيَنَگَهَ اَوْرَاسَ کَعَقَ وَصَوَابَ جُونِیَکَافُوَیِ  
وَرِيَنَگَهَ اَوْرَاَگْرَمَطَابِقَ نَپَائِیْسَ گَهَ توَسَ کَوْرَفَرَادَنَیَنَگَهَ، اَسَ پِرَنَکَرِيَنَگَهَ،  
بَیَنَکَرِيَنَگَهَ لوَگَ وَرَثَاءَ نَبِيَاءَ طَبِيعَتِمَ السَّلَامَ اَوْ حَفَاظَلَ شَرِيفَتَ ہُوَنَ گَهَ اَوْرَاضِ  
حَفَاظَاتَ کَيْ بَارَےَ مِنْ حَضُورِ اَقْدَسِ صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کَارِشَادَ ہے: أَعْلَمَهُمْ  
وَرَثَةَ الْأَئِمَّيْهَ (رِدَاءَ اَمَدَ وَابِرَاوَدَ وَالْتَّرَنَدِ)

ترجیان ہیں۔  
یوں تو ہر ہی دو میں دین کی خدمت دشوار ہے۔ اور اس میدان کے مرد کم ای لوگ ہوتے ہیں، خصوصاً اس صدی میں جکڑ زمانہ عہد خوبی سے بہت ہی بعید ہو گیا ہے، دین کا کام کرنے ہنگام مثکل دشوار ہو گیا ہے اس لئے کچھ مال یہ ہو گیا ہے کہ غیر دین کو دین بھجو گیا ہے، سنت و بدعت کا تیار اٹھ کر کا ہے، راہ بدایت و ضلالات با ہم خلوط ہو گئی۔ مکرو خدام کو ہندو پوششیاری الفاق و پالیازی کی کوئی من و مدد سمجھ لیا گیا ہے تو اسی حالت میں ظاہر ہے کہ دین کا نام لینا اور اخلاص صدق کی طرف دعوت دینا یا ایک امام امراء دشوار سنکھ ہے۔ ارجان یوچ کرنے پائیں دیکھ جاؤ شحل ہنگامے۔ مگر حضرت مولانا مدرسہ دامت برکاتہم بلا پروردہ اور ملامت حقیقی دین کی دعوت دے رہے ہیں۔ اخلاص و فناق پر نسبت بسطے کلام فرمائے ہیں میں کتاب و سنت اور آکابر امت کے کلام سے فناق کی منہست اور ریاحت کو بیان فرمائے رہتے ہیں کہ یہ ایسا قبیلہ مرض ہے کسح اپر کرام باد جو دریک ان حضرات میں اس مرض کا شائزہ اور اس سے دور کا بھی واسطہ نہیں سمجھا مگر وہ اپنے کو اس مرض سے مامون نہیں سمجھتے تھے، ذرست ہی رست تھے۔ اور اب یہ حال ہے کہ ب علمات فناق پائی جاتی ہیں، مسام اخلاق و اعمال منافقین کے اختیار کرنے کے ہیں، نہ مسلمانوں کے احتال ہیں اور زمان کے جیسے اعمال و اقوال۔ پھر کبھی اپنے کو حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ ہی بسیار سمجھو رہے ہیں۔ پہلے کو لوگوں کو تو اخلاص و صدق بہت دلوں کے بعد حاصل ہوتا تھا اور اب یہ حال ہے کہ ابتداء ہی سے لپٹے کو مغلظ سمجھتے ہیں۔ یہ ضلالت نہیں تو اور کیا ہے؟

حضرت مولانا دامت برکاتہم مرض میں عام ابتلاء دیکھ کر شوہد سے اخلاص فناق کے مفہوم و علمات کو واضح فراہم ہے میں اور لفظ اس زمانہ میں دین کے ام شعب بلکہ اصل شعبہ کی تجدید اور احیاء فراہم ہیں۔ الگزی کو اخلاص و فناق پر مفصل مفہموں دیکھنا ہو تو تین یہ العلما، وصیۃ الاحسان اور وصیۃ الاغلاص کا مطالعہ کرے۔

یہی حضرات اللہ کے دین کو بغیر دین کے اختلاط سے محفوظ رکھیں گے، سنت و بدعت لو ایک دوسرے سے ممتاز رکھیں گے، نوازل و حادث کا حکم قوامی شریعت سے استنباط کریں گے، امت کو اس بات سے آگاہ کریں گے کہ ہمارے نبی کو عملی اللہ طی و سلم کے یہ اخلاق تھے اور اب ان اعلیٰ خواجہ کے بالکل بطل اخلاق افتخار کرنے لئے ہیں، بوجا ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کو سکھاتے تھے۔ مم نے ان کے خلاف اپنا طریقہ بنایا ہے، پھر ہمیں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھت کادعویٰ ہے تو یہ بادل سیل بلکہ غلاف دليل ہے۔

نعمہ الرسول وات تطہیرته: هذن العمرو في الفعال بحسبه  
لوکات حجات مداداً للاضعفة: ان المحب لحقن يحبط بطيء  
بوجا اس شان کے ہوتے ہیں زمین میں یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے خلائق ہوتے ہیں۔  
چنانچہ دیستہ کر۔

عَزَّ الْحُسْنُ إِنَّهُ قَالَ لِرَبِّيَّالْ حُسْنُ حَسْنٌ تَّنَاهٍ فِي الْكَرْبَلَةِ  
لَهُ لَعْنَاءُ فِي الْأَرْضِ مِنْ عَبَادٍ: سَكَنَدَ مِنْ سَكَنَہِيَّہِ نَاصِحِينَ بِرَبِّ بُوْتَهِ  
يَعْرُضُونَ أَعْمَالَ الْعَبَادِ عَلَىٰ تَابِعِيَّهُ: رَبِّيَّ گَلِيْجِ حِرْبَنَگَانِ دِنَارِکَ اَعْمَالِ كِتابِ اللَّهِ  
فَإِذَا وَافَقُوا حَمْدُهُ لِلَّهُ وَ: پیش فرماتے ہیں گے۔ جب کتاب اللہ کے موافق  
إِذَا حَكَلَهُمْ فَوَلَّتْهُمْ كَيْمَةً كَيْمَةً كَيْمَةً كَيْمَةً كَيْمَةً كَيْمَةً كَيْمَةً  
ضَلَالَةً مِنْ رَضَلَةً وَهَدَى: خالق پائیں گے تو ضالیں کی خالق ایتھر میں  
مَنْ اهَدَنِي فَأَوْلَاهُ حُلْمَهُ: کی بیان ہے سیجانیں گے اور  
بیوی لوگ خلف اثر ہوں گے۔  
اللَّهُ۔

حضرت مصلی اللہ علیہ، محبی اللہ علیہ، مرشد الامام الی الطريق القویم و باری اکتوہن والعالم الی الصراط المستقیم غور و مناوہ مقدار ای حضرت مولانا شاہ وحی اللہ صاحب  
و دامت برکاتہم و دامت فیضہم کی تعلیمات جو میں کتاب و سنت کے مطابق میں انکو دیکھ کر بیکثوم ہوتا ہے کریں اپ غلیظ اللہ فی الارض اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نائب میں اور دین میں کے صحیح معنوں میں خادم اور شرع شریعت کے

حضرت والک دعوت تجلیل کی خصوصیت ہے کہ اس اطرز موت کے موافق انتیا فیلمے ہیں گویا ارشاد باری تعالیٰ اُدھرِ حق سینیت دینکو بالحلقة و الموبیظة للحکمة کی عالماناقبہ فرمائے ہیں۔ اور الحکمہ ارشاد کے مطابق عمل کرنے کے برکات بھی نمایاں ہو رہے ہیں۔ چنانچہ وہ لوگ جو دینیں نے آشنا بلکہ معاند و منکر تھے اور اپنے پروردگارے رشتہ توڑے کے حق بفضل تعالیٰ دین و ایمان سے والبتہ اور فائز ہو رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ان کا تعلق درست ہو رہا ہے اور کسی اہل دین و فرمود فراست بخوبی نہیں ہے۔ چنانچہ ایک صاحب (جو شاعر الامام فیض ارشاعیں) حضرت مولانا نور الدین میں حاضر ہو کے تو لا اپاڈیں خوبیں عام کو دیج کر لپٹنے آثار کا اس شعر میں انہمار فرمائیا ہے

اب الا ابادیں سامان ہیں ہبود کے رشتے بٹوئے جاتے ہیں یاں علیہ زبردست  
حضرت مولانا دامت برکاتہم کی تبلیغات و اصلاحات میں سے ایک ہم قلم و اصلاح یہ ہے  
کفر اتفاق کا خاص اہتمام کرنا اور اسکو انسان سے افضل سے افضل سے ہمچنان ہے۔ اس لئے کارال تعالیٰ  
لے بستان قرب فراض میں رکھا ہے دوست اذکار و لوافل میں نہیں رکھا۔ اب یہ باغت  
اقفدا کیوں ہے کفر اتفاق میں دلایت اور قرب خداوندی اس قدیمیں سمجھتے تھا  
اس سے کمر درج کی عادات میں حالانکہ یاں حدیث قدیم ماقدرت بعیندی کی ای  
یتکوئے اختیار کیا۔ ہم افڑ رخصت گلیلہ داحدیت کے صرع مخالف ہے مصلحین امت  
نے اس سکھ کو اپنے زمانہ میں چیڑ طرابے اور لوگوں کو اس پر عقیدی گی سے تحریر  
فرمائی ہے چنانچہ حضرت سیدنا عبد القادر جيلانيؒ، حجر الشاشابیؒ اور حضرت ولاد  
اسمنیل شید دلمویؒ میں مصلحین نے اس بیعت کی خوب خوب دردی فرمائی ہے تو اخزان  
حضرت کے چندیں بھی یہ خلافات ریجی ہو گئی جب ہی تو ان کو اس پر کلام کر کی شہروت  
پڑی۔ حالانکہ عبد نبوت سے وہ وقار قریب تر تھا۔ سنت سے اس قدر بعیندیں ہوا تھا  
تامیم یہ حماقت و خلافات اپنی سمجھی تو اس زمانے میں تو کچھ بھی نہ ہو جائے کم ہی ہے۔  
اس لئے حضرت مصلح دامت برکاتہم نے بھی اس پر عقیدی کی پوری قوت سے

تردید فرمائی۔ اور حقيقة تسلیک تو فرض فرمائی اور ایک سبق محفوظ ہے اس پر تحریر فرمایا جو رسالہ معرفت حق شیان ۱۵۳۴ء میں شانت ہو چکا ہے، اسکو مدد و راطحہ فرمایا جائے انش اللہ تھیہت افزور فرض مجذش پائیں گے۔

حضرت مولانا دامت برکاتہم احمد نقیم یعنی ہے کلام اللہ تعالیٰ کی تلاوت کثرت سے کرنی چاہئے تلاوت کیتھے۔ اس کی فہم شرط نہیں بلکہ فہمی موجب قرب ہے اور یعنی اجر و اٹاب کا اہم ذریعہ ہے یعنی حال کہ معمانی نہیں سمجھتے اسی تلاوت سے کیا نامہ؟ نہ بردست ضلال اور ایک بہت بڑی نعمت چونا ہے۔ مرض حضرت مولانا نے تلاوت کی اہمیت اور عظمت کو اس طرح یہاں فرمایا کہ سامیون کے قلمبساں کی غلطت سے بھر گئے ہیئتکاروں کے شرائط و آواب کو اس موترا نہیں بیش فرمایا کہ لوگوں نے اس ادا کی رعایت کے ساتھ تلاوت شروع کر دی۔ اور اب عام طور پر عوام و خواص کو اس کی وجہ سے نفع ہو رہا ہے جس کا اطباء حضرت مولانا نظر کی خدمت میں کیا کرتے ہیں نیز دوسری عادات کیوں ہی اس کا اثر ہو رہا ہے۔ چنانچہ بعض حضرات نے مراد تھے یہ فرمایا کہ جب تلاوت کا اہم کام کیا ہے تسانی یعنی اصلاح چوہبی ہے: ظاہر ہے کہ جب شمازی اصلاح یوچا کے لیے تو اخراج پھر سارا دین ہی درست ہو جائے گا۔ اور مذکورات و منہیات سے ابتداء کی اسکو اس ان ہو جائے گا بیان افراق اے ارشاد فرماتے ہیں اے ان القلۃ تعلیم عن الفحکاء و المتنک۔

حضرت مولانا دامت برکاتہم ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمانوں سے جو عمل نہیں ہو رہا ہے تو آس کی وجہ ایمان میں اقصیان ہے، اور ایمان کامل ہوئیں مکاچ ہنک تلاوت کلام اللہ تعالیٰ کی جائے اسی کے تلاوات کلام اللہ تعالیٰ ازدواج ایمان کا خاص ہے۔ جب تلاوت کی جائے گی تو ایمان ضرور بڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ و راً اذلیت علیہم ایمانہ راً دلهم ایماناً ریج ان کے مانے اللہ کتاب کی آئین تلاوت کی جاتی ہیں تو ان یات سے ان کا ایمان ترقی کرتا ہے۔ مگر تلاوات اللہ تعالیٰ پر کامل اعتقاد اور کلام اللہ کی عظمت و منزلت کے استھنار کے

سائچہ کرنی چاہئے۔ قبل تلاوت اور اثنائے تلاوات میں ایمان و تقدیم قلب میں حافظہ کرنا چاہئے کہ خدا کا کلام ہے اور اس میں جتنے احکام و قواعد درج ہیں اب حق ہیں۔ توجیہ اس طرح تلاوت کی جائیگی تو یہ تلاوت ایمان سے ناشی ہو گی۔ پھر اس کے مثراں و نتائج بھی مرتب ہوں گے۔ اس لئے کہ اعتماد فی نفع خود کمال ہے اور جملہ کمالات کا موجب بھی ہے۔ اعتماد اسی اصل اور بروز است کافی رہے، جملہ اعمال اس کے تابع اور ناجائز ہیں۔

مگر شویں قریح کا جام مسلمانوں سے اعتمادی رخصت بھوگیا، اخلاص کا اہم اشناہی نہیں رہا۔ اگر کچھ تلاوت کرتے بھی ہیں تو سالہ مال مغض مسری کرتے رہتے ہیں۔ پہنچانچ کیک صاحبِ اس کا عادات اعزاز کر لیا اور لکھا کہ "ایسا تو بھی نہیں ہوا کتابوں نہ کی ہو مگر باں بعض لسانی اور مسری کرتا رہا۔ جبکہ وجہ سے ایک محروم رہا۔ اس پر حضرت والیہ فرمایا کہ اس تدریف افسوس کی بات ہے کہ خدا کے کلام کی تلاوت اور سری یہ تو نفعی تلاوت ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو اس کی کوئی وقعت نہیں۔ یہی دیکھیجئے کہ اسی قرآن سے کہ کافروں کو یہی اور مسلمانوں کو اسی قرآن سے بڑے بڑے مراتب و درجات ملے۔ کیسی پچھے عرض و مظہر میں مگر آج ہو، ہم نزلیں و خواریں اور ضلالت میں مبتلا ہیں تو اسکی وجہاً محال ہی بھی نہیں کی جائے کہ رخاہُ اور کلام کے برابر ہو سکتے ہیں۔ ائمۃ ہدایت و اصلاح و دوکاریے نہیں ہو سکتی۔ ہدایت کیتھے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کو نازل فرمایا ہے۔ قرآن یہی کے متعلق یہ ارشاد ہے "وَلَا تَأْتَوْنَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ وَمَا أَنْذَكَكَ اللَّهُ كَاتِبَ الْأَكْفَافَ إِلَيْكُمْ۔ تو مجیے اپ کی رسالت کا قنیز ناس کلئے ہے دیلے یہی اپ کی کتاب منزلہ ہے کیونکہ ناس کیلئے اور قیامت تک کیلئے ہے۔ کتاب اللہ رسول اللہ و از سرفیق تاشقانہ عنده یقوم الفیما ماتہ۔

اپ کے بینخلاء ارشادات کے یہی ہے کہ خواکم کو عمر طڑتے لکھوں سے زیادہ غلص سمجھتے ہیں۔ پہچارے اپنی بساط کے موافق خدمت دین کی کر رہے ہیں، مدرسوں کی

امداد کرتے ہیں، مدرسے قائم کرتے ہیں مگر عموم پڑھتے کہ لوگ اپنی بساط بھر جی خدمت نہیں کرتے ہم بھی مغلص ہوں تو بہت پچھوپ کام ہو جائے۔ قرآن کریم کے برکات و دین و دینیا و دنوں میں انکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اسی قرآن کی بدولت روشنی کھلتے ہیں اور اسی کی وجہ سے حرمت ملٹی ہے بھر جی اسکی طرف سے غافل ہیں، بہترے اپنے ہیں کتابوں کی نہیں کرتے۔ یہ کس قدر حق تلفی اور بے انسانی کی بات ہے۔ ﴿إِنَّ اللَّهَ وَإِنَّا إِلَيْهِ مُتَبَرِّئُونَ﴾

پہلوں کفر اکجھے بچھے دھان مسلمانی! رجھے آج کلی جو قرار ہے تو اسکی وجہ بھاری ہی کوتاہی ہے۔ ہم عموم کے سامنے قرآن و حدیث کتب پیش ہی کرتے ہیں جس سے اکا ایمان تازہ ہوا اور انکو کام کی بایسی معلوم ہوں۔ ظاہر ہے کہ قرآن و حدیث پر تو مسلمانوں کا ایسا ہے اس کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں تو کتاب سنت ہی پیش کر کے انکو جو من کیا جائے گا۔ اور اسی سے ان پر اثر ٹو الیا سکتا ہے۔ اسی سے ان کے امراض کا علاج اور ضالات کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ دوسرا سے کلام نوہ وہ لکھتے ہی اپنے ہوں اور موش بھی ہوں لیکن ان پر ایمان تو نہیں اور نہ وہ فہماحت و بلاعث اور شاشری میں خدا کے کلام کے برابر ہو سکتے ہیں۔ ائمۃ ہدایت و اصلاح و دوکاریے نہیں ہو سکتی۔ ہدایت کیتھے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کو نازل فرمایا ہے۔ قرآن یہی کے متعلق یہ ارشاد ہے "وَلَا تَأْتَوْنَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ وَمَا أَنْذَكَكَ اللَّهُ كَاتِبَ الْأَكْفَافَ إِلَيْكُمْ۔ تو مجیے اپ کی رسالت کا قنیز ناس کلئے ہے دیلے یہی اپ کی کتاب منزلہ ہے کیونکہ ناس کیلئے اور قیامت تک کیلئے ہے۔ کتاب اللہ رسول اللہ و از سرفیق تاشقانہ عنده یقوم الفیما ماتہ۔ اپ کے بینخلاء ارشادات کے یہی ہے کہ خواکم کو عمر طڑتے لکھوں سے زیادہ غلص سمجھتے ہیں۔ پہچارے اپنی بساط کے موافق خدمت دین کی کر رہے ہیں، مدرسوں کی

و سائل کوئی واضح فرمادیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول و فعل اور حال کا تابعہ کا ترجمان اور شرح ہے و مکان حلقہ القرآن، اس نے اب بعد میں کتاب و سنت کے خلافات کوئی جدید مقدمہ بیان نہ سیل و طلاقی اختیار کیا جائے گا تو وہ بعدت و خلافات ہو گی۔ اس کا کسی کو انتیہا نہیں کہ کتاب و سنت سے سروجائز کر کے پس جب قرآن پھور دیا گی اور اس کے اصول کو ترک کر دیا گی تو پھر بیان کہاں رہتے ہے بنو ترک قرآن کردہ آخری مسلمانی کیا

خود مشاعر ایمان کش پس از ایمان کی کیا

خود پور فرمائیے کہ جب طلاقہ مدارس میں طالب علم کی حالت میں قرآن پاک سمجھ کر رہیں گے، اس سے ذوق و مناسبت نہ پیدا کر سے گے تو بعد میں ان سے کہیے تو نق کی جا سکتی ہے کہ یہ لوگ بھائیں گے اور دوسروں تو بھائیں گے آج جو قوم کا پڑا بہ رہے تو اسی لئے کہا رہے ہیں قرآن پاک کی طرف اصل اتفاقات ہنہیں کرتے اور اس سے ربط و ضبط پیدا کرتے ہیں ان کا مذاق ہی بدلتا گیا ہے۔ انکی یہ نیت ہی نہیں ہوتی کہ ہم قرآن سے لفظ پیدا کریں اور حکما کا کلام کی مراد کو سمجھیں۔ اصلیۃ القوای نے بھی اس کے فیوض و برکات اور علم و معارف کو ان پر منکشت نہیں ہونے دیتا، تو ایسے لوگوں سے بھالا کیا ہدایت ہوگی؟

حضرت مولانا دامت برکاتہم تھے اسی کے متعلق ایک سہیات ذی استغفار عالم سے استغفار فرمایا تو انہوں نے جواب میں تحریر فرمایا رہے بالکل حقیقت ہے کہ عربی مدارس میں قرآن پاک اور اس کی تفسیر کا اہتمام نہیں ہے۔ مجھ سے خود بہت بچ کیے۔ اس نے حضرت واللہ اس کو شمشش کی دل سے قد رہوئی کر دیا تھا اور اس موندوں کی طرف متوجہ فرمائے ہیں اس کو شمشش کی دل سے پورا فتح اٹھایا تھا تو قیمت عطا فرمائیں۔ آمین)

اس میں شک نہیں کہ حضرت مولانا دامت برکاتہم کو قرآن پاک سے ایک غافص ذوق حاصل ہے شب و روز اسی کا شغل رہتا ہے اور اپنے کثیر میانات آیات قرائیہ

ہی کی تھیہ و راثت ہیں میں بھاکرے ہیں معتبر معاشر تھاروں الجعلی، تھیمیٹری، این کیٹری، پھاؤاوی، تھیری کرثان کی کثرت سے مراجعت فراہت رہتے ہیں اور راحمہ شر غایت مناسبت کی بنار پر علوم و نکاح تھیمی بھی رہتے ہیں۔ اس لئے کثر مسلک و حادث کے ارشادات و حکایات اور راجحیت کو کمی کثرت سے پیش فرماتے رہتے ہیں۔ باں اصلی تشریح و توضیح میں اپنے کابر باں مگر اکابر جو اصل جیسا نہیں ہوتے پا۔ اما۔ الگی بزرگ کا قول و فعل اموری شرعی کے دراوح مکملوم ہو تو اس کی تطبیق اور طلاقہ عنوان سے توجیہ فرمادیتے ہیں اس نے کسی کا قول و فعل کتاب و سنت پر جدت نہیں۔ کتاب و سنت ہی اعلیٰ الاطلاق سب پر جدت ہے ان سے کسی کو بھی مجال خلاف نہیں اور یہ اپ کے اصلاح و تربیت کی خصوصیت ہے قلنہ الحمد۔ اور اس کا فتح بھی ظاہر ہے۔ چنانچہ ایک بیٹے عامہ نے جو آباء اور ائمہ تشریف اللہ تعالیٰ سنت و اپنی کے بعد ایک ماہ جی یہ فرمایا کہ میری جاہزی کے وقت حضرت کی جگہ تشریف لے گئے تھے اس لئے زیارت تو دھوکی مگر مبارک کے طلبے ملا تھات ہوئی۔ میں نے ان کے جھروں میں وہ قرائیت دیکھی تو ہمیں نظر نہ آئی۔ اور یہ بھی کہ رہے تھے کہ حضرت کاظمین اصلاح جلدی ہمچلکر ہو جائیگا میں نے الیاد میں کافی انفراد اور میان الی الدین دیکھا جو حضرت کے دجوہ کی بکرت خدمت ہوئی ہے، حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت مولانا دامت برکاتہم نے جب لا حل و خلا فرمایا کہ طلاقہ میں سی نہ کسی درجہ میں کلام اتر کے فهم و تلاوت اور اسکے شرط ادا و اداء کی رعایت ہیں کو تابی ہو رہی ہے تو اپنے علم و خواص کو اسکی طرف متوجہ فرمایا اور دین و مورستے اس ہونہوں پر کلام فرمایا۔ لوگوں کا واحح علی اور اغفاری مذکور ہوں پر اگاہ فرمائے گوں کوئی لفظ ہوا۔ اور اب بھی حضرت مولانا نے اندزاد مختلف عنوان سے بیان فرماتے ہیں اسی طبق میں اور ایسا طلاقہ نہ چپ کلام ہوتا ہے کہ نطبیت منسے اکٹا ہے اور شد و بیان فزورہ علوم ہوتا ہے۔

وہی اک بات جو سوباگذری ہے نہ کھوں سے زبان شنی پر اکرنی معمکنہ ہوئی ہے

بلکہ یہ مرتبہ تازگی محسوس ہوتی ہے اور عالم کا جو شو قید یا ہوتا ہے بیک اہل اللہ کا کلام ایسا ہی ہوتا ہے۔ حضرت حاجی امداد اش ر صاحب قدس سرور نے فرمایا ہے کہ اہل اللہ کا کلام نام و کو مرد اور مرد کو جو اعمدہ بنادیا ہے (خوشواہ کلام اش ر صاحبی کے بارے میں یہ جس کے باس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لایتھ منہ العلما و لا یخلق عن شرث الردو لا تتفقی علیہ زادہ رابط کو اس سے سیری نہ ہوگی) بار بار لوٹائے اور دہراتے ہے برپا نہ ہوگا اور اس کے عجائب ہمیں ختم ہے (ہوں گے) حضرت والا دامت برکاتہم کے ملحوظات و ارشادات ایسے اثر نہ لازم اور پر کیف ہوئے ہیں کہ تکریبے اختیار خوارج کا پیشہ کو کوئی چاہتا ہے ہے تا اب یہ باری رہے یوں ہی سیل میں کشی سیاچیوں ہی سے آباد تھے خاہ ترا۔

آخر میں یہ عرض پڑے کہ حضرت مولانا مقتدی تلاوات کلام اللہ کی علقت و اہمیت اور اس کے ادب و شرائع کو کتاب و مسنٹ اور اکابر امانت کے تاثر اقوال سے مختلف اوقات میں اور مختلف غونے سے بیان فرمائی اور اس رسالہ میں جمع کر کے امت حرمہ پر ماحن عظیم فرمایا ہے انشا اللہ تعالیٰ یہ رسالہ طالبین را وغایہ لئے تنازع ثابت ہو گا اور تلاوات کلام اللہ کا اور اس سے قلبی تعلق سدا کر کے کا ایک نیا باب فتوح ہو گا اور اللہ تعالیٰ کے کلام سے صحیح راجطب میں ہو گا چاہیجہ میت سے لوگوں کو خون ہوا جس کا اخبار کسی ان حضرات کی کیا نمونہ کی طور پر جن خطوط انتہل کے جاتے ہیں تاکہ ان کے تاثرات و حالات کے ملاحظے سے ناظرین کرام کو مزید بصیرت و نیشنست حاصل ہو۔

**مکتوپہ** :- حب بیان حضرت والا مذکور تلاوات کلام اللہ کا معمول تہائی ہیں حق المقدار اس تھی خصوصاً کتاب کے ماتحت بنا لیا ہے اور تلاوات شروع کرنے پہلے استغفار و تجدید ایمان اور اس بات کی تصدیق و اقرار کر لیا ہوں کہ یا اللہ کیم اپ کا ہے اور برحق ہے، اس پر جعل ایمان ہے اس میں جو کچھ ہے سب حق ہے

اس کی معرفت بالخلاص عطا فرمائیے اور اس کے مطابق چاری زندگی بنادیجئے اور اس کے جملہ اور جملہ میں ای اجتناب کی توفیق دیجئے اور اس کے بركات و فرمادی سے فوائد دیجئے۔ آپ کی ہی رحمت کے سیارے اور سرکار و عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت شیخ کے دلیل سے یہ درخواست ہے تقول فرمایجئے اور اس میں اخلاص و ترقی غایت فرمائیے:

**مکتوپہ** :- حب بیان حضرت والا مذکور تلاوات قرآن شریف کا معمول تہائی ہیں حق المقدار اس تھی خصوصاً کتاب کے ماتحت حضرت والا مذکور کی دعا و توہج کی برکت سے ابتدک بخا بار بایے اور برج لفظ معلوم ہوتا ہے۔ دل کا حال ہی کچھ دوسرا ہو یہ نو انتظرا تابے اور اس کی جملک تماز اور ویجہ معاشرے میں بھی نظر آتی ہے۔ حضرت والا مذکور اذراء غافریائیں کہ انت تعالیٰ اخلاص و تقول عطا فرمائیں۔ اس پر استغفار و ترقی غایت فرمائیں اور اس پر کلام برحق کی معرفت اس لہبکار و رویہ کو سمجھی و عطا فرمائیں اور اسی کے مطابق پوری زندگی ڈھنال دیں:

**مکتوپہ** :- الشامل کا لام الکا لام شکل کے بخیریت ہوں۔ سایہ عاطفت آنحضرت و ملائیش قائم رکھیں انسانی انتقامی جل شانہ کا بڑا حانہ ہے کہ حضرت والا مذکور کی دعا و توہج کی بدولات اس دفعہ کی صحبت میں یعنی الغم فائدہ استفادہ کیجیے جیسے زیادہ مشارکہ معمون تلاوات کلام پاٹتے دل کو کچھ دلیا یا ہے۔ تجدید ایمان و تصدیق اور دعا کے تلاوات کا آغاز کرتا ہوں۔ حضور قلب اور خوشی کی پوری سی کرتا ہوں۔ بجائے کہ کسی کی بیوی کی زیادتی کی فکر بھی ہے۔ الگ کسی کچھ ایسیں غافل کے ماتحت سرسی طور پر پھیلیں تو پھر اس فرما کو حضور قلب کے ساتھ اعادہ کرتا ہوں۔

اکھر شراب قلب کا حال بدلا ہوادیکھی رہا ہوں۔ حضور پر لوز صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا "اللہ شریعہ اجتھیل القرآن تکیفہ قلوبی" کا اکثر استغفار ہوتا ہے۔ پہلے دیکھ کر کارداشا ذرا عذات و ذکر فتنی و اثبات میں جو یقینت ہوتی تھی وہ تلاوات میں نہ ہوتی تھی مگر

اب حالت بدل گئی ہے۔ تلاوت کی لذت و حلاوات دیگر ادا کار سے کہیں بڑھ کر مکمل ہوئی ہے:

کلام اندر ثابت ہفت کے الفاظ اس کے معانی اس کے نوشی سبھی دل بھاپن والے ہیں۔ اس کے نوش کو دیکھنے سے ہمیں دل میں فراز اور ایک سرو پیدا ہوتا ہے۔ دعا فرمائیں کہ ان تعالیٰ توفیق ہختیں کہ ان کے کلام کی تلاوت غلت کے ساتھ یہی ہو:

**مکوتوبت**۔ عرض ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کے سلطان میں اس زمانہ میں بڑی و تباہی اور غلطت ہو رہی ہے۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں کا خال ہے کہ صرف الفاظ قرآنی کی تلاوت بالفہم معانی کچھ سودا درفعہ بخشن ہے۔ حضرت واللہ ان دونوں بڑے شدومہ میں اس نظرے کی تردید فرمائی اور تلاوت قرآن کے برکات اور

اس کے منافع کو داشتی فرمایا۔ حضرت والا کے ارشادات سے یہ بات اچھی طرح منکث ہو گئی کہ قرآن پاک کی تلاوت ہی سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل ہو گا۔

بار بار کی تلاوت ہی سے الفاظ قرآنی محفوظ رہ سکیں گے اور اسی کے تحرار سے معانی کا بھی اکٹھا ہو گا جیسا کہ علماء پیشوادی نے اُنلی ماؤنٹ ایلینچ من الکتاب الاتی کے تحت اس کی تصریح کی ہے۔ جب قرآن بار بار پڑھا جائیگا تو اس سے فہم معانی کا بھی داعی پیدا ہو گا۔ صرف الفاظ قرآن کو بیکار سمجھا ایک بڑی فمراہی ہے۔ تلاوت ایک آگ شے ہے اور معانی و مطابق کا بھجننا اللہ بات ہے معانی و مطابق کا سمجھنا تو صرف ان

لوگوں کا ہام ہے جو اس کے اہل ہوں باقی عام لوگوں کیلئے تو یہی تلاوت الفاظ قرآن ہی دھولی اللہ اور تقرب الہی کا فریض ہے ہمیں جتنی اللہ ہے جو من دوں کو اللہ کا ش پہنچا گیلے دینیاں اُن تاریخی ہی سے جو کوچوچوچ ملا ہے کلام اندر کی تلاوت ہے اسے ملابے اس لئے ہم توہا معاں سمجھیں یاد بھیں یہ کو تلاوت کلام پاک ہی سے تقرب ہیں یوگا ہے یہم کو اس کا معمول بنانا چاہیے پھر کھجیں یہ کلام الہی دل پر کیا کچھ اثر ڈالا ہے جب انسان کے کلام کی تاثیر مسلم ہو تو کلام الہی میں کیا پچھا اثر ہو گا۔ (حکایت) ایک مریض کو دیکھنے کیلئے یوغلی سینا بلایا گیا۔ وہاں ایک بزرگ تھے جو

اس عرضت کو دکھ کر رہے تھے بولی سینا کہ ماں اس پھونکنے کیا ہوتا ہے؟ یہ تو مادہ فاسد ہے جب تک اس کا اخراج نہ ہو گا فائدہ نہ ہو گا۔ اشارہ کلام میں ان بزرگ نے پیغمبر ایسی بات تقصیہ کیہی جس سے بولی سینا کو غصہ آگیا۔ اس کا چہرہ اور آنکھیں غصہ سے سرخ ہو گئیں۔ اس پر ان بزرگ نے فرمایا کہ میں نے تم کو ماراں ہیں صرف ایک بات کی ہے جس سے تم پر ایسا اثر ہو کہ چہرہ اور آنکھیں مخلوق کا کلام تو موثر ہو اور غافق کے کلام میں اثر نہ ہو گا۔ یہ سن کر بولی سینا لا جواب ہو گیا اور چبی رہ گیا۔

حضرت والا بات کھویں دفعہ طور پر آگئی۔ دعا در فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے کار کو بھی تلاوت کی توفیق نہیں اور اس کے برکات سے فائز۔

**مکوتوبت**۔ محبوب کا کلام بھی محبوب ہوتا ہے۔ بغواۃ آیہ کیمیہ والذین آمئُوا مُشَكّنْجَهْ بَحْتَالَهُ۔ الشَّرِيفِ وَبِلِّيْ مِوْنَ کَزَدِ دِیْکَ بَدَرِ جَهْ نَاهِیْ مَحْبُوب ہو گئے ہیں اور نظرۂ محبوب کے بار بار ذکر کرنے سے دل اسکی محبت سے بڑھنے ہو جاتا ہے اور سبی کو ذکر روز افرزوں ازدواج محبت کا سبب ہی ہوتا رہتا ہے جو محبت کا اصلی مقصورہ ہے اور اسی محبت پر فتوحۃ الریسمیں ہوتی ہیں۔ محب دو ران ذکر میں کسی اجر دوڑاپ کا طبلگار ہیں ہوتا بلکہ غلبہ محبت اس کا سبب ہوتا ہے اور محبت ہی مطلوب سبی ہوتی ہے

آمَدَهُ لَهُ تَعْتِيَانٌ لَكُمْ إِنَّهُ لَهُ هُوَ الْمُشْكُنُ مَا كَرِزْتُ مَدِيْهُوْكُ

حضرت والا تلاوت قرآن کے کمال غلت اور کثیر النفع اور بذریعہ نایت اہم ہونے کی بات میں جس دل نشیں پہرا میں بیان فرائی ہیں وہ دوں پاٹکے لیغزیں رہ سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت ذات اقدس جل سلطانہ کا ختمی فضل دکم ہے کہ اس نے حضرت والا کے واسطے ہم یہیے خواب غلت میں پڑے ہوئے سماں اوس کو صرف چونکا ہی نہیں دیا بلکہ مکمل طور پر بس اور فرمادیا۔ کاش دوسرے علماء دین بھی اس اہم مستند کی طرف سے غلت نہ برتست۔ بلکہ مالا اؤں کو قرآن پاک کی تلاوت

کی اہمیت کی جانب متوجہ فرماتے رہتے تو اسی مسلمانوں کی دینی حالت اس قدر پت نہ ہوتی ہوئی بلکہ کبھی زیادہ ہتر ہوتی۔

الغرض محظی (میمن) کی نگاہ میں اللہ عزوجل اور اس کی باتوں سے زیادہ پرکشش اور محبوب کوئی دوسرا نہیں ہو سکتی اور نہ ہوتی چاہئے۔ اس لئے جملہ اور دو ظالہ پر تلاوت قرآن پاک کو خصوصی شرف حاصل ہے۔

**مکتوپتے:** عرض یہ ہے کہ حضرت والا امانت برکات ہم ایک عرصہ سے تلاوت

کلام اللہ کی اہمیت مختلف خواہات سے بیان فرمائے میں اور اس کی طرف سیاست شروع مدد سے رفت دیا ہے میں جس سے یہ بات سمجھیں آئی کہ قرآن پاک کی تلاوت سکتی ہے؛ بلکہ وہ تو اندر تعالیٰ کے نہایت غضب و سخط کا ہی موجب بنے گی۔

ہمارا کام میں میں سے بھگتا ہے کہ جو چون قرب الہ کا درجہ تھی اسکو تھوڑا دیا اور دوسری چیزوں میں پاٹتے گے۔ اس میں اذکار مسنود کا انکار نہیں ہے کیا۔ وہ تو احادیث صحیح سے ثابت ہے میں بلکہ حضرت واللہ تعالیٰ سمجھنا چاہا ہے کہ فرقہ اتاب پشت فخر ہی ہے جو تیرپتیں درجی ہے اس کے ساتھ جب تک اسی درجہ کا اعتماد کیا جاوے گا اس وقت تک اسی سے خدا اس درجہ کا نہیں ہو سکتا۔ دوسرے اذکار سے جو قرب ہوتا ہے اس سے ہیں زیادہ قرب قرآن سے ہوتا ہے اور دیگر اذکار سے کہیں بڑے کاروبار الطف کیفیت تلاوت سے پیدا ہوئی ہے مگر یہ چیزیں بہتندہ تجھ حاصل ہوتی ہیں۔ ایک دو دن میں نہیں حاصل ہوئیں۔ جب کوئی لاہوں کمک برابر عقدت و عطلت کے ساتھ دل سے تلاوت کی جائیگی تب کہیں جا کر غفران مرتب ہوں گے اور تلاوات کا صحیح ذوق پیدا ہو گا، بیشک تہاری تلاوات عرض رسی ہے اور قرب خداوندی تلاوت حقیقی سے حاصل ہوتا ہے، تو پھر یہ کو قرب خداوندی کیے حاصل ہو۔ رسی اور حقیقی تلاوات میں بونا بیدے۔ اسی کو حضرت واللہ تعالیٰ کا سے

رسم تابعیتیت ہزار فرسنگ است۔

تلاوت کا جو طریقہ حضرت واللہ تعالیٰ نے تعلیم فرمایا ہے کہ تلاوات شروع گرنے سے پہلے قرآن پاک کی عقلت کا استحضار کیا جاوے اور استفادة اور تجوید ایمان اور اس بات کی تهدیلی کر لیا کے کیا اللہ یہ کلام آپ کا ہے اور برحق ہے اس پر ہمارا

چونہ کسی کا کنکری جب پھر کوں تباہگ!

تلاوت محبت سے ناشی ہوتی ہے اور محبت کی موجب بھی ہوتی ہے اور میمن کی تلاوات ایمان سے ناشی ہوتی ہے اور ایمان کی مورث بنتی ہے۔

اب تلاوات سے جو کیفیت نہیں حاصل ہوتی اس کی سبب بڑی وجہ یہ ہے

پس نظرن سے بہل احاج و زاری عرض ہے کہ عطا فرمائیں کہ ائمہ تعالیٰ  
حضرت مولانا دامت برکاتہم کو صحت و عافیت عطا فرمادیں اور تا دیر اس پڑھ فیض  
کو جاری رکھیں اور ہم کو حکم عقیدت اور کامل صحت و مناسب عطا فرمائیں کا لپ  
کے فیض سے مستفیض اور آپ کے افادات سے مستفید ہوں۔

اللهم افتح آفاقاً يذكّرنا وأنتم علينا بعمّالكم وأسلية  
كلّنا من فضلك واجعلنا اوت عبدك الفطحيين. أمير كارب العالمين ٥



أَحْقَرُ الْخُدَّامِ

قمر الزَّمَانِ عَنْ عِنْدِهِ  
حَفَاظَ الْبَارِكُ سَمْلَهُ  
الله آياد



ایمان ہے اس میں جو کچھ ہے سب حق ہے اور یہ دعا کے کیا اللہ اس کی معرفت اور اس کی تلاوت با خلاص عطا رفراخیتے اور اس کے مطابق ہماری ننگی بنا دیجئے اور اس کے جمل اور پر اعلیٰ اور لذائی سے اجتناب کی توفیق دیجئے اور اس کے ثمرات و برکات سے نواز دیجئے۔

اکھر اسی طریقے سے تلاوت کنا شروع کر دیا ہے۔ اب بعد میں ویسا رشوا ہے کہ حضرت والا دعاؤ فراویں کی انتقالی اپنی رحمت اور صرور کائنات میں اٹھانے پر مسلم کے طفیل میں میری دعاؤں کو قبول فراویں اور تلاوت دو کے برکات و خیرات سے نوازیں اور قرآن کے زینہ ہم کو اپنے خالق و مالک سے صحیح نسبت حاصل ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی خیریت ہماری طرف متوجہ ہو اور تلاوت کلام اللہ سے صحیح ذوق انصب ہو۔

وَالسَّلَامُ عَلَى الْأَكْلِمِ۔ یعنی از خدام غنی مدن

طالبین کے اس قسم کے خطوط کا شریعت سے حضرت والادامت برکاتہم کی خدمت میں آئے جن سے مکحوم ہوا کہ اب قرآن پاک سے صحیح تلقین و رباط پیدا ہوا اور قرآن پاک کی برکت سے راستہ کھلا اور انحراف لے سے قربِ محروس ہوا۔

حضرت والادامت برکاتہم نہایت تجویز اور درود و سوڑی سے برادر فرمایا کرتے ہیں کہ دعا کا کلام موجود اور مگر ازی؟ مکحوم ہوتا ہے کہ قرآن سے رشی منقطع رہا گیا ہے اس لئے گمراہ ورنگر گھر میں، الشاعانی نے ان برارت کو مسدود فرمادیا ہے۔ دین کی طرف گاہ و نیوی فلاح جمی کھو چکے ہیں۔ اگر آج مسلمان عقولت و احترام سے تلاویت کریں اور عمل کریں تو قاب کبھی الشاعانی کی نظر غایت مبذول ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت ہماری طرف متوجہ ہو۔ اور پھر سارا عالم یہ منور ہو جائے۔ کیا خوب کسی نے یہ شرک کیا ہے

بُنی بُھی نور اور قرآن ملا نور  
نہ ہو پھر ملکے کیوں نور علی نور



## تلاوت فرقہ آن

فہمہ الہی دربارہ اس بندہ ضمیٹ پر شمارہ۔ والجل آنہا تو فہمی فہم  
قرآن نعیم است۔ میں حضرت رسالت پناہی الفکلہ والشکام بکرین ایمان  
بھیارا ند۔ واعظم انبیاء تبلیغ فرمائی رہست۔ انحضرت مصلی اللہ علیہ وسلم  
قرآن رائیقین فرمودو بیرون اول تالیث اس بیرون ثانی ساییدن لکذا دلکشا  
ہا انکار اس درمانہ رائیز از روایت درایت ال حصہ سید۔

ترجمہ:- (الشرب العزت کی نعمتی اس بندہ ضمیٹ پر بے شمارہ ہی اور ان نعمتوں  
میں سے طیب نعمت قرآن علیکے فہم کی توفیق ہے۔

رسول اللہ علیہ السلام کی اسنات اس نکرین امیتی پر بے انتہا ہیں، اور ان میں  
بے عظم احسان فرمان الہی تبلیغ ہے، آنحضرت مصلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن اول کو قرآن  
کی نعمت فرمائی، ان حضرات سے قرآن ثانی تک قرآن کیم کو پہنچا، یہ سلسلہ اسی طرح پہا  
رہا، حتیٰ کہ اس عاجزہ کو سمجھی قرآن کی فہم درایت کا حصہ افر عطا ہوا)

میں یہ صون چونکہ کلام ارشے عقل پر اسے ساختی حکوم ہو اکاس کا انتقال ہجت الشہر والا شاد دل اللہ  
مضت و خود دل بھی کے کلام پر کلام ہے کوئی افسوس لکھنگی میں انھوں نے جو خوب لکھا ہے بہت پسند آیا۔  
بہر کے کپیے اسی کو اپنی اس تایلیت کا خطبہ بنانا ہوں۔ ۱۷۔

عبد قولہ تخلیق قرآن کریم است، اس سے معلوم ہو کہ قرآن کی دولت کا ملتانہ خیریتی چیز ہے۔ مغض  
تخلیق قرآن سی کچھ کچھ بڑیں ہے جو کچھ اسکے سیما اطمینان فراہم ہے۔ ۱۸۔

## تلاوتِ حقیقی اور نفاذی کی بحث

قبل ازیں کرو ایا ایا و آثار پیش کروں یہ واضح کرتا چاہتا ہوں کہ جس تلاوت  
کی خصیت نصوص میں اکثر آتی ہے وہ، وہ تلاوت ہے جو ایمان و تصدیق کے ساتھ  
ہو، تخفیم و توقیر کے ساتھ ہو، اور یہ سب قلب کی صفات ہیں۔ جب تک قلب کی تصدیقی  
و توقیرتہ ہوگی، بعض ظاہری تعلیم و تکریم کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔ مثلاً کوئی شخص قرآن  
پاک کو چوم لے، آنکھوں سے لگلے، اسکو حیر و دیباں، اریشی کپڑوں کے جزوں  
میں رکھ لے اور سچی دل چاہا تو جو خوش کرنیکے لئے زبان سے تلاوت کی کر لے۔  
محض اس سے یہ نہیں کجا جائے کہ اس کے دل میں بھی اس کی تصدیق و تقطیم موجود  
ہے۔ ایسا توہینت ہوتا ہے کہ دل میں ایک بات نہیں ہوتی اور اس کے ظاظات فالہر  
کیا ہاتا کہے، قلب میں تقطیم نہیں ہوتی اور اخبار تعلیم کیا جاتا ہے۔ سید و نصاری کا  
حال بھی سختا ہیں اک عالم رجاء الشذوذ مختصری نے کشف اسی یہ روایت اتفاق فرمائی ہے کہ،  
عَرَبِيَّيَا نَأْذَنَجَوْهُ وَالْدِيَّاجَ حضرت میخان سے روایت ہے کہ جو دعا فاری  
وَالْحَمْرَى وَحَكُوْهُ بَالْدَهْ وَالْكَدْ اپنی کتاب کو حیر و دیباں کے جزو اؤں میں رکھا  
میجوں اخلاقِ اللہ وَلَمْ يَجِزْ مَوْا اور اسکو سوچنے سے مزین کیا مگر تو اسکے حال کو  
حرّامَةَ رُكَّاثَانَ مِنْ ۖ ۱۸) حال سمجھا اور نہ اسکے حرام کو حرام جانا۔

نہوز بات کس تدریب باطن سے کنٹاپری عمل تو ایسا کا سکور شمی جزو اذوں میں رکھے  
تھے، سوتے کے پانی سے لکھا تھے تو اپنا جسمی عمل یہ کہ بالکل بد اعتماد ہو گئے تھے  
ذاس کے حال کو حال سمجھتے تھے اور وہ اسکے حرج ماتوں کو حرام سمجھتے تھے۔  
اس روایت سے صاف طور پر یہ معلوم ہوا کہ جو سکتے کہ معاملہ عقلت کا کیا  
جادے۔ محنت کا برآتا جو کیا جاوے اور دل میں ذرا بھی عقلت و محبت نہ ہو۔ اب تم  
لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ جس کی طرح تلاوت کیلئے خواہ دل حافظ ہو یا نہ ہو، قلب  
میں عقلت ہو یا نہ ہو کافی ہے۔ حالانکہ یہ بات نہیں ہے۔ ہمارے سلف نے عقلت  
و عقیدت کے ساتھ تلاوت کی تھی۔ تب انکو اس کی فیوض و بریکات اور اسکی وجہ  
سے انکو بڑے بڑے درجاتِ نصیب ہوئے تھے اور ایسی ہی تلاوت مطلوب تامثیر ہے۔  
اپنے ایسی تلاوت تو کرتے نہیں مغض ارسکی اور سرسری کرتے ہیں۔ اس پر فرق  
یہ ہے کہ اپنی اس تلاوت کو صحابہ کرام اور راکا بر عظامِ جسمی تلاوت سمجھتے ہیں  
اور اس پر ان ثمرات و نتائج کے متنی ہیں جو سچے لوگوں کو حاصل ہوئے۔

### قصیع و ظاہر داری پر کچیر

یہی نہیں بلکہ مسلمانوں کے ہر عمل کا ہی حال ہو گیا ہے۔ رسم و تفہیم کا اسیلہ  
(ظہر) ہو گیا ہے مغض ظاہردا۔ اکو کافی سمجھتے ہیں۔ اہل الشکر خیرت میں بھی  
جائے ہیں تو اسی ظاہر داری و احتیار کے راستے پر ہیں اور اس کو کامیابی  
کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اہل الشکر ساتھی یہ اعتماد رکھتے ہیں  
کہ یوگ کچھ سمجھتے ہو جتے نہیں ہماری چالیسوی اور ظاہر داری سے خوش ہو کر  
مرات دیں یعنی۔ حالانکہ یوگ نہیں جانتے کہ جو یوگ واقعی اہل الشد ہیں،  
انکو اشکر طرف سے کام پر زدہ اللہ تعالیٰ اس کیلئے فہم و فراست بھی عطا  
فرماتے ہیں، جس سے یہ حضرت پکے جھوپے اور خصوصی غرضی خاص میں تیز کرے ہیں۔

حاطب لیل کپڑوں منہیں ہوتے۔ خوب سمجھتے ہیں کہ کون خلوص سے آتا ہے اور  
کون بعض رہماً آتا جاتا ہے، کون اللہ تعالیٰ کی رضاو خوشودی کیلے آتا ہے اور کون  
بعض ہماری رضاو جو کرتا ہے مگر اب عجیب حال دکھتا ہوں کہ انہوں کو میں  
تیزی سے اخبطاً آتا جا رہا ہے۔ اعمال ہو رہے ہیں مگر اعتماد نہ رہ، صدقیق کا  
پتہ نہیں۔ بزرگوں کی خدمت میں بھی آمد و رفت جاتی ہے مگر دل میں زلال اس  
پیدا نہیں کرتے۔ ظاہر ہیں تو جھکاؤ کے لیکن باطن میں نہیں۔ بھجوں میں آتا  
کہ جب باطن کو جھکانا نہیں ہے اس کی اصلاح نہیں کرنی ہے تو پھر آئتی کیوں  
ہیں۔ اس قسم کا ایک ادمی ایسا، دوسرا ایسا، تیسرا۔ اس طرح ایسے لوگوں کی ایک  
جماعت بن جاتی ہے کہ ظاہر سے کہیں ہیں اور باطن سے بالکل ازاں ہوئے ہیں۔  
اسی طرح جب تک کی اصلاح کی جیسی فاسد ہو گئیں کوئی کام کا نہیں نکلتا۔  
اسی جھگوں کا خلافی ہی ہے کہ جس مقصدی خاطر جھگی مٹھی مٹھی ہوئی ہوئی ہیں  
وہ مقصد لپڑا نہ ہو۔

اسی کو کہا کرتا ہوں کہ جب اپنے گھر کو اپنی بادا غلطیوں کی وجہ سے فاسد کر لیتے  
ہیں تو اسے پر رخص نہیں ہوتا۔ کچھ ہیں کہ گھر کو بازار کو فاسد کر دیتا ہیں ایکاں ہے بالکل  
تو ہے کہ اصلاح کی جھگوں کو فاسد اور تہس نہیں کر دیا جاتے تاکہ اصلاح کا کام  
ہی ختم ہو جائے اور ہم کو فاسد کا کابل و بال ملتے۔

### صدق و ارادت

اگر صدق و خلوص سے کہیں آؤں تو انکو فائدہ ضرور حاصل ہو گا مگر ظالم  
ویسے ہی آتے جاتے ہیں۔ انکو اتنا نہیں معلوم کہ مرید کا اول قدم صدق پر  
ہونا چاہئے۔

له رات میں لکھیاں پڑتے دلیتی کمرے کھوئے میں تیز کر دے والا۔  
وہ اس قسم کے جلدی طور پر فوج کے حضرت والا قدس سرہ الکریم فرماتے تھے (زادائلہ)

اول قدم للمربي في هذه الطريقة يبلغ أن يكون على القديق  
(راہ طریقت میں مرید کا پہلا صدقہ صدقہ پر ہو اپنے وری ہے)

او رحہت فرد الدین عطاء فرماتے ہیں اسے  
وارادت باش صادق اسغیرہ تابیابی گئے عرفان را کلید

(اسے فرد ارادت میں صدقہ چنانی اختیار کرنا تین خزانہ صرفت کی کبھی رہ جائے)  
اور یہ صدقہ واردات آپ کے زبان کی صفت نہیں ہے کہ زبان سے صدقہ  
وارادت کا انکام ہو جاوے میں کافی ہو بلکہ اس کی صفت ہے اور اسی کا فعل ہے  
دل بی اصل ہے اور وہی کا رقم ملے۔ وہی اعضا اس کے تابع ہیں جب  
قلب میں صدقہ واردات، عقیدت و محبت ہو گی جب ہی ظاہری اعمال کا بھی اعتبار  
ہو گا، بغیر اس کے عند اشراں کا کوئی اعتباً نہیں۔

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالْيَتَامَةِ — يَا شَهِدَةِ اعْمَالِكَ وَارِدَةٌ مِّنْ عَيْنِكَ

## قلب کی تباہی اور اسکی موت کے اکابر

مجراجِ كل تو ہم لوگوں نے قلب کو نیٹ امنت کر دیا ہے جیسے علمون ہوتا ہے  
کہ اس کا کوئی وظیفہ نہیں اور اسے مخفی اثر کوئی مطالبہ بے بلکہ مطلق العنان  
چھوٹے ہوئے ہیں۔ اہل اللہ خون کے انسو روپے ہیں کہ ہم ائمہ زمانہ  
نے دل کو بالکل محل و مغل کر کھلایے۔ ساروین زبان اور جسم پر آگیے  
قلب بالکل غالی ہے اور قلب کو متاثر کرنا اور کنار سے سے قلب و باطن کی  
اصلاح ہی کے منکر ہو گئے ہیں۔ بات یہ ہے کہ بچپن ہمیں دنیوی مثالیں اور  
لہو لعبہ میں قلب کو ایسا مشغول کر دیتے ہیں کہ پھر دوسرا یہی چیز کی اس میں  
گناہش باقی ہی نہیں رہتی، ملکات فاسد کر کے ہوتے ہیں، اپنے قلب داع

لے فراموش۔ لے بے گام۔ لے استداد و مہلاحت

کواغیر کے باتیوں ذرخخت کر دیے ہوئے ہیں تو جب دل ہی کو بیٹھے پھر ان سے  
اب کس خیر کی توقی کی جائے اور کس حیات کی تناکی جائے۔ اب ان لوگوں سے جو  
پکھڑہ ہو جائے کم ہی ہے۔

## عظمت و عقیدت کی اہمیت

سے! آپ کہیں چلے جائیے زیارت بیت اللہ شریف کیلئے تشریف لے جائیے  
مسجد میں داخل ہو جائیے، کسی بزرگ کی خدمت میں حاضری دے لیجئے یکیں  
جب تک عقیدت و عظمت نہ ہو گی رہ گز ہرگز کچھ ماحصل نہ ہو گا۔ کامیابی کا مدار اپناؤں  
و چھانی پر ہے بغیر اس کے کہیں ساپناں آئیے جائی کچھ لفظ نہیں ہو گا۔ اب ایسا  
آنہا جانا ہے کہ آمد و رفت بھی رکھتے ہیں جس سے معلوم ہوتا کہ اتفاق ہے  
جب ہی تو حخت برداشت کر رہے ہیں مگر دل میں با عقایدی پھسائے رکھتے ہیں

بہت بہت دنوں کے بعد اس کا اقبال ہوتا ہے جس سے سخت قلب ہوتا ہے۔ یہ ضروری  
یہ رکھ لفظ و اتفاق کا زمانہ ہے۔ ظاہر و باطن میں تحالفت کا زمانہ ہے۔ یہ ضروری  
نہیں کہ کوئی تعلق و عقیدت ظاہر کرنا ہو تو دل میں بھی تعلق و عقیدت ہو۔ چنانچہ  
ایک سر تہ حضرت مولانا حافظی قدس سرکار کے پاس کچھ لوگ حاضر ہوتے ان میں سے  
ایک کو حضرت مولانا نے اسٹا اور اپنے پاس بیٹھنے نہ دیا اور وہ سکھیں کے  
ساتھیوں کو نہیات شفقت و محبت سے بھالیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ جکو پاس بیٹھنے  
ندیا تھا وہ راستہ میں یہ کچھ بات تھا کہ میں اس لباس خاص میں ان کے پاس  
اس لئے چاہ رہے ہیں کہ انکو دیکھ کر ایذا (کلیفت) ہو (رعنود بالله) دوسرا احمداباد  
نے کہا تھا نہیں بھائی ہم لوگ تو حضرت مولانا کی زیارت کیلئے چاہ رہے ہیں۔ حضرت  
پروفسر کی نیت منشفت ہو گئی اور نیت کے مطابق معامل فرمایا۔

اس قسم کے واقعات رسالت فتحیرہ میں بھی مذکور ہیں۔ چنانچہ حسب رسال

تشریف تحریر فرماتے ہیں :

محدث الاستاذ ابی علیہن قول وحصت سهل ابن عبد اللہ رجلا  
بالولاية خبیان بالبصرة فسمع رجل من أصحاب مهل بن عبد اللہ <sup>ذکر</sup>  
فاشتاق اليه فخرر <sup>الى</sup> البصرة فان حافل المبارز فلما يخرب وقد قتـ  
لمحـاسته على عادة المبارزين فقال فـنسـ لـ عـانـ هـذـاـ اـولـاـتـ المـهـرـقـ  
شـعـرـ بـغـيـرـ تـقـابـ شـرـانـدـ سـلـمـ عـلـيـهـ وـسـأـلـ شـيـاقـالـرـجـلـ اـنـكـ  
استـصـفـتـ تـقـيـ فـلـأـنـتـقـعـ بـكـلـاـهـ وـاقـ آـنـ يـكـلـهـ.

(ترجمہ) میں نے اپنے استاذ ابو علی دقاقي کو فرستے ہوئے ساکر سہل بن عبد اللہ رجلا  
عبد اللہ کے ایک غص کے برگی کی تعلیم کی جو بصرہ میں نامانی تھے۔ اس تعلیم کو  
سہل بن عبد اللہ کے اصحاب میں سے ایک غص نے سا تو انکی زیارت کا مشائق بوا،  
چنانچہ طلاقات کیلئے بھرپور بچکار نامانی کی دوکان پر گیوان بندگ کو روئی پکائے  
ویکھاں حال میں کرنا یا تو انکی طرح نماز روزہ ری کو لے لیجئے جب تک کہ ایمان سے  
اورا عقائدے ادا کیا جائیگا اس وقت تک اس پر اجر و ثواب کیا ملے گا اور غیوض  
و درکات کیے حاصل ہوں گے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ:

من هاتم رهـکـانـ اـیـمـانـاـقـ الخـتـاـ بـاغـیـفـتـ لـهـ مـاـفـدـهـ مـنـ ذـنـبـ.  
(یعنی جو رہکان کے دنے اس طور پر کسے کا اسکی غرضت کی تصدیق کرتا ہو اور اس  
سے ابر و ثواب کا طالب ہو، را دعوی کی نیت تھی تو الشـعـالـیـ اـسـکـ مـیـلـ کـ لـگـاـ ہـوـںـ کـوـ معـاـنـ  
فرـادـیـسـ گـےـ:

وـکـیـ حـضـورـ نـمـفـرـتـ کـیـلـےـ اـیـمـانـ وـاـهـتـابـ کـوـشـوـقـ اـرـدـیـاـ.ـسـیـ حالـ نـہـاـ کـاـ  
سـبـیـ اـوـ سـیـ حالـ تـلـادـتـ کـلـامـ الشـعـالـیـ کـاـ بـھـیـ ہـےـ کـوـ تـلـادـتـ کـوـدـقـتـ اـیـمـانـ اـوـےـ  
کـرـیـبـ الشـعـالـیـ کـاـ کـلـامـ ہـےـ جـسـ کـےـ بـارـےـ مـیـںـ الشـعـالـیـ نـےـ اـرـشـادـ فـرمـایـاـ ہـےـ:  
لـکـیـتـهـ لـلـاـ الـمـظـہـرـ وـقـوتـ اـسـ کـوـدـیـ چـھـوـتـ ہـےـ اـسـ جـوـ پـاـکـ بـنـلـےـ گـےـ مـیـںـ

سمعت الشیخ ابی عبد الرحمن السعید يقول محدث عبد الرحمن الرازی  
اباعثمان العبدی يصحت محمد بن الفضل البلخي ويعده فاشتاق اليه  
فخرر الى زيارته، فلما رأى فليق المبارز فلما اقتضى في جمع  
اليه ابي عثمان وسائله فقال كيف وجدته فقال لما اجاده كما اذلتني فقال  
لانك استغصتة وما استغصت احدا لاحرم فاندثرا ارجح اليه  
بالحرمة فرجم اليه فافتقم بزيارةه. رسائل شیخ (۱۹)

(ترجمہ) میں نے شیخ ابو عبد الرحمن سعید کو یہ فرستے ہوئے ساکر عبد الرحمن رازی نے

ابو عثمان ریزی سے ساکر محمد بن فضل بلخی کا وصفت بیان فرمائے ہیں اور اسکی تعریف کر رہے ہیں  
یہ سکر عبد الرحمن رازی کو محمد بن فضل کی طلاقات کا اشتیاق ہوا جانپنگ ایک زیارت کیلے گئے  
لیکن محمد بن فضل کے متعلق میسا اعتماد دلکش گئے تھے اس درج کی وجہ سے ان کے قلب میں<sup>ذکر</sup>  
زبردی ہوئی۔ جب ابو عثمان ریزی کے پاس لوٹ کر ائے تو انہوں نے پوچھا کہ مت من ان کو کیا یا باہی؟  
تو کسی کی جیسا خیال تھا وہ اپنی پایا۔ یہ سکر عبد الرحمن نے کہا تھا کہ ہے کہ تمہے اکوچھی ہا  
بھا اور پس چوٹا بھا کسی نے کسی کو مگر کہ کہ اس کے قامہ سے خود ہو جا کے۔ اینہا  
تم پڑا کی خدمت میں حوصلہ اور رفتہ کے ساتھ باوار (وکوچ) کو منع ہوتے یا نہیں جیسا پہنچ  
عبد الشواث کا ایک خدمت میں گئے اور اسکی زیارت سے منع ہوتے ہے:

اس قسم کے بہت سے واقعات میں جو کئے دن پیش آتے رہتے ہیں برابر جو عـوـتـ  
و شـابـاتـ ہـوـتـےـ ہـوـتـےـ مـیـںـ اـسـ مـعـلـومـ ہـوـ پـےـ کـلـ خـابـ ہـوـ یـاـ جـوـ چـرـدـلـ  
مـیـںـ نـہـوـ اـسـ کـاـ خـابـ کـرـنـےـ مـیـںـ ذـرـاـ بـاـکـ نـہـیـںـ ہـےـ اـسـکـیـ مـذـمـتـ ہـیـ طـلـ سـےـ  
رـخـصـتـ ہـوـ چـکـیـ ہـےـ اـسـ طـرـحـ نـماـزـ رـوـزـہـ ہـیـ کـوـ لـےـ لـیـجـبـ تـکـ کـرـ اـیـمـانـ سـےـ  
اوـراـ عـقـادـےـ اوـداـ کـیـاـ جـائـگـاـ اـسـوـقـتـ تـکـ اـسـ پـرـ اـجـرـ وـثـابـ کـیـاـ مـلـےـ گـاـ اـوـ غـیـوضـ  
وـدـرـکـاتـ کـیـےـ حـاـصـلـ ہـوـںـ گـےـ.

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ:

یعنی ملائکت اور جسمی ترجیح بوسکتے کہ کاس قرآن کو نہیں پھوتے مگر پاک لوگ بنی  
جو حجاج دل اور پاک اخلاق سکتے ہیں وہی لوگ اس کے علوم و حقائق تک شد  
ٹھیک ٹھیک رسانی پا سکتے ہیں۔

## کلام اللہ کی عظمت و جلالت شان

اور اسی کلام کی عظمت و وقت کے بیان میں یہ آیات بھی ہے کہ:  
لَوْلَا فَرَزَّانٌ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ أَكْرَمِ أَنْبَاءٍ وَّ قَرَآن کو کسی پہلا بولنا، کرتے تو  
جَبْ لَرَأَيْتَهُ خَاتِمَ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ وَسُوكِتَ الْأَرْدَهُ غَوْفَ سَدِّ دَبِّ  
مِنْ خَشِّيَّةِ اللَّهِ۔ جاما اور سچت جانا۔

یعنی قرآن فیض ایسا موثر و قوی ہے مگر انسان میں بوجہ غلبہ شہوات  
کے قابلیت فائدہ بھی جس کے سبب تماشہ نہیں ہوتا  
دوسری وجہ ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّا عَزَّزْنَا الْأَنْتَهَىٰ عَلَىٰ الْعَوَافَاتِ وَ يعنی ہم نے اپنے امانت آساؤں اور زین اور پہلو  
الْأَرْجُنَ وَ الْجَبَالَ فَإِنَّمَا كَرَّتْنَا آنَّ تَعْلِمُنَا کے سامنے پیش کی تھی، سوا افسوس نہیں اس کی  
وَ اَشْفَقْنَا وَنَهَا وَ حَمَلْنَا الْأَنْتَهَىٰ دُسداری سے انکار کیا اور اس کے دلے گئے اور  
إِنَّهُ كَانَ كَلْوَمًا يَجْهَلُ لَاهُ انسان نے اپنے زندگی کا دلایا وہ فلم ہے بہلے ہے۔  
یعنی جو لوگ انسان نہیں اور پہلو سے نہیں اٹھ کر اسکا انسان نہاد  
لے اٹھا لیا ہے

آنساں بارا مات توانست کشید ۔ قرطہ فال بسام من دیوانہ زندہ  
آنسان بھی امانتی کی کاربوج بخال نہ کا بالآخر مجہود و انسانی کے نامہ فناں بخال  
و یکجتنے اس سے احکام اللہ اور قرآن پاک کی بھی عظمت معلوم ہوئی ہے مگر ان  
سب بالوں کے معلوم کرنے کی فرمومت بھی کہبے جس حال میں ہیں اسکو کافی  
سمجھتے ہیں جو نکر زبان سے ایک پارہ یاد پارہ یا اس سے زیادہ منزل دومنزل

پڑھ لینا آسان مکمل ہوتا ہے اور عظمت و جلالت کلام اللہ کے استھفار کے ساتھ  
حقوی مفہاری بھی تلاوت کرنا دشوار معلوم ہوتا ہے اس لئے انسان کو لیا اور  
یہ استھفار کر لیا کریں ہو تلاوت ہے جس کو صحابہ سلف کرتے تھے۔ انا شریف اکابر جنون  
کیا بیماری سلف ایسے تھے کہ محض زبان سے تلاوت کرتے تھے۔ دل میں اس کا  
کوئی اثر نہ ہوتا تھا، دل اسکی عظمت و محبت و عقیدت سے خالی ہوتا تھا، نہیں  
یہ عزمات دل سے تراویث کرتے تھے۔ ظاہر ہے زیادہ باطن کی اصلاح و تعمیک کا اہم  
کرتے تھے۔ یا بکار کو لوگوں کا دین و ذہب ہے کہ ظاہر پر مقصود ہو گیا ہے اور  
دل کو بالکل بیل و م uphol کر چھوڑا ہے۔ یہ دین نہ خدا کو پہنچنے ہے اور دنہ اس کے  
رسول کو یہ تو منافقین کا دین ہے کہ ان کے ظاہر و باطن میں مطابقت نہ تھی۔

## قرب و رضا کا سب سے طریقہ

اہل اللہ نے جتنا قرب اور اشتراک تعالیٰ کی رضا کا سب تلاوت کلام اللہ سے ماحصل  
کی کسی دو سے زیادے نہیں کی، اسی سے انکو ولایت و بزرگی میں بخوبی حضرات  
محض طرف انسان سے تلاوت نہیں کرتے تھے، دل کو شریک کرتے تھے اور اب  
کے لوگ ادا تو تلاوت کلام اللہ کرتے نہیں اور لگ کرتے نہیں تو محض سریں اسانی  
جس کا اثر قلب تک پاک نہیں ہو چکا۔ اس استھفار میں یہ خاد پیدا ہو گیا ہے کہ  
اس میں ولایت بھیجتے ہی نہیں۔ خود تو دل سے تلاوت کرتے نہیں اور اسکی عظمت  
واحیہ امام کا استھفار کرتے نہیں پھر جب تلاوت کلام اللہ کے فیوض و برکات نہیں  
ملتے تو یہ خالی کر لیتے ہیں کہ قرآن کی تلاوت سے ولایت و بزرگی مل جی نہیں  
سکتے۔ یہ ضلال نہیں تو اور کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو خلوق پر اسلام  
نازل ہی فرمایا ہے کہ اس سے قلع و تقریب حاصل کریں اب اسی کے لوگ معتقد نہ  
لے ستمبر۔ تھے ذکر زبان۔ تھے ذہن میں حافظہ کرنا۔

رہیں تو کس قدر موجب سُخط و ناراضی ہے جب اثُر تعالیٰ نا راض ہیں، اثُر تعالیٰ کا کلام نا راض ہے تو پھر لا کھچا ہو کر دسکر زمانے سے ولایت حاصل کرلو، حاصل نہیں ہو سکتی۔

سنہ اہل الشہادت سے جس نے جس قدر کلام اللہ کا سطیح تو بھی اور اس سے ذوق و مناسبت پیدا کی اور اس کی عقلاً و توقیر کا حاطہ ایسا درجہ کا احترام و توقیر الشتعالیٰ نے اس کی زمین پر نازل فرمائی اور اسی اعتبار سے حقوق نے اسکی تعظیم و تقریب کی۔

میں یہ نہیں کہتا کہ مسلمان تلاوت نہیں کرتے، تلاوت تو کم و بیش ہو ہی رہی ہے میں دیکھتا ہوں کہ غماز فخر کے بعد چھوٹے بڑے تلاوات کیتے بیٹھ جلتے ہیں۔ لوگ اپنے بچوں کو قرآن پڑھاتے کیلئے مکاتب کا انتظام کرتے ہیں، اس کے اخراجات برداشت کرتے ہیں تو جملہ اکیتے کہ جائیکے کہنا کہتا ہے کہ تلاوت کلام اللہ کو چھوڑ دیا ہے تاہم یہ ضرور کہتا ہوں کہ ہر کسکا ہے کہ تلاوت کا مسلسلہ جاری ہوا و قلب اس کی عقلاً نے دوسرا دراس کے احترام سے خالی ہو۔ بزرگوں نے تصریح فرمائی ہے کہ ہر کسکا ہے کہ علم موادر علیٰ نہ ہو اور عمل ہو اخلاص نہ ہو اور اہل اللہ کی صحبت نصیب ہو اور ان کا احترام قلب میں نہ ہو۔

## شقاؤت کی علامت

چنانچہ رسالہ قشیرہ میں ہے کہ:

يقول رب الوعثمان العيري المؤمن ابن الفضل يَا لَمَّا عَلِمَتْ الشقاوة فَقَالَ ثَلَاثَةٌ أَشْيَاءَ دَرَجَتْهُنَّ عَلَى الْعِلْمِ وَعِيمَرَ الْعَمَلِ وَيُدْرِسَنَقْعَدَهُمْ وَيُحِدَّتْهُمْ لَهُمْ (رسالہ) ابو غانم یعنی سے محمد ابن فضیل سے کہ کہیے سوال کیا کہ شقاوة اور بدینکنی کی لئے فحص۔

علامت کیا ہے؟ تو اخنوں نے فرمایا کہ تین چیزوں سے۔ اکیں تو کہ معلم دادا جادے اور عمل سے محروم کر دیا جاوے، دوسرے کہ معلم کی توفیق دیا جائے مگر اخلاص سے محروم کر جاوے، اور تیسرا یہ کہ صحبت معاجمین میسر ہو مگر ان حضرات کا احترام نہ کرے۔

اس سے صفات طور پر معلوم ہوا کہ علم کیلئے عمل ضروری نہیں اور عمل ہو تو اس میں اخلاص بھی ہو یہ لازم نہیں۔ اور کسی کی خدمت میں اسے تو وہ مغلص ہی ہو صرف ظاہراً ترہتا ہو اس کا الہیان نہیں اور اب تو ایسا بہت ہے بلکہ اس زمانہ میں اس نفاق کو پڑنے کا بھا جاتا ہے۔

حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نازان کے منافقین کے احوال اسی قسم کے تھے تلاوات کرتے تھے، ظاہراً صوم و صلوٰۃ کے بھی یا بندھے حق کہ جاہیں بھی سرکش ہوتے تھے مگر دل سے ان سب پیروں کا انکار کر جو کہ کر کرتے تھے، بے ایمان تھے، مسلمانوں کی تلاواروں کے خوف سے اپنے کفر کو پوشیدہ رکھتے اور زبان سے اسلام ظاہراً کرتے تھے۔ الشقاوة نے ان کے احوال و اخلاق کو قرآن میں خوب خوب بیان فرمایا ہے۔ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عبد مبارک ہیں نہیں نہایت ذلیل و رسولوں کو گے۔ اخیر میں ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا معلم نہیں کیا جاتا تھا، ان پر جزاہ کی نماز نہیں پڑھی جاتی حقیقی اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے جاتے تھے۔ ابتداء کی بیان کی بیان و مال محفوظ نہیں۔

حاصل کلام یہ کہ ہو سکتا ہے کہ کوئی عمل کیا جاوے۔ مثلاً تلاوت ہی کی جائے اور اس کی عقلاً نے ہو یا اس سے غفلت ہو اسی کو بستانا پاہتا ہوں کہ تلاوت کر رہے ہو تو عقلاً و احترام کے سرماجکے سامنے تلاوت کر دی۔ کیا کہ کبھی سب سے ہو اور دل پر اس کا ذرا اثر نہ ہو اس میں اخلاص نہ ہو۔ یہ تو سبھی ہی برسی بات ہے مونون کی تلاوت ایسی نہیں ہوئی چاہئے۔ تو نفاذی تلاوت ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکھیر فرمائی ہے اور اس کی مثال ریحانہ (تکھی) سے دی ہے۔ سلے باوجود علم کے انکار کرنا، بھٹاٹا۔

آسانی سے مل جاتا ہے، ہر شخص بہوں اس کا مالک ہو جاتا ہے تو بجاۓ اسکے  
تحقیق و مناسبت قرآن سے زیادہ ہوا لئے اسکی قدر و حرمت اذہان و قلوب سے  
کم چوچاتی ہے۔

اے گلاں جاں خوار دیستی مرا ہے زماں کبیں ارزش خردیتی مرا  
اے کامبیں جو نکونے مکھوں سنا خزینا ہے، اسی لئے می دعوت ہے دعوت ہے جسکا ہے  
ہر کار اور زماں خرد ارزش دہ ہے ہے گوہرے طفے بقریں نماں دہ دہ  
کیونکہ جس جیز کوئی شخص سنا خریتا ہے ستائی دے ہیں دیتا ہے چناندیکھو  
ایک بچہ رونی کے ایک بھٹکے کے موں بیٹھ یعنی مومن اور عزیز اور دُلتا ہے۔

حلاں کو لوگوں کو شہین مخلوق کر عادۃ اللہ بیوں ہی چاری ہے کہ جو چیزیں عزیز ترین  
ہیں اور انکی ہنروت عام طور پر پڑا کریں ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت عامرو رافت  
کامل کے سبب زیادہ پائی جاتی ہے۔ مثلاً حساس، نعمک، پائی، جواہ، ذکر مولیٰ اور  
یاقوت و زغفران و غیرہ۔ کیونکہ ان ہی ہنروت خاص خاص ہی موقع پڑا کریں ہے  
اے اللہ تعالیٰ اے اکو ہام میں فرمایا۔ اسی طرح قرآن پاک جو اعلیٰ الکتب  
ہے کثرت سے پایا جاتا ہے اور دوسرا میں اپاں سے کمیت میں دستیاب ہی ہو جاتا  
ہے مگر لوگوں کی ذمہ دستیت بالکل بدل گئی ہے کہ کتاب و سنت کے علم سے اس قدر  
خوش ہیں ہوتے جتنا دوست علم ہے۔

(اس مضمون کو ملا علی قاری گئے مراتبات میں ایک حدیث کی شرح کے تحت  
بیان فرمایا ہے)

اللہ تعالیٰ نے جب قرآن کو عزیز و عظیم سنا ہے تو سرفض ہے کہ اس کی  
افھلیت کا اقتدار کریں، اس کے سامنے ہر چیز کو کتر اور بیح محیں۔ قرآن پاک  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بے اعلیٰ و اعظم مجھہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بطورِ ممان  
کے حضور کو خطاب کر کے ارشاد فرمایا کہ،

سلہ ظفت۔ ملے سب کتابوں سے عزیز و عظیم۔ ملے احسان رکھنا۔

کرنو شہدو تو اچھی مگر اس کا مزا اپنایتی ہی تھے ہوتا ہے۔ اور جو شخص ایمان و تصدیق کے  
ساتھ تلاوت کرتا ہے اس کی مثال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نارنجی سے دی ہے جسکی  
خوشبوی اچھی ہوئی ہے اور رنگ کمی ایسا چاہا اور مرزا ہمیں شہایت لطیف و خوشگوار  
ہوتا ہے۔ تو چھر ایسی تلاوت کیوں نہ کی جائے جس کی مثال حضور اقدس صلی اللہ  
علیہ وسلم نارنجی سے دی ہے۔

## کلام اللہ سے لے احتنانی کیوں؟

سمیں نہیں آتا کہ آخر کلام اللہ سے اتنی لے احتنانی کیوں ہے جس طرح بیت اللہ  
کی نسبت اٹھ کر بیٹھنے سے وہ محترم و دکرم ہو گیا۔ اسی طرح کلام اللہ کی نسبت  
بھی تو اٹھ تعالیٰ ہی کی طرف ہے۔ پھر اس کی تفہیم و تو قریبیوں نہیں کی جاتی ہے بلکہ یہیں  
شریفین کی نیارت کیلئے طرح طرح کی شفیقین برداشت کرتے ہیں۔ تو قیم صرف کرتے  
ہیں، اس کے ادب و احترام کو فرض ہمانتے ہیں، اس کی جانب پیر کرنے کے کو اوس  
رخ استنباط کرنے کو بکرہہ بھجتے ہیں تو اسی طرح اسی نسبت کیوجہ سے کلام اللہ کا  
ادب و احترام فرض ہے، اس کو سب کتابوں سے افضل بھنا فرض ہے اس لئے کہ  
رب العالمین و احمد احکامین کا کلام ہے اور یہ مقولہ مشہور ہے کہ: **کلام  
المؤلوك ملوك الكلکام**۔ بادشاہوں کا کلام کتابوں کا بادشاہ ہوتا ہے۔ یعنی  
بادشاہوں کی باشیں نہیں نہایت اعلیٰ ہوئی ہیں۔

تیری حدیث شریعت میں ایسا ہے کہ،  
فَقُلْ كَلَامُ اللَّهِ عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ لَعَظِيلٌ إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ  
کے کلام کو دوسرا سے کلاموں پر وہی شریعت حاصل ہے جو اللہ تعالیٰ کو اپنی خلوق پر۔  
پس وہ جو اس پے احتنانی دے دیتی ہی میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو نکل پہنچنے سے سب کے  
ہاتھوں میں قرآن پاک آ جاتا ہے، اسکی تراوت کرنے لگتے ہیں اور سب کو  
لے لے تجویز

وَلَقَدْ أَتَيْنَاكُمْ بِعِصَامَ الْمَنَّا فِي الْقُرْآنِ الْأَفْلِيمْ ۝ لَا مُمْدَنَّ عَيْنَيْكُمْ  
إِلَىٰ مَا مَنَّتْ إِلَيْهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ وَلَا تَخْرُنَّ عَلَيْهِمْ وَلَا خُفْضَ جَنَاحَاتِ  
الْمُمْوِنِيْنَ ۝

ہمے آپ کو ایک بڑی سجاہی نعمت ہے۔ سات آئینیں دیں جو (نمایم) مکر پر پڑی  
جانی ہیں اور وہ رجوع جامع معنای مختصر ہے۔ اس قابل ہیں کہ اس کے دینے کو  
یوں کہا جائے کہ، قرآن ظیہم دیا (رمادا سے سورہ فاتحہ بے جو عظیم ہوتے کے  
ام القرآن سے ملقب ہے) پس اس نعمت و خشم کی طرف نگاہ رکھتے کہ موجب فرج و سود  
ہوان دیگوں (کفار) پے عذاب و خلاف کی طرف اتفاق شیخے اور راضی ائمہ اعلیٰ کبھی  
اس پر جو کو زد کیجئے (زد تائطاً وَ غَلَباً) جو کبھی نعمت قسم کے کافروں (مثلاً یہود و لصائی  
مجوس و شریکین) کو برستے کیلئے دے رکھی ہیں اور بہت ہجدان سے جدا ہو جائیں گے) اور  
ان کی عاتی افریق پر (لچک) غم زیجے اور سماں اوقیان پر نعمت رکھتے۔

چنانچہ اس آیت کے نازل ہوئیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اسقدر شدید  
الاصطیات ہو گئے کہ دنیوی نعمتوں کی طرف ائمہ اعلیٰ دیکھتے ہیں نہ کہ۔ آپ کے خدا  
و توکل کا توبوچناہی کیا ہے۔ آپ کے اصحاب کا یہ حال ہوا کہ سب چیزوں سے منہ  
موز اور قرآن کو اختیار کر لیا اور اپنے شر و شلوغی کو ترک کر کے اس قرآن ہی کیا تھے  
ستر نہ ہو گئے۔ اس سے بڑھ کر کوئی نعمت دو دوست نہیں پہنچتے تھے چنانچہ اس آیت  
کے تحت صاحب روح العالیٰ نے اس روایت کو نقش فرایا ہے کہ:

عَنْ أَبِي بَكْرِ الصَّدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَلََّ عَنْهُ مِنْ أَوْقَافِ الْقُرْآنِ فَلَمَّا  
أَنْ أَحَدٌ أَوْ فِي مِنْ الدُّنْيَا أَفْضَلَ هُوَ أَوْ فِي فَقْدَ صَفَرَ عَظِيمًا وَعَظِيمًا حَبْرًا.  
رسَرْجِنَ الْأَنْدَلَلِ حَدَّثَنَا يَوْبُرُ الصَّدِيقُ مِنْ رَوْاْيَتِهِ أَنَّهُ كَوَافِرَةً دِيَانِيَا  
پَمْرِجِيَّا سَنَنَے یَخَالَ کَیْ کَوَافِرَةً شَفَعَسَ (رَدِيَانِيَا) ہونَ میں سے کوئی نعمت ہے اس کے قرآن کی نعمت  
سے انضل ریگلے تھا۔ قاس نے شیخ ظیہم کی تصنیف کی اور جو علی یورپ کی تظمیم کی ہے۔

## کلام پاک کے اوصاف

اک اور حدیث سنئے۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قرآن  
پاک کے بہت سے اوصاف بیان فراہمے ہیں۔

عن الماراث الا عورٰ قَالَ مَرْدٌ فِي الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ مَخْوَضُونَ  
فِي الْأَحَادِيثِ فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ رُضْوَانُ اللَّهِ تَعَالَى عَنْهُ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ أَوْ قَدْ  
فَعَلُوا هَذِهِنَّ قَالَ أَمَا أَنِّي سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنَّهَا  
سَتَكُونُ فَقْسَتَةً فَلَمَّا مَخْرَجَ مِنْهَا يَارَسُولُ اللَّهِ قَالَ كُتَابُ اللَّهِ فِيهِ  
نَبَأٌ مَا قَبْلَكُمْ وَخَيْرٌ مَا بَعْدَكُمْ وَحَكِيمٌ مَا يَنْتَهِيُّ مَا لِلنَّاسِ مِنْ  
تَرْكِيْلَهُ مِنْ جَيْرَةِ قَفْمِهِ اللَّهُ وَمَنْ أَبْتَغَى الْهُدَى فِي غَيْرِهِ أَضْلَلَهُ اللَّهُ هُوَ  
حَبْلُ اللَّهِ الْمُتَّبِينَ وَهُوَ الذُّكْرُ الْحَكِيمُ وَهُوَ الْقَوَاطِعُ الْمُسْتَقِيمُ هُوَ الذُّلُلُ لِأَذْرِيزِ  
بِهِ الْأَهْوَاءِ وَلَا تَنْتَسِبْ بِهِ الْأَلْسُنَةِ وَلَا يَشْبَهُ مِنْهُ الْعَلَمَاءُ وَلَا يَعْنِقُ عَرَكَشَةَ  
الرَّدِّ وَلَا يَقْوِي عَيْاهَهُ هُوَ الذُّلُلُ الْمُذَنَّتُ الْجَنُّ اذْمَعَتْ حَتَّىٰ قَالَ اِنَّ  
كَيْفَيَّاتُ اَنْ تَعْجِبَ يَقْدِرِي إِلَى الرَّسُولِ فَأَمْتَابَهُ مَنْ قَالَ يَهْ صَدِقُ مِنْ  
عَمَلِ يَهْ اَجْرُ مِنْ حَكْمِيْهِ عَدْلٌ وَمِنْ دُعَالِيْهِ هُدَىٰ إِلَى الْقَوَاطِعِ مُسْتَقِيمٌ  
(رَمَذَنِیٰ - فَضْلُ الْقُرْآنِ ص ۲۱۳)۔ (شکوہ شریف۔ کتاب فضل القرآن)

ترجمہ۔ ہجت حارت اخویت سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مریانہ صدی میں ہوا دیکھا کہ لوگ اور عورت کی پکار باتیں بیس مشتوی ہیں۔ یہ مقتدر تجھ کر میں عہدت ملے ہیں قوت میں عہد ہو اور اس کی اطلاع کی تو فرمایا کہ ادا قوتی لوگ ایسا کر رہے ہیں میں نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمائے ہوئے نسبت کو لوگوں کی نظر و بین عقرب فرمی عقیقہ ہے والا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کا کیا زیر یاد ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کی کتاب (اسٹائل) کے احوال کا ذکر ہے اور آنے والے ہونے والے امور کی خبریں میں وہ تباریے آپس کے اختلاف کا حل و فصل ہے۔ وہ حق و باطل کے درمیان نا حل ہے۔ وہ کوئی بڑل (زبان)، مہینے ہے (لطفہ سب سبق ہے) جو حوار لادر میکر، اسکو تجوہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو ملک کویں ہے اور جو شخص میا میت کو قرآن کے فیض تماش کرے گا اللہ تعالیٰ اسکو مفرأہ کر دیں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ایک مشکل رسی ہے اور کوئی حکم بے اور وہی صراحت سقیم ہے اور ایسی چیز ہے کہ آئیہ رغایبات، اس کی موافقت کیوں ہے تو حن سے علیہ نہیں ہوتیں اور لا ایک قرار میں، زبانوں کو شواری نہیں ہوتی اور میر کو اس سے سری نہیں ہوتی اور یہ قرآن کثرت بخوار سے پرانا نہیں ہوتا کہ کہتے ہے ای سخنے سے ہی اکانے لگے۔ اور اس کے جوابات کی ختم ہونے والے نہیں ہیں۔ یہی دہ کلام ہے جس کو سترخون کہیا ہے کچھ بخیرہ رہ سکے کہ جہنم ایک عجیب قرآن سننے جو رام راستی ہیات کرتا ہے سوم تو اس پر ایمان لے آئے اور جسیں نے قرآن کو باسطے کوئی بات کہی تو کسی بات کی ہی ماوراء جو اور جسیں نے اس پر عمل کیا ہے ماوراء جو اور جسیں نے اس کے ذریعہ کوئی نہیں کیا اس نے افہات کیا اور جسیں نے اس کی جانب مخلوق کو دعوت دی اور سیدھے راست کیفیت پڑا ہت کیا گیا۔

سیحان اللہ سیحان اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے کیا اور اتنا بیان کئے ہیں۔ آپ سے زیادہ کوں بیان ہی کر سکتا ہے آپ پر نازل ہوا ہے آپ زیادہ اس کے اوصاف و علوم و معارف کو کون سمجھ سکتا ہے۔ چنانچہ مندرجہ بالآخر حدیث کو ملاحظہ فرمائیجئے کہ کوئی قرآن کی تعریف ان الفاظ میں کر سکتا ہے؛ ہمارے

اسلاف نے اسکو ایسا ہی سمجھا اور اس کی قدر و مذہل کی جس کے مسلمین اکتوبر اشتھ تعالیٰ نے دنیا میں بھی محروم و حکم فرمایا۔ آج ہمنے اسلام کا یہ سبق بحداد یا استھ اللہ تعالیٰ کی نظر اعتبر سے ساقط ہو گئے۔ اور لوگوں کی نظر و بین عقرب میں بھی ذلیل و خوار ہو گئے۔

## قوموں کی رفتہ و پتی کا راز

چنانچہ مشکوٰۃ میں یہ حدیث آئی ہے کہ:

عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله ﷺ ادْعُهُمْ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَرْفَعُ هَذَا الْكِتَابَ اَقْوَاماً وَيَضْعِبُهُ اَخْرِيْنَ۔ (مشاؤہ)  
(ترجمہ) حضرت عمر بن خطاب سے مولیٰ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب پر (قرآن) کے ذمہ بہت سی قوموں کو رفتہ و بندقی کیشیں گے اور کمیٰ قوموں کو اسی کیوں جو سے پست فرمادیں گے۔

اس کے تحت صاحب مرفاۃ لکھتے ہیں کہ:

(رجمہ) الکتاب، ای بالا یمان، وہ وقیعہ شانہ، و العمل، وہ والمراء الکتاب القرآن البالہ فی الشرف وظیور البرہان راقوا ماماً، ای درجہ جمادات کثیرہ فی الدنیا والآخرہ بان محیمہ حیاط طیبہ فی الدنیا ویحدهم من الدین افسر اللہ علیم فی العقنى (ویضمہ، اخرين)، ای الذین کا اوا علی خلاف ذلك عن مرائب الکاملین الی اسفل السالفین قال اللہ تعالیٰ ریفضل بہ کثیر او یشد توبہ، اگلہ توبہ، فی وہ ماماً للمحبوبین و د مکاراً للمحبوبین وقال عزو جل ویکمل من القرآن ماهو شفاف و رحمة لامؤ منین و لکی توبہ القائمین الاحساناً۔ و قال الطیبی فمن قرأ و عمل بہ ملکھا رفعت اللہ ومن فرق امراً ماریا غیر عامل بہ و ضعف اللہ (مرقات ص ۲۶۵)

رتبیحے (۱) راس کتاب کے ذریعہ یعنی اس پر ایمان اللہ اسکی تقطیم و تحریر کرنے اور اس کے احکام پر عمل کرنے کی وجہ سے اور کتاب سے مراقب قرآن شریف ہے جو شرف و کرامت اور ظہور برہان کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہے راقوم کو رفتہ نکشیں گے یعنی کیز یہ حجات کو اس کی وجہ سے دین کے دریافت میں درجات عطا فرمادیں گے۔ اس طرح کو دنیا میں ان کو حیات فلبی عطا فرمادیں گے اور آخرت میں ان حضرات کے ذریعہ شامل فرمادیں گے جن پر انش تعالیٰ نے انساً فرمایا اور جو لوگ اپنے دباؤں گے ان کو کامیلین کے مرتب سے آتا کر اسفل سائلین میں گلا دیں گے۔ الشعرا تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ انساں کے ذریعے بہت سے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور ہبتوں کو میراہت کرتا ہے۔ الخصیٰ قرآن مجیدوں کیلئے تو دینجا، پاتی کے ذریعے کو اس سے سیراٰی حاصل کرتے ہیں اور مجیدوں (اور معدودوں) کے لئے خون ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہب قرآن میں اسی چیز نازل کرتے ہیں کہ دینا مان والوں کے حق میں تو شفا و رحمت ہے اور نافذانوں (اور نافذانوں)، کو اس سے الشا نقہان بڑھاتے ہے۔ عالم طبی فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اسکو پڑھا اور اس پر اخلاص کے ساتھ عمل کیا اللہ تعالیٰ اسکو رفتہ نکشیں گے اور جو محض ریا کاری کے لئے تکادت کریگا اور عمل کر دیکھا اسکو پست فرمادیں گے۔

دیکھئے اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ قرآن پاک کی دلوں ہی صفت ہے جیسے اس پر ایمان اللہ اور اس کی تقطیم و تحریر کرنے اور اس کی تلاوت کرنے سے عزت و رفتہ ملتی ہے ویسے یہی ہے کہ اس پر ایمان = لالہ اسکی تقطیم و تحریر ذکر نہ اور اس کی تلاوت نہ کرنے سے ذلت و پیش بھی ملتی ہے۔ چنانچہ آج ہم لوگ جو زلیل و خوار میں۔ دن ماں میں ساقط الاعتبار میں اس کی وجہ اغیار نہیں ہیں بلکہ اس کے سبب خود ہم لوگ ہیں کہ ہم نے کتاب اللہ سے تعلق کو قطع کر دیا۔ اسکی تقطیم و تحریر سے اسکی تلاوت اور اس کے احکام پر عمل کرنے سے استفادہ و بے اعتنائی بری تو کلام اللہ تعالیٰ ناراض ہو گی، اس نے اپنے فوپ و برکات سے لئے ہے و وقت۔ ذلیل۔

محروم کر دیا۔ ہمارے اس استغفار کی نخوت کی وجہ سے ذات و رسولی نازل ہوئی۔ بنیتے قرآن کے بندہ رُتک، کاہی تو دنیا میں انعام بہے، اس سے بڑا کر عذاب و حائل آخرت میں ہو گا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ:

عَنْ يَرِيدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قُرْآنَ  
يَتْأَلَّ بِهِ النَّاسُ جَاءُ بِهِمُ الْقِيَامَةَ وَجَهَهُ كَاعْظَمِ الْبَرِّ عَلَيْهِ  
(رسیحہ) حضرت یہید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گے  
شخص نے قرآن کو اس نے پڑھا کر لوگوں سے اس کے ذریعے تاکل کرے (یعنی زیر دفعہ معاشر ہے)  
قیامت کے دن اس حال میں آؤے گا اس کا پھر وہ بھی یہی بُنیٰ ہو گا جس پر گوشت نہ ہو گا۔  
اس کی وجہ صاحبِ مرقاۃ نے بہت علم بیان فرمائی ہے سنن فرماتے ہیں کہ:  
لما جعلَ الشُّرُفَ الْأَشْيَاءَ وَأَعْظَمَ الْأَعْهَنَاءَ وَسِيلَةَ الْإِدْنَاهَا وَذِرَعَةَ  
إِلَى إِرْدَهَاجَاءُ بِهِمُ الْقِيَامَةَ فِي أَقْبَمِ هُوَرَةٍ وَاسْعَوْ حَالَةً۔  
قالَ بِعْضُ الْعَلَمَاءِ أَسْتَجَرَ الرَّجُلَيْةَ بِالْمَعْذَافَتِ اهْوَنَ مِنْ اسْتَجَرَاهَا بِالْمَهَاجَعَتِ  
وَفِي الْأَخْبَارِ مِنْ طَلَبِ الْعِلْمِ الْمَالُ كَمْ رَمَمَ اسْفَلَ مَدَاسَ، وَغَلَبَعَانَ  
لِيَنْظَفَنَ۔ (مرقات ص ۲۲۹)

رزیحہ (۲) جسکے اس شخص نے اشرف الشیداء (یعنی قرآن پاک) اور علی ترسن علقو (یعنی چہو) کو ادنیٰ اور انتہی دنیوی شکی تھیں کہ زیستی کا ایسا یا اتو قیامت میں وہ نہیں تھیں صرف صورت اور بدترین ماحل میں اے گا۔  
بعض علماء نے فرمایا ہے کہ وارکا کیپنیا آلات اپریو ہے امون ہے اس سے کام کرنا ہے  
کیپنیا چارے دنیا کو گاہی کار ماحصل کرنا انتہا نہیں ہے جتنا قرآن پاک کو دنیا کامنے کا ذریعہ  
بنایا جائے اور اخبار میں ہے کہ جس شخص نے علم کے ذریعہ مال کیا اس کی مشاں اسی ہے کہ  
بھی کوئی اپنے جو سوچ کئے کو مان کر کے لے کیلئے پرانی ولائی سے پوچھے۔  
ان احادیث سے قرآن عظیم کا مرتبہ کتنا اعلیٰ مکمل ہوتا ہے کہ جو کوئی بھی داریں ہیں

عزت و رفت ملتی ہے اسی قرآن کے ذریعہ ملتی ہے اور جو کبھی دارین میں ذلت و پتی ملتی ہے اسی قرآن کے ترک ملتی ہے (جیسا کہ فاقہ کوئی) چنانچہ حضور اقدس سلے اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کی تکالیف ان الفاظ میں فراویت کی۔

## قیامت میں قرآن کا منیاصمک

یوں ہے اس قرآن کو بالکل نظر انداز کر کھاتا ہے میرے پردہ گاریزی قوم لے اس قرآن سے قرآن بھی جاتے کرے گا۔ چنانچہ حدیث شریعت میں آیا ہے کہ

منْ قَرَأَ فِي الْيَلَّةِ مَا أَيْتَ لِمَنْ حَاجَهُ الْقُرْآنُ إِنْ يَعْلَمْ فَإِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ  
پڑھے گا تو اس سے قرآن مجاہد ہے کرے گا۔

اس کے تحت صاحب مجمع البخاری فرماتے ہیں کہ کوئی علاؤالزودیہ قرآن کی طرف  
میں الحکم و ایوان الحدیث اخراج کھاچہ ہے اسی صورت میں اس بات پر دلالت کی کہ برائی  
پر اس تدریجی قرارات لازم ہے وہ اس سے قرآن مجاہد و مجاہد کرے گا۔

یہ کس قدر دوستی کی بات ہے کہ بعض صوتیں ایسی بھی قیامت میں پیش آئیں  
گی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک بجاے شفاعت کے محاکمہ کریں گے  
پھر تھانیے اس وقت بختات کی کیا صورت ہوگی۔ اعاذہ نالہ و مٹھا۔

## اہل علم کی بعض عمومی کوتاہی اور مصلح الامم کی کلیت نسبت

اب کس تدریجی صوت کی بات ہے کہ کتاب اللہ کے فضائل سے کتب احادیث پڑھیں  
شارعین میں ان احادیث کی خوب نوب شریعت میں کیا ہیں اور عرب عرب مطالب بیان  
فرماتے ہیں کہ اگر ان کا مطالعہ کیا جائے تو قرآن کی غلطی قلب میں پیوست ہو جائے  
مگر عوام تو عوام علم کے اذیان و تقویب ان مظاہن سے خالی ہیں۔ اور جب علمی ہیں

لئے جب مجدد اکرنا۔

پھر تا پہ عمل پھر رسد ہے اور جب علماء ہی اس سے عاری ہیں، پس تا پہ عوام پھر رسد  
(ایسی پھر عوام کا کیا حال ہو گا)  
اب علماء کو قرآن پاک کے مفہماں سے نوچ نہیں رہا اور نہ ان مفہماں سے  
انکو خط دلطف (باقی رہا الاما شار اللہ) یہ معززات خود تلاوت میں لفھنے (کوتاہی)  
کرتے ہیں اور دوسرے اعماں میں جن میں انکو ظاہر ہے بہت ہی شوق سے انتقال کرنے  
تیار ہو جاتے ہیں۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ کلام اللہ کی تلاوت کیجے ہے اور مسلمانوں کو اسی  
ترغیب دیجئے جس سے مسلمانوں کا تعلیم کلام اللہ کی تلاوت پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ سے صحیح نسبت  
حاصل ہو تو اس کے لئے پر گزر گز آمادہ نہیں ہوتے۔ بات یہ ہے کہ ان لوگوں سے بھی  
اسکو پڑائی کتاب سمجھا جائے۔ اس کے مفہماں کو درینہ خیال کریا جائے۔ سمجھے ہیں کہ  
پس ان لوگوں نے چونکہ اس کے متعلق سمجھا کیا کہ بدل میں لکھ دیا وہ کافی ہے۔ اب ہمکو ان  
مفہماں میں کیاں کی میان کی میزورت نہیں ہے۔ ہم کو اسی نئی نئی باتیں بیان  
کرنی چاہئے جس سے لوگ وہ اکابر اور اس جب مقصود حاصل ہو جاؤ تاہے  
تو قرآن پاک کے مفہماں میں مزید تبر و فکر کی میزورت ہی نہیں سمجھتے۔

اب بھی اگر اصولی اور بخیادی باتیں بیان کی جائیں اور مسلمانوں کے سامنے  
اصلی دین پیش کیا جائے اور کتاب و رست کو واضح طور پر احوال زمانہ کے مطابق  
پیش کیا جائے تو اب بھی مسلمان کتنے ہی گے گزرے ہی ان پاؤں کو ماں گے  
اور علی کریں گے اس لئے کہ کتاب اشارہ و رست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر  
ایمان ہے۔ جب کتاب اور رست کی بات آتی ہے تو میزور ایمان میں حرکت پیدا  
ہو جاتی ہے۔ مسلمان اس کی طرف اقبال (وچہ) کرتے ہیں مگر کوتاہی و قصور میں  
لوگوں کا ہے کہ صحیح طور پر دین ہو جائیا نہیں جا رہا ہے مثلاً تلاوت کلام اللہ  
سے اس کے فضائل جو احادیث میں مذکور ہیں اگر انکو پیش کیا جائے گا تباہی  
بھی کریم حصہ اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں دیکھو اس میں تلاوت کی کتنی

لئے عمل کی ذہب بکاں آئے گی۔ شے تنبیل حکم۔

ترغیب ہے اور کس طرح تخفیف فرمائی ہے اور اس کے چھوٹے پر کتنی تہذید فرمائی ہے اور کس قدر و عیادوں کا ذکر فرمایا ہے۔ تو کیا کوئی مسلمان ایسا بھی ہو گا جس کے دل پر اثر نہ ہو گا؟ کیا اسکو تلاوت کی طرف رغبت نہ ہوگی اور ترک کی تہذید میں اس کو خوف نہ ہو گا؟ اگر نہ ہو تو وہ مسلمان ہی کیا ہے وہ تو خاص منافق ہے۔

## فرائض تلاوت اور دوسرا ذکار میں فرق تھا

دریہ بیان تکرستے ہی کا کرشمہ ہے کہ عام طور پر ازان میں یہ خیال رائج ہو گیا ہے کہ اشغال و اوزار و مردود کا اللہ تعالیٰ سے نسبت اور ولایات کی تھیں میں جو درج ہے وہ تلاوت قرآن کا نہیں ہے۔ اسی طرح نوافل کی اہمیت فرق کے درج ہے زیادہ سمجھتے ہیں۔ یوں فرض فرض زبان سے کہتے تو میں مگر ان کے حال کہیں زیادہ سمجھتے ہیں۔ کوئی اعتمادی نہیں ہے کہ فرق کے اہمیت کا زیادہ ترقب حاصل ہوتا ہے۔ حالانکہ حدیث میں تصریح ہے کہ سے زیادہ قرب اللہ تعالیٰ کا فرق کے نزدیک حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح تلاوت کلام اللہ تعالیٰ نسبت بھی اکابر کی تصریح ہے کہ سے اذکار نہیں ہے بلکہ تلاوت کلام اللہ تعالیٰ چنانچہ مجمل ملعونات حضرت خواجہ بابا فرید شکر الحنف کے رجھو سلطان نظام الدین اولیاء نے صحیح فرمایا ہے، یعنی کوئی ذکر کلام اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر نہیں ہے۔ مناسب ہے کہ اس کی تلاوت کیا کرس۔

اور اس کا تیجہ کل طائعوں سے ہے۔ دیکھئے بابا فرید شکر الحنف، کاظم ملعونات ہی سے جسکو حضرت نظام الدین اولیاء نے نقل فرمایا ہے۔ پھر حضرت مولانا نعیمی نے اپنے سال میں درج فرمایا تو اس مصنفوں پر میں بزرگوں کا القاق ہو گیا۔ نیز حدیث شریف میں ہے کہ میری امت کی عبارات میں سے افضل تلاوت قرآن ہے۔ اس جب فرق کے اثر تلاوت قرآن کی انفلیتیں پلیں دار ہے اور اہل اللہ کوئی بھی بھی دستور رہا ہے کہ فرق و تلاوت کلام اللہ کی طرف ترغیب دیجے آئے۔

آئے ہیں تو پھر آپ کون ہوتے ہیں کہ ان کے درجے کو کم سمجھیں اور دوسرا اشغال وظائف کو خیلی سمجھیں اللہ تعالیٰ نے جسکو جو درجہ عطا فرمایا ہے اسکو دیتا ہی اعتماد کرنا چاہئے اور مراتب میں اسی اعتبار سے فرق کرنا چاہئے۔ فرق کام مرتبہ نوافل سے زیادہ سمجھنا چاہئے، اس میں قرب زیادہ محسوس کرنا چاہئے۔ اس کے اثرات کو نظر کے اثرات سے بالاتر لین بن کرنا چاہئے۔ اسی کے فرضیہ اصل ہے، نوافل تو تکمیل فرق کیلئے مشروع ہوئے ہیں۔ فرع کو اصل کا درجہ دینا اس سے افضل سمجھنا کس قدر خلاف افضل اور ضلالت کی بات ہے اور اللہ تعالیٰ کی کتنی تاریخی کی حیز ہے۔

اسی طرح تلاوت کلام اللہ کو بھی سمجھئے کہ جملہ اذکار سے یہ افضل ہے۔ قرب الہی کا ہے بڑا ذریعہ ہے۔ دو سکرداز کام اس سے ادنیٰ وکریں۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے کام کی تلاوت سے بیتی خوشی ہوتی ہے دو سکر کام سے نہیں۔ یہ سب آپ کو اعتماد کرنا ہو گا۔ اسکے نزدیک یہ سب نہ صوص میں وارد ہیں۔

گرفق مرابت نہیں زندگی (الگزدق مرابت کام حماۃ کیا تو نگہاہ ہو جاؤ گے) آج کل اعتماد میں فراد آگیا ہے بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اعمال ہیں اتنا بجاڑا ہیں کہ بتنا اعتماد میں بچا ڈھو گو گیا ہے۔ چنانچہ بطور حسب اعمال بچا ڈھنے کچھ جاری ہیں مگر ان کے احوال سے امنا زدگی کے اعتمادات پوچھ پوچھ ہو گئے ہیں۔

اسی کو دیکھ لیجئے۔ اب بھی لوگ اہل اللہ تعالیٰ کی خدمت میں امور فرست کرتے ہیں سمجھتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی باطنی دولت ہے جو سیاست بیانیہ چل آئی ہیں۔ اسی کو حاصل کرنے کیلئے اسے میں مکر جب ان سے بتالیا جائیکے کہ آس کے حاصل کرنیکا طریقہ شریعت کی پابندی ہے۔ یعنی معاشر ہڑھا، روزہ رکھنا، تلاوت کلام اللہ کرنا وغیرہ وغیرہ تو تسلیم ہیں کرے۔ سمجھتے ہیں کہ اصل طریقہ ہم سے چھپایا جا رہا ہے۔ اس طرح بدظن ہو جاتے ہیں۔

اپ لوگ خود بتالیے کہ یہ بداعتمادی ہے یا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس

چیز کو فرض کیا اور سبے زیادہ اس میں قرب رکھا اور تعلق کا سبے زیاد رفع بنایا کسی کی کیا مجال ہے کہ اس کے خلاف بکھرے۔ اور میں کہتا ہوں کہ آج تک جو خود ہوئے اسکی واحد وجہ یہی بداغقادی ہے۔ فرقہ کے فیض و برکات سے تو اس طرح خود رہے کہ اس کے فیض و برکات کے معقدی ہیں اور نوافل سے اس طرح کہ اتنی نیت ہی ہیں کہ اس کے فیض و برکات کے معقدی ہیں یہی تو ایسی حکمت بداغقادی کے ساتھ اشراطی کوکب گوارا ہو گا کہ اپنے خاص اغamas سے فوازیں۔ یہ ایک اہم مخالفت جس میں عوام و خواص یعنی بتلاہ اسی میں نے اس پر ذرا لفظی سے کلام کیا ہے۔ امید کرنے ہوگا، انش اللہ۔

ذکر اللہ کی فضیلت احادیث صحیح سے ثابت ہے بلکہ اس کے کثرت کی تاکید ہے جیسا کہ حدیث شریعت میں ہے کہ ایک ہبائی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہبائی شریعت اسلام کشیر ہو گئے ہیں کوئی ایسی چیز بتائیے جو کو مضمونی سے کپڑا لو۔ اپنے ارشاد فرمایا الیکیز الیستانک رکطبان و مذکور ادنلو (رواه ترمذی و ابن ماجہ) یعنی تباری زبان بیشہ ذکر اللہ سے ترجیحی چاہئے۔

سادات صوفیہ اسکو سلوک و تسلیک کہیے اختیار کیا ہے اور اس کے منافع و نتائج بھی مرتب ہوئے ہیں اور ذرا کم کو نسبت مع اللہ حاصل ہوئی ہے تو اس کا کوئی شخص کیسے انکار کر سکتا ہے۔

پس ذکر اللہ ضرور کرنا چاہئے اس میں خاص ہے توجہ کے ایک مرکز پر جمعت ہو جائے کا اور اس کا یہ موضوع ہے اس نے بندی کو ہبایا جاتا ہے۔ جب تو جو ایک مرکز پر جمعت ہو جاتی ہے پھر یہی ذکرستون کرایا جاتا ہے کیونکہ ہر ذکر کا ایک خاص اثر ہوتا ہے وہ سب بھی حاصل ہوں قرآن پاک کی تلاوت ہبی کریں اسیلے کہ کلام پاک تمام اثرات کا حادی و جامع ہے وہ بھی ایستاد ہستے حاصل کرتے رہیں اور قرآن پاک سے نسبت بڑھتی رہے چونکہ قرآن میں مختلف

الغاذا و مختلف مضا میں پر گذر جو تابے اسکی وجہ سے کھجوری جلدی نہیں معلوم ہوتی۔ تشتیت رہتا ہے اور تو چہ ایک مرکز پر جمعت ہیں ہوتی اسی سے ابتداء میں ذکر کی کثرت بتلاتی جاتی ہے۔ اور میں یہ کہربا ہوں کہ اس کا بھی (تلاوت قرآن کا) اثر ہوتا ہے اور کیفیت ملتی ہے اور ایسی طیف ہوتی ہے کہ ابتداء میں محسوس نہیں ہوتی۔ جب آدمی تلاوت بڑا بکر تارہتا ہے تو نسبت بڑھتی رہتی ہے اور پچھلے دنوں کے بعد نفع محسوس بھی ہونے لگتا ہے۔ لہذا نہیں کہا جاسکتا کہ تلاوت سے ابتداء لفظ نہیں ہوتا۔ ہوتا بہتر ہی سے ہے مگر اس حالت کے بعد جوتا ہے۔

اب رہبای کہ جو قاضی شمار اللہ صاحب اور حضرت مجده صاحب قدس سرہ نے فرمایا ہے اس کا مطلب بیان کرتا ہوں۔

## فنا نفس سے پہلے تلاوت قرآن کا مقام

قاضی شمار اللہ صاحب ارشاد الطالبین میں ارشاد فرماتے ہیں:

«نفس کو فنا کرنے سے پہلے کثرت نوافل اور تلاوت قرآن سے قرب الہی میں ترقی نہیں ہوتی۔» (تعظیت السالکین ترجمہ ارشاد الطالبین ص ۱۵)

او یہ درج صاحب فرماتے ہیں کہ۔

ان الصوف لا يهدى بركات القرآن إلا بعد فناء نفسه وتطهيره من الرذائل وأما قبل الفتح فأقراء القرآن لة داخل في عمل الابراء وبعد فناء القبر ونهاعيهنا أثرها فهمرات القرب الى الله سبحانه منوط بستلاوة القرآن۔ (تفہیم نظری ص ۲۷۰)

(رسیخ) یعنی ہبھی قرآن کے برکات کو حاصل ہی نہیں کر سکا جب تک کہ اس کا نفس روزاں سے پاک و صاف ہو کر فنا شہو جائے اور قبل فنا و قرار قرآن اعمال ایجاد میں سے ہے

اد نفاذِ نفس اور اس کے اثر میں کے زوال کے بعد قرب الہ کے تمام مراتب تلاوت قرآن  
بی سے مر بوط و باہستہ ہیں :

تو ان حضرات کا مطلب یہ ہے کہ نفس جب تک فنا نہیں ہوتا اور اس کے اثرات  
زال نہیں ہوتے ہوئے اس وقت تک جب تک ارشاد تعالیٰ کے قرب سے مانع بنا رہتا ہے  
اور اللہ تعالیٰ و بندے کے درمیان بحاجت رہتا ہے جب یہ بحاجت ملائیق ہوتا ہے تو قرب  
کے خاص مراتب حاصل ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ بوجو قرب فنا نفس پر موقوف ہے  
وہ اس سے پہلے کیے حاصل ہو سکتے ہیں۔ جب نفس کو فنا کیا جائیگا جب بی وہ قرب  
حاصل ہو گا۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ لذائف دُنیا کی قربان کی تراویث کافی نہیں  
سے پہلے کوئی نفع ہی نہیں بلکہ اس سے نفع ہوتا ہے، لذاب ملتا ہے۔ چنانچہ خود یہ د  
صاحب فرار ہے ہیں کہ فنا نے نفس سے پہلے کی قرات علی ابرار میں داخل ہے  
تو کیا یہ کم مرتبہ ہے؟

### تلاوت صحیح فنا نفس کا درجیہ قلب میں جلال و نور کا وسیلہ

اویسیں کہتا ہوں کہ قرات قرآن کا نفس کے فنا میں داخل عظیم ہے۔ اگر تلاوت  
قادعہ کی جادے تو اسی سے نفس ہی فنا بوجا یا گھپھا کی قرائت سے مراتب قرب  
بھی حاصل ہوں گے آخر کر تو اسی لئے بتایا جاتا ہے کہ فنا نے نفس حاصل ہو چکر دکر  
سے بھی تو فوراً اسی فنا حاصل نہیں ہوتا بلکہ عرض کرتے فض مرتا ہے اسی  
ظرف تلاوت سے بھی کچھ دلوں کے بعد فنا حاصل ہو گا اور جیسے ذکر میں کوئی تعدد و تقدیر  
مقرر نہیں طالب کی استعداد پر ہے صحیح استعداد ہو گی اتنی بھی مدت لگے گی۔ بھی حال  
تلاوت کا کامیاب ہے کہ اگر استعداد قوی ہے تو فنا نے نفس جلدی اور اگر ضعیف ہے تو دیر  
میں حاصل ہو گا۔

اور یہ بھی مفہومی فرماتے ہیں کہ فقط ذکر ارشاد نے نفس فنا نہیں ہوتا جب تک کہ  
الله تعالیٰ کی تجلی شہادت کا ظاہر ہے کہ کلام سے بڑھ کر کس چیز میں اللہ تعالیٰ کی تجلیات

ہوں گی۔ جب اور ادا کار میں نفس کے فنا کو دینے کی استعداد ہے تو اللہ تعالیٰ کے کلام  
سے بدر بھر اولیٰ فنا نفس حاصل ہو گا جسے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں جملہ ذکار  
سے زیادہ قوت و تاثیر رکھی ہے۔ پس ذکر طیبین صحتی تو جو کرنے سے فنا حاصل ہوتا ہے  
اتھی ہی بلکہ اس سے کم ہی تلاوت کی طرف تو جو کی جادے تو فہرستیکے نفس حاصل  
ہو گا۔

اور دیکھتے مدد و صاحب ہے لکھتی عمدہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ مراتب قرب تلاوت  
پر مشتمل ہیں۔ یہی بھی کچھ رہا ہوں۔ یہ تو میرے معمود کے ایک مطابق ہے کہ جو  
مرتے بھی ملتا ہے وہ تلاوت قرآن ہی سے ملتا ہے۔ جس درجہ کی تلاوت ہوتی ہے  
ویسا ہی قرب و مرتبہ تھا حاصل ہوتا ہے۔ یعنی اگر تلاوت فنا نفس سے پہلے ہے تو یہ خالہ  
اعمال ابرا رکے ہے، اور اگر فرقانے نفس کے بعد ہے تو مقریبین کے اعمال سے ہے دشمن۔  
پس اگر یہ کچھ جانچے کہ مبتدی یوں کو اس سے فتنہ نہیں ہوتا تو کوئی تلاوت کرے گا  
ہی نہیں اور انتہا۔ تک شایدی کسی کی رسائی ہو۔ میانک کہ کوت اجاتے تو تیجہ  
ہو گا کہ اس حالت میں وفات ہو گی کہ ارشاد فرمائے کے کلام سے ذرا ذوق و حظ خال  
نہ ہو گا۔ اور اس حال میں اپنے پروردگار سے ملائی ہو گا کہ دل میں کلام اللہ  
ز اعلیٰ و مناسبت نہ رکھے گا۔ پس یہ کتنا بڑا حرمان ہو گا۔

پاں یہ بات مفہود ہے کہ مصلح و مرث کو چاہئے کہ بار بار اس سے یہ کھتار ہے  
کہ تلاوت دل سے کرو، وہی سرسری اور سلامی مت کرو۔ مسری تلاوت پر جو دعیں  
ہیں اسکو سنا تارہے اور اس سے احترام کا امکن تارہے تو فہرست فتنہ ہو گا اور کیوں نہ  
ہو گا قرآن کسی خاص طبق کے لئے توانا ز نہیں ہوا ہے؟ امت میں تو پر قسم  
کے لوگ ہیں، جو ان بھی بوسٹے بھی، مبتدی بھی متوسط اور منہجی بھی۔ تو پھر کسی  
خاص طبق کے ساتھ غصہ کو نیکی طرح مناسب نہیں ہے۔ پاں یہ دوسرا بات  
ہے کہ تائیں کی استعداد کے مطابق فائدہ ہو گا۔ مبتدی کو اس کی استعداد کے مطابق اور  
لئے موقوف۔ گھے ملاقات کرنو لا۔ گھے تلاوت کرنے والا۔

مئھی و متوسط کو الحج استاد کے منابع مگر فائدہ سب کو یوگا پس سب لوگ  
تکاوت کے مکلف ہیں کوئی مستثنی نہیں ہے۔  
اور وہ قصہ جو کوئی تاریخی نہ ذکر کر طبیب کی فضیلت ثابت کرنے  
کے لئے نقل فرمایا ہے کہ :

ان السید علی بن میمون المغریب لما تصور في الشیء علوان الحموی  
وهو كان مفتیاً مدرساً فنها عن الكل وأشغاله بالذکر فطعن المحتال  
فيه بانه أضل شيخ الاسلام ومنعه عن قسم الانام ثم بلغ السيد انه يرقى  
القرآن احياناً ففعة منه فقال الناس انه زنديق ينفع من تلاوة القرآن  
الذى هو قطب الایمان وغوث الایقان لكن طاووغ المربي الى ان حصل  
له المزدري واغفلت مرأة قلبها وحصل مشاهدة ربها فاذن له في قراءة  
القرآن فلما فتح المصحف فتح عليه الفتوحات الازلية والابدية وظهر له  
كونه المعارض والمعور فقال السيد انما كنت امنعك عن القرآن وإنما  
كنت امنعك عن لفقة اللسان والفلقة عادي من اليان فخذل اللسان  
واذله المسعان۔ (مرقات ص ٣٧)

(ترجمہ) سید علی بن میمون مغربی نے جب شیخ علوان حموی میں تھرف فرمایا تو مفتی  
اور عدالت ہے تو ان کو افراز و دریں کے تمام کاموں سے منع فردا یا در ذکر انہیں مشمول فریبا  
تو جیسا سید علی بن میمون کے باسے میں زبان مدن و رازی۔ اور کہنے لگے کہ انہوں نے تو  
شیخ الاسلام کو گراہ کر دیا اور حقوق کو جو فتح ان سے ہو رہا تھا اسکو دک دیا۔ پھر سید علی بن  
میمون کوہے با تعلموم ہوئی تو شیخ علوان حموی کیبھی کبھی تادوت قرآن کر لیتے ہیں تو اس سے میں  
منع فردا یا بت ان کے متعلق لوگ کہنے لگے کہ تو زندین ہے کہ تادوت قرآن سے میں بچتا یا نہ  
کا قلب اور ایقان کا غوث ہے من کرائے۔ لیکن مرید شیخ علوان نے (بلاؤن و لاؤن)  
اپنے شیخ کی امامت کی بیان نکل کا تکمیل کی جیسی ماحصلہ پوچیں اور اسکے قلب کا  
آئینہ رُشن ہو گی اور اپنے رب کا مشاہدہ شامل ہوا۔ اس وقت اکو شیخ نے قرأت قرآن

کی اجازت مرحت فرمائی پھر انہوں نے جب قرآن پاک کو لا تفویعات ازیز و امیر مکمل نہ فرمی  
بھوئے اور ان کے لئے معارف و عوارف کے خزانے فارہجوتے۔ اس کے بعد سید علی بن میمون  
نے ان سے فرمایا کہ تم قرآن پاک کی تلاوت سے منیں من کرتا تھا۔ بلکہ زبان کے لئے  
من کرتا تھا اور راس شان لطفہ انسان اور تلاوت میں غفت، میں جو دعیدیں آئیں ان سے  
غفت کو منع کرتا تھا۔ واثرستان۔

لواس کے متعلق یہ کہا ہوں کہ۔

سید علی ابن میمون شیخ کامل تھے ان پر اعتماد منیں کیا جا سکتا ہو سکتا  
ہے ان عالم کے حال کے مناسب شیخ نے یہ بھاجا ہو کہ ان کو کچھ دلوں کیے تھے قرآن  
سے روک دیا جائے۔ جب ذکر اللہ تکر کے کچھ نسبت من اللہ اور تو جو ای انہیں جائے اس  
کے بعد تلاوت کا امر کریا جائے۔ اللہ یا ایک خاص طبقہ ایک شخص خصیخ کیا تھے  
سخا جو قواعدہ کیلئے منیں بن سکتا۔ بلکہ یہ خصوصی واقعیت لاعقولم لہا رینی ایک  
شخصیوس و اقتدار پے تاقون عام منیں ہے۔ کے قبیل سے ہے۔

پس عام طور پر یہ کجا ہائی کڈ کڑا لشکی باندی کے ساتھ ساتھ کلام اللہ  
کی تلاوت کرو اور یہ لٹا کر کو، دل پر اڑنے کر کو۔ اس سے قلب میں صفائی ہو گی  
جلاء و فوز کی حاصل ہو گا۔ مگر کچھ دلوں تک مادوت سے کرنی ہو رہتی ہے۔ یہ  
منیں کرچنہ دن کیا پھر چھوڑ دیا اس سے نفع منیں ہوتا یہ غلط طریقہ ہے۔ اور اس  
بہت ہوتا ہے کہ لوگ چند روز ایک کام کرتے ہیں پھر اس کو ترک کر دیتے ہیں۔  
مواضیع منیں کرتے تو جھاتی اس سے نفع منیں ہو گا۔ لوگ دنیوی امور و علوم کی  
تحقیصیں کیلئے دلوں شفقیں پرداشت کرتے ہیں۔ ہم یہ کامیابی کے لئے عابی  
کرتے آتے ہیں، اس کے لئے رقمی صرف کرتے ہیں تک کہیں جا کر کامیابی ہوئی  
ہے اور سندھ ملیتی ہے۔ تو اثر تعالیٰ کا قرب اور انکی رضا اور جنت ہی کیوں اتنی سختی

لے دیتی ابتدی ربوہ و اسرار کے ابوب کھل گئے۔ ۳۶ علم و دعیيات الہی۔  
لئے زبان کی رنگ۔

ہو گئی کچھ دن عمل کیا وہ بھی دل سے نہیں بلکہ سماں کیا اور سب درجات عالیے کے متنبی او منظر ہو گئے۔ یہ قرین تیاس و انفاس ہے۔

حاصل کلام یہ کہ تلاوت کلام اللہ سے قلب کی صفائی ہوتی ہے بلکہ نسبت اور اذکار کے جلدی ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قلب کی صفائی کیلئے موت کے یاد کرنے اور تلاوت قرآن ہی کو فرمایا ہے اور کسی چیز کو نہیں فرمایا چنانچہ

عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْهُذُ الْقُلُوبَ عَنِ الْأَبْدَعِ  
تَصْدِيقًا يَمْدُدُ الْحَدِيدَ إِذَا أَصَابَهُ الْمَاءَ قُبَّلَ يَارَسُولَ اللَّهِ وَمَا

جَلَّهَا قَالَ كَثُرَةً ذَكْرُ الْمَوْتِ وَتَلَاقُهُ الْقُرْآنُ رَبُّكُوْرَبُ تَفَكِّرِ الْقُرْآنِ  
دَرْبِكُوْرَبُ حَصْرِكُوْرَبُ حَصْرِكُوْرَبُ حَصْرِكُوْرَبُ حَصْرِكُوْرَبُ حَصْرِكُوْرَبُ حَصْرِكُوْرَبُ

کِيْ قلب زنگ اُلوه ہو جاتے ہیں جیسے کہ بانی لگ جانے سے لو باز گل اُلوه ہو جاتا ہے۔  
دریافت کیا گی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفائی کا کیا ذریس ہے۔ فرمایا کہ موت کو کثرت سے یاد کرنا۔ اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔

دیکھی یہ صحریع حدیث ہے۔ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ تلاوت کلام اللہ کرو اسی  
پڑا قلب حاصل ہو جائے گا تو ہرگز زدایاں گے۔ یہ صحریع حدیث اور کلمہ ہرگز  
ہے۔ علماء کو بلاتے ہیں ان سے دعظیم کہلاتے ہیں مگر تعلیمات کی طرف امہل انجام  
نہیں کرتے۔

اس سے صاف طور پر حکایت ہوتا ہے کہ جیسے اور اعمال میں روح نہیں گئی  
ہے اس طرح اسکا بھی رحمہ نہ زیادہ درج نہیں ہے بلکہ اگر کہدا جائے کہ اس کا فشار نامہ  
منور و حظی افسوس ہے تو مصالحت نہیں اور یہ کہنا بر حل ہو گا۔

## تلاوت میں عظمت و تصدیق کیسے پیدا ہو؟

میں نے شروع ہی میں یہ بیان کیا ہے کہ تلاوت من التقدیم والتعلیم طریق  
اور ما تقدیم ہے۔ اسی تلاوت کی نفعیت کثرت سے احادیث میں وارد ہے۔

لے لائیں نفس - جسے جسکا حکم دیا گیا ہو۔

اب اس طرح تلاوت کرنے کا طریقہ بتاتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب تلاوت کا ارادہ کرے اور قرآن پاک لیکر بیٹھنے تو یہ راہی کرے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے کسی مخلوق کا کلام نہیں، یا کسی شاعر کا شعر نہیں۔ اس طرح خوب اپنے دل میں کلام اللہ کی عظمت کا استخفاف کر کے اور اس پر ایمان و تصدیق کو بار بار دل میں لاوے۔ جب خوب اعتماد و تصدیق ہو جائے تو تلاوت شروع ہو گرے۔ تلاوت ایمان سے ناشی ہو گی اور اس کا تعلق قلب سے ہو گا یہ تلاوت ایمان و قلبی ہو گی، اسلامی و رسمی نہ ہو گی اور جب تلاوت ایمان و اعتقاد سے ہو گی تو چون کہ اعتماد و ایمان خود کمال ہے اور جملکمل اس کا موجب ہے تو اسی تلاوت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی معرفت و محبت اور تمام مرابت قرب حاصل ہو جائیں گے۔ اور یہ قرب ایک وجہ ایمان سے ہے جو مدد کے باوجود ان ہوتی ہے جیسے سبuk و پیاس۔ جو لوگ اعتماد سے تلاوت کرتے رہتے ہیں تدریج انکو کیفیت و جاذبیت حاصل ہوتی جاتی ہے اور تلاوت کی حالت و لذت بڑھتی جاتی ہے۔ محبت و شوق بڑھتا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے لطف تو ہوتا جاتا ہے مگر شراودی ہے کہ کلام اللہ تعالیٰ تعظیم کے ساتھ تلاوت کی جاوے اعتماد کی جاتے اب و احترام کے ساتھی جاتے۔  
چنانچہ جو لاسلام امام عزیزؑ نے اخیر العلوم میں تحریر فرمایا ہے:

فالقار عزى عبد الباریۃ بتلاوة القرآن بنیون یخخون في قلبی عظمۃ المتكلم  
ویسلمان مایقرأً لیس من سلام الشروان فبتلاوة حکایت اللہ عزوجل  
غایة الخطر فان تعالیٰ قال لایمَّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ وَلِمَانْ ظَاهِرَ جَلَدَ  
المُهَمَّهُ وَرَقَّ مُهَرُّوْنَ مِنْ ظَاهِرِ شَرَوْنَ الْأَمَّسُ الْأَذَاكَانَ مَطَهَّرًا فَاطَّ  
معناه ایضًّا بحکم عزوة و جلا لمحجوب عن پاٹن القلب الا اذا كان مطهراً فاطاً  
عن كل رحس مستیناً بدور التعظیم والتوقیر وكما الایضیم للمس جلد المجهف

لے لینی سوچے اور زین ہیں حافظ کرے۔ لئے بیدا۔ لئے جو حواس باطنی سے معلوم ہو۔  
لئے یعنی حواس باطنی سے سمجھیں آئے گی۔

زائل ہو جائے گی اور پاکی نصیب ہوگی اس لئے کہے  
ذکر حق پاک است چوں پاکی رسیدہ رخت بر من در بروں آید پلید  
الش تعالیٰ کا ذکر پاک ہے اور پر کمیں پاک پیغمبیر ہے تو پاک دہان طابت باندھ کر  
رخصت ہو جاتی ہے۔

چوں برآمد نام پاک است اندر دہان نے پلیدی ماند و نے آں دہان  
جس مندے نام پاک نکارہ ہے گپڑہ تو دہان گندگی رہے گی اور شہی وہ مندیل  
بیسامارہ چاہے گا۔

تلاوت کلام اللہ سے قبل پاکی کاظم الایسا ہی ہے جیسی بخش شخص سے کجا جائے  
کہ پاک ہو کر دریا میں داخل ہو اس سے پہلے نہیں، توجب قرآن پاک قبل کی حقانی  
اور اس کو ہر بخاست سے پاک کرنے کیلئے تازل ہوا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے  
ارشاد فرمایا: يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَنِعْمَةً  
لِّمَنِ فِي الْأَرْضِ وَهُدًى وَرَحْمَةً ۖ لَمَّا تَعْلَمُوا مِنْهُنَّ ۗ (۱۸) اسے لوگو! تمہارے پاس  
تمہارے رب کی طرف سے لیکی ایسی چیز رہی ہے تو غصت ہے اور دلوں میں تو روگ ہیں  
ان کے لئے شفارے اور رنجانی کر تیار ہی ہے اور رحمت ہے ایمان دلوں کے لئے تو  
 بغیر تلاوت ہی کے کیے خدا در پاکی حاصل ہو سکتی ہے اور اس سے پہلے بخاست سے پاکی  
کا اور امراض قلب سے شفا کا طالب کر کاں ناب پوکتا ہے۔  
آگے امام فرماتے ہیں کہ:

ولمثل هذل التعظيمَ أَنْ عَلَمَتْهُ إِنْ أَبِي جَهْلِ أَذَانِ الْمُهَاجِفَتِ  
غَشْوَاعِيَّهِ وَيَقُولُ هُوَ كَلَامُ رَبِّيْ هُوَ كَلَامُ رَبِّيْ۔ فَعَظِيمُ الْكَلَامِ تَقْدِيمُ الْمُتَكَلِّمِ  
وَلِنَ عَظِيمُهُ عَظِيمُهُ الْمُتَكَلِّمِ مَا لَمْ يَتَقْنِ في صفاتِهِ وَجَلَّهُ وَأَعْلَمَهُ (إِنَّ رَبَّهُمْ يَعْلَمُ)  
(زکر حق)، اور اسی تکمیل کو جسے حضرت مکررہؑ ابن ابی جہل جب قرآن پاک کو مت  
ست تو آپ پر ذمی طاری ہو جاتی تھی اور بار بار اس فرماتے تھے میرے پروردگار کا کلام ہے یہی  
پر درودگار کا کلام ہے پس کلام کی تفہیم در اصل مکمل کی تفہیم ہے دینی مکمل کی تفہیم سے کلام میں

کل یہی فلا یصلح لٹلا وہ حروفہ کل لائن و لا لائن معانیہ کل قلب۔  
(زکر حق)، پس قاری کو چاہئے کہ قرآن کی تلاوت کرنے سے پہلے اپنے قلب میں مکمل  
کی غلت کا خوب استھنا کر کے اور یہ سمجھ کر جس کلام کی وہ قرات کرنے جا رہا ہے، وہ تن  
بڑا کلام نہیں ہے۔

اسی بھی جملے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی تلاوت میں نہیں ابیت ایت۔ اسے کذا لکھا تھا نے  
کلام اللہ کے باسے ہے، ارشاد فرمایا ہے کہ اسکو ہی لوگ جھوٹے ہیں جو پاک بنائے گے  
ہیں اور جس طرح کہ قرآن شریف کی ظاہری جلد اور اس کے درق کو اسان کے کذا ہری  
بسم سے پچاہا گیا ہے مگر جو طاری کا پاک ہو۔ اسی طرح اس کے باطنی معنی کو وجہ اس کی  
غرت اور جلالت شان کے قلب کے باطن سے مجبوب رکھا گیا ہے مگر جلد وہ قلب ہر جا  
سے پاک اور نو تعلیم و تقریر سے منور ہو۔ اور جس طرح کے جلد قرآن کو جھونے کی ہر  
باقی صلاحیت نہیں پہنچتا ہے جیسا کہ حروفہ کی تلاوت کلہے ہر زبان المیت نہیں  
رکھتی۔ اور اسی طرح ہر قلب اس کے معانی و معارف کو پہنچانے کے لائق نہیں ہے۔

حضرت امام عزیزؑ نے جو حکیر فرمایا اپنے بھی لایا۔ اک بات امامؑ کی  
برکت سے یہ عرض کرتا ہوں کہ امامتے جو فرمایا کہ براہ راست اس کو چھوٹی میلی صلاحیت  
نہیں رکھتا اسی طرح ہر زبان اس کے حروفت کی تلاوت کی المیت نہیں رکھتی۔  
اور ہر قلب اس کے حقانی کو حاصل کرنے کے قابل نہیں ہے تو مٹک ہے مگر  
میں اس کو اس عنوان سے بیان کرنا ہوں کہ براہ راست اسکو چھوٹی میلی صلاحیت  
رکھتا ہے مگر جبکہ باوضنہ ہو اسی طرح ہر زبان اس کے تلاوت کی المیت رکھتی  
ہے مگر جب کروں میں ایمان ہو۔ مثلاً فقین کی طرف نہیں کر زبان سے تو تلاوت  
کرتے تھے مگر دل میں ایمان نہ تھا، اس کی تکذیب کرتے تھے۔ اسی تلاوت  
کا اعتبار نہیں۔ اور ہر قلب میں اللہ تعالیٰ نے معانی کو حاصل کرنے کی استعداد رکھی  
ہے مگر جبکہ عقصہوں اللہ تعالیٰ کی رضا رہو، ماسوی اللہ کوئی شے مطلوب ہو ایسی  
نیت خالص ہو۔ اسی طرح تلاوت ہی سے قلب میں بوجنخاست و پلیدی ہوگی وہ

وَسَلِكُوكَاتْ بِهِ فِيْنَ أَعْلَى حَالٍ مِنْ يَرِيْدَهُ فَإِنَّهُ اَنْ لَمْ يَرِيْدَ فَإِنَّ اللَّهَ هُنَّا  
يَرِيْدَهُ . (الاذکار التوفيقی)

(ترجمہ) یہ فعل ان مسائل و اداب میں ہے جبکی طرف قاری کو احتناء اور ایتام کرنا  
چاہئے اور یہ بہت زیادہ ہیں ان کے بیش کو ہم ذکر کرتے ہیں۔ پس اول شی ہیں کافی قرآن  
قرآن ماورے دو قرأت میں اخلاص ہے اور اسے (غافل) الش تعالیٰ کا ارادہ  
کر کے اور الش تعالیٰ کے سو اسکی درستی شی کے ماحصل کر کیا قصداً کر کے۔ اور یہ کہ  
قرآن پاک کے ساتھ ادب و احترام کا معاہدہ کر کے اور (قرأت قرآن کے وقت) اس بات  
کا اپنے ذہن میں استھنار کر کے الش تعالیٰ سے مناجات کرنا ہوں اور الش تعالیٰ کے کتاب  
کی تلاوت کرنا ہوں۔ پس قرأت کے وقت ایسا حال پیدا کر جس سے معلوم ہو کہ الش تعالیٰ  
کو دیکھ رہا ہے۔ جب یہ حال تپیدا ہو تو یہ تو سکتا ہے زکر کے ہر کاش تعالیٰ کو دیکھے ہیں۔  
امام عزیزی کا کلام بہت ہی خوب تھا مگر علماء نووی کا معمون ہی کچھ کم  
ہیں۔ امام نووی نے فرمایا کہ تلاوت قرآن سے پہلے جس کاتالی ماورے دہ  
قرأت میں اخلاص ہے اور اخلاص یہ کہ قرأت سے الش تعالیٰ معلوم ہوں  
اور اس کے سو اسکی درستی شی یعنی الم ارض نبی کا قصدہ کر کے اور قرآن کے  
ساتھ مودب ہو اور ذہن میں یہ حاضر کر کے الش تعالیٰ سے مناجات کر رہا ہے اور  
اس کے کتاب کی تلاوت کر رہا ہے پس حال اس کا یہ جو کہ گویا الش تعالیٰ کو دیکھ رہا  
ہے اور اگر الش تعالیٰ کو وہ نہیں دیکھ رہا ہے تو الش تعالیٰ تو اسکو دیکھ رہے ہیں۔ یہ  
اسان کہتا آتے۔ صلوٰۃ کے ساتھ احسان کو عین سماجا آتے مگر قرآن شریف  
کی تلاوت میں ہی امام اسکو خوب چیپ کیا۔ جزاهم اللہ تعالیٰ۔

اقریب فہم کیتے یہ بات بیان کرتا ہوں کہ حضرت مولا ناظم العالیؒ فرماتے ہیں کہ مجلس  
میں بیش لوگ اسرار ہیئتے ہیں کہ اکو دنیاد ما فہما کی تحریش ہی جب ایک علوی کی  
جلسہ میں یہ حال ہو سکتا ہے تو اسی سے اذانہ یعنی کہ لوگ احسان و اخلاص کے  
ساتھ تلاوت کرتے ہوئے انکا کیا حال ہوتا ہو گا۔

اعظیم پیدا ہو جاتی ہے اور مکمل کی تعلیم کا استھنار ہی میں سکایج ہی کا کسے صفات  
او بلال و افعال میں انفرکہ کیا جائے۔

و - امام صاحب رحمۃ اللہ علیٰ فرمادے ہیں کافی صفات و افعال میں انفرکے  
مکمل کی تعلیم کا استھنار ہیں ہوسکا۔ میں کہتا ہوں کہ تلاوت کلام اللہ بنوں  
التعظیم والتوکیہ سب مدارج کے حصوں و تکمیل کا موجب ہے۔ انفرکی صفت  
بھی اسی سے پیدا ہو جاتی ہے، خوب سمجھ لیجئے۔

قرآن پاک کی تعلیم اور جلالات کو تعریف فہم کے لئے نام عزیزی رحمۃ اللہ علیٰ  
نے بعض عارفین کا کلام نقل کیا ہے کہ کلام اثر کا ہر حروف لوح محفوظ میں جلس ہات  
سے انفرک اور برداشتے۔ اگر قلم ملائکہ جمع ہو کر کی ایک حرث کو اٹھانا چاہیں تو اٹھانے  
پر قاد نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ اس اثاثیں علیک لام جو ملک اللوح ہیں آتے  
ہیں اور اس کو الش تعالیٰ کے اذن و رحمت اور انہیں کی قوت و طاقت سے  
املاجیتے ہیں۔

اس سے قرآن پاک کی کس قدر عظمت معلوم ہوئی کہ اس قرآن کا عالم ملکوت  
میں یہ درج ہے کہ اس کا ہر حرث کو وفات سے بھی بڑا ہے۔ یہ ایک محنت شال  
ہے جو کوئی شخص سمجھ سکتا ہے اور کلام اللہ کی عظمت کا قدر سے اذانہ لگا سکتا  
ہے۔ الش تعالیٰ فہم عطا فرماتے این۔

عالم ربانی شیخ الاسلام والسلیمان امام عی الدین نوویؒ اپنی کتاب اللاذکار میں  
فرماتے ہیں کہ:

”فصل“ فی مسائل و آداب ینبغی للقاری الاعتداد بهما و ہیئتہ جددا  
ند کو منها اطرا فاقاً ول مایوم ربہ، الاخلاص فی قراءة تم ان یربید بهما  
الله بمحان، و تعالیٰ وان لا یقصد بهما توصلہ ای شوی سوی ذلک۔ وان  
یت أدب مِنَ القرآن و یتفقفو لغہ ذہنہ ان میانی ای اللہ بمحان، و تعالیٰ

## علماءٰ اخترت اور آداب باطنی

حضرت امام عزیز الٰی نے اجرا الحکوم میں اور علامہ نووی نے کتاب الاذکار اور البیان فی آداب حلاۃ القرآن میں اس کے علاوہ اور بہت سے آداب تلاوت بیان فرمائے ہیں۔ انشا اللہ تعالیٰ ان سب کو مستقل طور پر بیان کروں گا۔

اس استنبیان سے آپ نے یہ سمجھا یا ہو گا کہ علمائے امت کو اعمال میں خلاص و صدق کا سر قدر اہتمام تھا اس طرح احکام ظاہری کو مفصل بیان فرمایا ہے ویسے یہ آداب باطنی کو سمجھ رہے ہیں جس طبقہ امت میں مختص ظاہری آداب پر اکتفا نہ کرے اور صرف رسوم ہی تک ذرہ جاتے بلکہ حقیقت اور روح ہی سچے۔ علمائے آخترتے ان آداب و مسائل کو بیان کرنے میں بڑی کاوش و جافشانی کی ہے جس طرق فقیرہائے کتاب و سنت سے احکام و مسائل کو منتبہ فقریا کر کتب میں مدون فرمایا۔ اور امت پر احسان تلیم فرمایا ورنہ ہم لوگوں کو برہار است کتاب و سنت سے مسائل معلوم کرتا ہیں دشوار ہوتا، اللہ تعالیٰ کی تائیت و توفیق سے ان حضرات نے اس امر کو انجام دیا۔ جزاهم اللہ خلیل الحجرا۔

اسی طرح علمائے باطن نے ہر عمل کے آداب باطنی کو بیان فرمایا اور غوب خوب بیان فرمایا جاتا تھا امام عزیز الٰی نے غاز روزہ کے آداب باطنی بیان فرمائے جو کے آداب باطنی بیان فرمائے اسی طرح تلاوت و دعاء کے آداب باطنی بیان فرمائے ہیں اور اسی کا تمثہ تھا کہ لوگ حقائق سے آشنا ہو۔ آداب باطنی کے عارف تھے۔ اب چونکہ یہ آداب بیان نہیں کئے جاتے اس لئے عام طور پر لوگ جاہل ہو گئے ہیں جلتے ہیں کہ اکنہ ظاہری آداب کے ملارہ قلب سے تنقیح کی جاتی ہے اسی طبقہ امت کو مصلح اس کی طرف توجہ دلاتا ہے تو مخالف اس کا مقدمہ ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ رسوم سے بخال کر رکھتے تھے ہنچانا چاہتا ہے۔ چونکہ عوام نے رسوم ہی کو دین سمجھ لیا ہے اس لئے انکو ناگوار ہوتا ہے

تو ناگوار ہو کے اس کی وجہ کے کوئی حق و مصلح اپنا کام ترک نہ کرے گا۔ ایسے لوگوں کی تائید اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ ایسوں سے جس نے بھی مقابلہ کیا مغلوب ہی ہوا ہے۔ اور اگر ایسے حضرات کو یہ مفسدہ تم کرنا چاہیں تو ہرگز قادر نہیں ہو سکتے۔ بھیشہ بھیش اللہ تعالیٰ کے کچھ بنے درمیں کی خدمت کرتے رہیں گے اور ہر زمان میں ناصحین کی ایک جماعت باقی رہے گی جیسا کہ ابادع میں ہے کہ عن الحسن انہا قال لن یزال یعنی نعماء فی الارض من عبادة يعرضون اعمال العباد علیکتاب اللہ فاذ اوافقه حمد واللہ وادحال المؤلم عرفا بکتاب اللہ ضلالۃ من حض و هدی من اهتدی فاؤلٹ خلما د اللہ رالبداع فی مضار الابتداج م۔

(ترجمہ) یعنی حضرت من رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کہ عبیدہ بن غفاری نے میں میں پہنچ گئے ہوں گے پوچھتے کرتے ہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے نہاد کے اعمال کو کتاب اللہ پر پڑھ کرے رہیں گے جب کتاب اشریستے ان کے اعمال کو موافق ہائیں گے تو اللہ تعالیٰ کی تائیت و توفیق سے ان حضرات نے اس امر کو انجام دیا۔ جزاهم اللہ خلیل الحجرا۔ اور بہتری شریفین میں یہ حدیث وارد ہے کہ

لایزال طائفۃ من امتو منصورین علی الحق لا یغورهم من خذ لهم ولا من عاد اہم:

(ترجمہ) یعنی امت کی ایک جماعت بھیشہ حق پر رہے گی جن کی رہنمای اللہ نہ رہت ہو گی، جو لوگ ایسی نہر کو ترک کر دیں گے اور ان سے عادت کریں گے تو کوئی مضر ثابت نہ ہو گی۔

اب سنتے امام عزیز الٰی نے نماز کے ہر ہر کن کے آداب بیان فرمائے ہیں ان میں کے بعض کو نقل کرتا ہوں، فرمائے ہیں کہ:

جب نماز کیلئے کھڑے ہو تو اللہ کی عذالت و جلالت کو اپنے دل میں الٰہ اور

سوچ کو کس ذات جلیل الشان سے مناجات کر سے ہو اور یہ دیکھو کو کس کیفیت میں مناجات کر سے ہو اور اپنے پروردگار سے کیا چیز طلب کر رہے ہو۔ اس دقت پر عالمے کہ تمہاری پیشانی پر شرمندگی کے پیشہ آجائے اور تمہارے فرازقہ بیبیت کو جو سے کامنے لگیں، اور تمہارا چہرہ شدت خوف کو جسے تردید پر جائے اور جب انہا کم کہو تو اس طرح زبان سے کچھ تقابل اس کی گذشتہ نہ کرے یعنی جس طرح زبان سے اللہ تعالیٰ کو تراکر رہے ہوں دل میں بھی یہ حال ہوکر اللہ تعالیٰ کو ہر شیٰ سے برداشم ہے ہو اور الگ تمہارے دل میں کوئی شیٰ اللہ تعالیٰ سے اکبر سے تو اللہ تعالیٰ شمات دیتے ہیں کرم کا ذرا بھی ہو۔ اگرچہ کلام یعنی اللہ اکبر صادق سے جس کامنا فقین کے انتکل لئے مسئول ادھلو ریتی میٹک آپ اللہ کے رسول ہیں، یعنی میں اللہ تعالیٰ نے اس کے کاذب ہونکی شہارت دی ہے۔ اس لئے کہ یہ قول اگرچہ صحیح ہے مگر اس کے مطابق اعتماد نہیں رکھتے تھے، قلب میں رسول اللہ ہوئیں اکابر و حجود کرتے تھے اسے انکو کاذب فرمایا۔)

اس طرح جب اتعوذ باللہ عزیز الشاطر الرنجیم کو تو یہ بھکر وہ شیطان تمہارا رہنمہ ہے اور اس گھات میں لگائے کہ تمہارا دل اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیہر دے اور دیر اس لئے کہتا ہے کہ جب تم کو دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مناجات و سروکش کر رہے ہو اور اس کے حضور میں سجدہ کر رہے ہو تو اسکو حسد ہوتا ہے کہ میں اسی ایک بحمدہ کے ذریعے اور توفیق نہ لے کیوں جسے ملعون و مردود ہو گیا (راور سن) تمہارا استغاثۃ اس طور پر ہونا چاہئے کہ شیطان کے اوقات و مجموعات کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی مضیات کو انتکار کرو۔ ورنہ تو محض زبان سے شیطان سے پناہ مانگا (اور اس کے مرغی کے مطابق عمل کرنا) ایسا ہی ہے کہ کسی کے پیغمبے درندہ ہو جو اس کو چیر بھاڑ کر ہلاک کر دینا چاہتا ہو اور وہ شخص زبان سے مہ فریض۔ پستان اور موٹی سے کہ دریان کا گوشت جو خوف کے دلت اچھے لگاتا ہے رسمیاں لے اعلوی بالشرط ہٹا۔ ملے مرغوب اور پسندیدہ جیزس۔ ۱۱

تک کہ میں تجھے سمجھاں کر فالاں مضمون قلم میں پناہ لینا چاہتا ہوں اور خود اسی جملہ پر کھڑا رہے تو محض یہ قول اس کو ہرگز نفع تدریجیا جب تک کہ اپنی جگہے میں وہ ہو تو قلم میں داخل نہ ہو جائے۔ اسی طرح جو شخص اپنی شہوات کا خواشناکی کی مرغی کے خلاف ہیں اور شیطان کو سندھدہ ہیں اپنا اخراج کرتا ہے تو محض اس کا قول (رکو فو با ختن لشیان لکھیج) کوچق نفع دے گا۔ یہ چاہئے کہ اس کے کہنے کے وقت یہ عزم ہو جو کہ شیطان کے خرے تکلی کر اللہ کے حسن و قدر میں پناہ لوں گا اور سوتوں اللہ تعالیٰ کا حسن کفر طبیعہ لا الہ الا اللہ اے اصلی اللہ جل جلالہ نے فرمایا جیسا کہ جمارے بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ لا الہ الا اللہ جھصینی قدمن دھل جھصینی اموں مزد عذاب ای۔ یعنی لا الہ الا اللہ تعالیٰ حسن ہے جو شخص میرے حسن میں داخل ہو جا گا لیکن وہ میرے عذاب سے اموں ہو جائے گا۔ اور اس کل کو حسن بنانے والا ہی شخص ہو سکتا ہے جس کا معمود اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور نہ ہو اور جس نے اپنی خواہش ہی کو معمود بنالیا تو وہ شیطان کے میدان میں ہے، نہ کہ اللہ تعالیٰ کے قلعے میں۔

اسی طرح رکو و سجور و قرات سب کے آداب بیان فرمائے ہیں اگر آپ چاہیں تو اخراج اصول کا مطالعہ کریں۔ اسی حسن میں امام نے قرات کے اعتبار سے لوگوں کی تین قسم بیان فرمائی ہے۔ وہوہذا

فاما القراءة فالناس فيها ثلاثة: رجل يقرئ لسانه و قبله غافل۔  
وسجل يقرئ لسانه و قبله يتبع اللسان فيفهم ويعلم منه. كما زعم  
من غفر و هو درجة اصحاب العلين و يصل بیان قلبه الى المكانی او لا  
ثم يخدم اللسان القلب فيترجمة هفرق بين ان يكون اللسان ترجمان  
القلب او يكون معلم القلب والمقربون لسانهم ترجمان يتبع القلب  
ولا يتبع القلب۔

(ترجمہ) ۱۱۔ بہر حال قرات تو اس میں تین قسم کے لوگ ہیں۔ ایک تو یہ جس کی

زبان توپل رہی ہے مگر قلب غافل ہے اور ایک دھنے کے لاس کی سان حرکت کرنے ہے اور  
قلب اسکی ایجاد کرتا ہے پس قلب کھاتا ہے اور اس طرح سنا ہے جیسے کسی دوسرے  
سے سنا ہوا دریہ الحجۃ الینین کا درجہ ہے اور ایک تھنہ ہے کہ اس کا قلب معانی کی طرف  
سبقت کرتے ہے پھر زبان قلب کی خادم بنکار قلب کی ترمیح کرنے ہے تو اس میں کہ سان قلب کی  
ترمیح ہے اور یہ کہ سان قلب کی علم بوجہت ہی علم فرق ہے اور مقرین کی زبان ان  
کے قلب کی ترمیح اور اس کے تابع ہوئی ہے ایسا نہیں کہ ان کا قلب سان کے تابع ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مونین کو جو درجات عالیہ ملتے ہیں وہ اسی قرات سے  
ملتے ہیں جس کی حسن درجہ کی قرات ہوتی ہے اسی کے موفق اس کا درجہ عن اللہ  
ہوتا ہے اور اسی درجہ کا قرب اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے جیسا کہ مجذد الدافت شانی نے ارشاد  
فریما ہے۔ **فَرِیَّقُتُ الْقُبُوْلِ اِلَى اللَّهِ مَؤْطَّلَةُ الْقُرْآنِ** یعنی قرب کے مرتب کا  
مدرار تلاوت قرآن ہے۔ دیکھنے پڑے تم کے لوگ جو محض سان سے قرات کرتے  
ہیں دل غافل ہوتا ہے ایسی قرات لایھنے بہرہ (یعنی ناقابل انتباہ) کے درجہ  
ہیں ہے۔ اس سے ان کو کوئی درجہ نہ ملا بلکہ مونین کی شان سے یہ بہت سی بید

بے کہ ایسی قرات کرے جس کا دل پر کوئی اثر نہ ہو اور دوسرے تم کے لوگ جو کہ  
زبان سے قرات کرتے ہیں اور دل بھی حاضر ہتا ہے انکو سان شرع میں اعتماد  
الینین کیا گیا۔ اور اس درجہ سے پڑا درجہ مقرین کا ہے وہ درجہ اسوقت ملتا ہے  
کہ پھر قلب معانی کے بخش کی طرف سبقت کرتا ہے پھر اس کا اثر ہوتا کہ زبان  
قات کرنے لگتی ہے اور قلب کی ترمیح کرتا ہے ایسا کہ سان شرع کی توفیق  
عطافرا دیں اور زمرة مقرین میں داخل فراودیں۔

ابتدائے کلام میں ہم نے عرض کیا سماں آگے احادیث و آثار پیش کریں گے تو اگرچہ  
بہت سی دوستیں گئیں تاہم ایجاد القلم اور شکوہ اور تیمان سے بھی مزید روایات نقل  
تو ہیں تاکہ قرآن پاک اور عالمین قرآن کی میری فضیلت حلم ہو جائے۔ نیز اسی روایت  
کی جائیں گی جن ہیں (تمادت میں) نقیب کرنیوالوں کی ذمہ دار ہے۔

## قرآن اور حاملین قرآن ارشادات بوجی کی روشنی میں

(۱) قال صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ القرآن شریأ ان الحداً اوقت  
افضل ماماً اوقت فقد استصرخ ما عظمته اللہ تعالیٰ۔ (روايات العلوم)

(ترجمہ) حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس نے قرآن کو پڑھا ہوئی اس  
نے کسی کے متعلق یہ سمجھا کہ اس سے افضل جیز دیا گیا ہے تو اس نے چوہا سمجھا ایسی شی کو جس کو  
اللہ تعالیٰ نے تعظیم نہ کیا ہے۔

(وف) اس سے کہنے کا درغاظت قرآن پاک کی معلوم ہوئی مگر کس قدر دنارت  
و خاتمت ان لوگوں کی ہے کہ قرآن پاک ہی دنیا کی حقیر اس کا افضل سمجھتے ہیں اور  
اس کی تحصیل میں نہ قرآن کی پروارکتی میں اور نہ اس کے احکام کی پروارکتی ہے  
کہ ان لوگوں کو قرآن کے فوائد و برکات سے کچھ حصہ ملا نہیں ہے اور ذرا بھی معرفت  
حاصل نہیں ہوئی ہے تو کچھ ابتداء ہی سے نیت فاسد ہوئی ہے اور اللہ کی رضا مقصود  
ہوئی ہی نہیں۔ اسی لئے ان لوگوں کی کوئی نہ کوئی عزت ہے اور نہ تقدیر و مزارت۔

(۲) وقال صلی اللہ علیہ وسلم ما من شفیع افضل منزلة عند اللہ تعالیٰ  
من القرآن لأنبي ولاملك ولا غیره۔ (روايات العلوم)

(ترجمہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے زندگی قرآن سے افضل ازمرتے  
مرہ کے کوئی درجہ شفیع میں ہے شفیع نہ فرشتہ اور کوئی ان کے ملا دہ۔

(وف) اس حدیث شریعت سے ہمیں قرآن پاک کی انتباہی علیت و مجالات حلم ہوئی کہ  
بڑا اشتفاق قرآن پاک ہے اور یہ اشتفاق کو کوئی حفتتی ہے اللہ تعالیٰ کی اہم ایسی شاعت  
در حقیقت ارم الراحمین ہی کی شفاعت ہے اشتفاق ہے بڑا کہ کسی کا مرثہ ہو گا۔  
(۳) وقال حملة اللہ علیہ وسلم افضل عبادة اقتداء لامة القرآن (راجحان احمدیہ) میں یعنی بن بشر  
(ترجمہ) حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیری است کی سے افضل عبادت قرآن پاک  
کی تکالیف ہے۔

(ف) اور بحضور قبلي اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کر افضل الیک لکا لائے الا ائمۃ۔  
 (ینی سب افضل ذر لالا الشریب) تو وہ تلاوت کلام الشریک علاوہ درسے اذکار کے  
 اختیار سے ہے پس کلام الشریک تلاوت کی فضیلت حقیقی ہے اور کلم طبیبی انسانی۔  
 چنانچہ علم روزی اتبیان میں صحیح فرماتے ہیں کہ :

کا عمل ان مذہب الصحیح المختار الذی علیہ ترجیح عقد من العلماء ان قراءة  
 القرآن افضل من التسییم والتفہیل وغيرہما من الاذ کا فتنہ نظاہت الاولی  
 علی خلائق اللہ اعلم۔

(ترجمہ) جن کو کہدہ بھج اور خاص جسمہ ملے ہے کہ قراءت قرآن صحیح تبلیغ  
 اور اسکے علاوہ اہل اذکار افضل ہے اور اس پر اہل بیشتر وارد ہیں جو ایک درس سے کو  
 قوت پیدا ہجارتے ہیں۔ کاظم

(۲۴) وقال كمال الله عليه سالم إيمان الله عزوجل قل طة ولين قبل آن  
 يخنق الخلق باهتمام قلما صحت المثلثة القرآن قالت طوفیي بنزل عليه  
 هذا اوطيي لا جواون يحمل هذا اوطيي لا استنة تطبق بهذا  
 رشارة۔ نصانی القرآن میں حریرہ، د قال ماء المری

(ترجمہ) حضور اقدس ملیٹ طبیبی مل نظریہ اپنا کتاب ترقیت علوکی کو بگھسنے اکی بزرگی میں  
 (رسول) افریدیں کی قراءت فرقی۔ جب فرقتوں فرقاً ساً نکار کردیں اس کے بعد  
 کلام نازل پر گاؤں کو اور خوشی ہے اسی احوال (اویسیں) کیلئے جو ایک حال ہوں گے اور خوشی ہے ان زبان  
 کی وجہ سے کسانی کرن پڑوں گی۔

(۵) وقال صاحب اللہ علیہ وسلم خیر حمد قل علّم القرآن و حملها۔  
 رسیمان کتاب الصلاۃ۔ باب فی ثواب قراءة القرآن۔ ابوذر مدد  
 (ترجمہ) حضور اقدس ملیٹ طبیبی مل نظریہ اپنا کام میں کام کا بہترین شخص دے جسے جس نے  
 قرآن سمجھا اور سکھلایا۔

(۶) عن أبي سعيد المدرري روى أن النبي صلى الله عليه وسلم قال  
 يقول الله تعالى من شغلة القرآن و ذكرى عن مثلك اعطيته  
 افضل ما اعطىك اثنين و فضل كلام الله سبحانه وتعالى على سائر الكلام  
 كفضل الله عز وجله۔ رواه الترمذى وقال حدیث حسن۔  
 (باب کیفت کانت قراءة النبي ملیٹ طبیبی و مسلم۔ جلد ۲، ص ۱۱۹)

(ترجمہ) حضرت ابو سعید نبی حضور اقدس ملیٹ طبیبی و مسلم سے روایت فرمدی  
 ہیں کہ ائمۃ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ شخص کو قرآن کی قراءت (ادبیت) اور میسرے ذکر نے مجھے  
 سوال و دعا کرنے سے باز رکھا ہے میں سوال اور دعا کرنے والوں کو جوچیزیں عطا کرتا ہوں  
 ان میں سے بہتر پیروزی سے ریتا ہوں۔ اور ائمۃ تعالیٰ کے کلام کا فضل درسے کاموں پر  
 ایسا ہی ہے جیسا کہ ائمۃ تعالیٰ کو اپنی حقوق پر فضل ہے۔ راس حدیث کو ترمذی میں  
 روایت کیا ہے اور کہا ہے کہی حدیث حسنہ۔

(۷) عن ابن عباس رضی الله تعالى عنهم قال قال رسول الله صل الله علیہ و سلم  
 عليہ وسلم ان الذي لم يقر بجوف شئ من القرآن كان كالبيت الغرب۔  
 (ترجمہ) دھنیاں فضائل القرآن بحوار الترمذی و داری)

(ترجمہ) حضرت ابن عباس رضی الله تعالى عنہم سے روایت ہے کہ رسول ائمۃ تعالیٰ علیہم  
 نے فرمایا کہ وہ شخص جس کو تلبیس قرآن کا کوئی حصہ نہیں ہے وہ مثل دیوان گھر کے ہے۔  
 سماج مرقات اس کی شرح کرنے کوئے فرماتے ہیں کہی ویرانی اس سلسلے پر  
 کلقوب کی اپاری ایمان اور تلاوت قرآن کی وجہ سے ہوئی ہے اور بیان کی ورنی  
 اعتمادات حق اور ائمۃ تعالیٰ کی نعمتوں میں تفكیر کرنے سے ہوئی ہے اور قلب کا ان  
 ایور سے خالی ہوتا گا ہر بڑے کوہرانی وہی ورنی ہے۔

(۸) عن معاذ بن انس رضي الله تعالى عنه ان رسول الله صل الله علیہ وسلم  
 قال من قرأ القرآن و عمل بما فيه ليس الله والديه تاجا يوم القيمة  
 ضوءاً احسن من ضوء الشمس في يوم الدنيا فما ظلم بالذى عمل بهذا۔  
 (رواہ ابو داؤد)

(ترجمہ) حضرت معاذ بن انس رضی الله تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ائمۃ تعالیٰ  
 علیہم نے فرمایا کہ جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا ائمۃ تعالیٰ اس کے والدین کو ترمذی  
 کے دن ایسا تاج پہنائیں گے کہ اس کی روشی اس دار زینا کے آنکھ سے بہتر ہوگی۔  
 جب اس کے والدین کو ایسا تاج اور ترمذی ملیٹ کا توہما رکایا خیال ہے اس شخص کے بارے

میں جس نے قرآن پر عمل کیا ریاضی اسکو کہتا ہے کہ اسے جائے گا اور کیا کچھ مرتب کیا  
 ۹) عرب عبد الدین ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ اسے میں  
 قال اقر <sup>۱۵</sup> الق آن فات اللہ تعالیٰ لا یعذب قلبا و الق آن وان هذا  
 القرآن ماذ بـة اللہ فمن دخل فيه فهو آمن و من راحـت القرآن فلیـه راـتیـاـن  
 رزیج <sup>۲۶</sup> عبد الدین ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن <sup>۲۷</sup> میتے جاؤ۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس قلب کو غذاب نہ دیجے جس سے  
 قرآن کو حفظ کر لیا رہا۔ یعنی ارشاد فرمایا کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا خواہ ہے جو خوش اس سیں  
 را خلی ہو اپس وہ ماون ہے اور جس سے قرآن سے محبت کی تو چاہئے کہ بثات حاصل ہے۔  
 ۱۰) عن عبد الله ابن عمرو و بن العاص رضيوا له عن النبي ﷺ  
 اعلیٰ و سلم قال يقال لصاحب القرآن اقر او ارتق و سرت کما كنت قوتل  
 في الدنيا فاغ من ذلك عند آخر ايام تقول هـا۔

روشکوہ جو الہ ترمذی، ابو داود کیف یتسبح التوقیل فی القراءۃ۔ البصیرۃ <sup>۲۸</sup>  
 رزیج <sup>۲۹</sup> حضرت عبد اللہ بن عمرو و بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چاہی قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن رُضا جا  
 اور رُجت کے درجات میں چڑھتا جا، اور توقیل کے ساتھ پڑھ جیسا کہ تو توقیل کے ساتھ  
 رہنیا میں پڑھاتا جا۔ اس لئے کہ تہرا مقام دیں ہے جہاں آخری آیت پڑھ کر فارغ ہو گے۔

قال صاحب المرقاة ریقال لہما صاحب المرقاة ریقال لہما  
 القرآن <sup>۳۰</sup> ای من یلازم بالتلاؤق و شخص ہے جو اسکی تلاوت برپر کتابو اوس  
 والعمل لامزہل <sup>۳۱</sup> وهو تیاعنة۔ پر عالی پر، شدہ شخص جو قرآن کو اس پر پڑھتا  
 ہو کر خود قرآن اس پر لفت کرتا ہو۔ (مرقات ص ۷۴۹)

لے دستخوان۔ یہ قرآن کے گرد کو مبارج سے ادا کر کے پڑھنا۔ ۱۰

رال قال صلی اللہ علیہ وسلم اهل القرآن اهل اللہ و خاصستہ۔  
 ریاض الصفری

(تریجیح) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اہل قرآن اہل اللہ ہیں۔  
 اور ارشاد کے خواص ہیں۔

## اکٹ عَامِ بداعتِ عقادي اور اس کا ازال

دیکھیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ ارشاد فرمایا کہ اہل قرآن اللہ والے  
 اور ان کے خواص ہیں مگر آپ اپنے اتفاقاً کا جائزہ بھی کیا۔ آپ کا ہمیں یہی اتفاقاً  
 ہے ۹) عام طور پر تو دلائلیت اور بزرگی کا ایک خاص نقص اذیان میں راست بوگیا ہے  
 اور ایک خاص قسم کے لوگوں کے ساتھ اسکو مخصوص سمجھا جاتا ہے۔ علماء اہل قرآن  
 سے تو دلائلیت و بزرگی کا دوسر کا بھی واسطہ نہیں سمجھا جاتا۔ علماء نووی <sup>۳۲</sup> نے اتبیان  
 میں یہ روایت فلک لی کے کہ

عن الاما مین الجنیلین ای حنفیة والشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال  
 ان لم يكُن العالماً اولى اقام فليس الله ولی۔ (التبیان)

(تریجیح) حضرت امام ابو حیفہ اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اگر  
 علماء (علمین) ہی ادیبا اللہ نہیں ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کا کوئی دل ہے یہی نہیں۔

## قرآن کی شفاعت

(۱۱) عن ابی هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم  
 قال شعبی صاحب القرآن يوم القيمة فيقول القرآن يارب حمدك بليلك  
 تاج الكرامة۔ ثم يقول يارب زده فیلبس حلة الكرامة۔ ثم يقول يارب  
 ارجع عنك فیرضی عنہ فیقال له اقرأ وارقاً ویزاد بکل آیة حسنة  
 هذـا احادیث صـحیحـم۔ (ترمذی ص ۱۱۵) (۲۲)

(ریجسٹر) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طبقہ قرآن کا پڑھنے والا قائم کے روز آئی گا تو قرآن یوں کی گا کہ پروردگار اس کو جو گزارہ اپنایا جائے۔ پس اس کو حفظ کاتا ہے پہنچا ریا جائے گا، پھر کہ گا اسے پروردگار اور زیارتیا دے پہنچا دیجے۔ پس اس کو حفظ کاتا ہے پہنچا ریا جائے گا، پھر کہ گا اسے پروردگار اس سے خوش ہو جائے پس اس سے اللہ تعالیٰ نوش ہو جائیں گے پھر ہر حق جائے گی۔

(ف) : اس حدیث شریف سے قرآن کی کتنی زبردست شفاعت اپنے قرات کرنے والے کی مکملوم ہوتی ہے۔ (اللَّهُ تَعَالَى لِرِزْقِ النَّاسِ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ) (۱۳)، و قال رسول اللہ ﷺ علیه وسلم اللہ اشد اذنًا الى المدخل الحسن الصبور بالقرآن يجهز به من ساحب القيمة التي فيته (ابن ماجہ) رتیک (۲۰)، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس خوش اخراج خص کی طرف جو بلند آواز سے قرآن شریف کی تلاوت کر دیا تو اس سے زیادہ نوبہ فرمائے ہیں اور کان لگاتے ہیں جتنا کوئی تخفیض اپنی گائے والی باندی کی طرف کان لگاتے۔

(ف) : ہر ٹکم کو اپنے کلام کی طرف دوسروں کی رغبت تو وجود دیکھ کر مست ہوئی ہے۔ چنانچہ حضرت حاجی صاحب تے ایک شخص کو دیکھا جہاد کہ لوگوں کو سوارہ ہے میں اور سمجھا ہے میں تو اس سے بہت خوش ہوئے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کو اپنے کلام کی تلاوت اور اس کی رغبت کو دیکھ کر خوش ہوئی ہے بلکہ اس سے کہیں زیادہ۔

### جملہ امراض قلبی وجسمانی کی شفار

(۲۱) قال صلی اللہ علیہ وسلم حنفی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن القرآن هوالد واع۔ دو اپنے۔

(الْجَامِعُ الرَّشِيفُ)

فیض القدر چو اکامن الصیف کی نہایت ثمرہ اور محترم شرح ہے اس سے اس پر  
کی قدر ضرورت کشہ رکھتا ہوں۔

(القرآن هوالد واع) ای من الامراض الروحانية کالاعتقادات الفاسدة في الالهييات والتبوية والمعاد وحالات المذمومة وفيه اوضع بیان لافاء وحث على احتیاطها۔

ومن الامراض الجمائية بالترتیب بقراءتہ، علیہ اللہ مم الاخلاط وفراخ القلب من الاختیارات واقبال علی اللہ بکلیت، وعدم تناول العرام و عدم الاذان واستیلاء الغفلة على القلب ففراغة من هذه الحال مبرئ للامراض وان اعیت الا طباء ولهمذا قال بعض الائمه من مختلف الشافعیہ فہوام الضعف تاثیر الفاعل ولعدم قبول المحول المنفعل۔ اولمانع قوى یعنی خلفه ان یمفعی فی الدوام کمان تكون فی الادوية الحتیة وشفاء لتفاقی الصدد وریتئی من القرآن آن ما ہو شفافی قال الائمه من جنیتہ لا تبیضیہ فالقرآن هو الشفاء الشام من جميع الادوام القلبیۃ و البذریۃ لکن لا یحسن التداوی به الا الموقوفون و یلهم حکمت بالغة فی اخفاوسی التداوی یہ عن نقوس آنکے العاملین کمالاً حکمت باللغة فی اخناکوں الاراضن عنہم۔ (فیض القدر ۳۶)

(رتیک) (قرآن دلپے) امراض رو حاضری کے لئے مثلاً الہیات وغیرت اور معاد کے باسے میں فاسد اعتقادات اور یہی اخلاق مذموم اور اس قرآن میں امراض رو حاضری کے تمام اقسام کا واضح بیان ہے۔ اور اس سے بچنے کی ترغیب اور تحفیض ہے۔ اسی طرح سے قرآن امراض جنمیتی رکی بھی داہیے۔ باس طور کارس کو پڑھ کر کے ان امراض پر دم کر دیا جائے اور اس سے برکت حاصل کی جاوے لیکن شرعاً ہے کہ اغراض سے ہو اور اغیار سے دل غالی کر کے ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف پوئے پور پر توجہ

عنه اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات۔ عہ عالم آخرت۔

کے ساتھ ہو۔ حرام کا تادل اور معاصی میں باستار اور قلب پر خلفت کا غلبہ ہو۔ جس شخص کا یہ حال ہو گا اس کی تراہت جملہ امراض سے شفاقت نہ دالی ہے اگرچہ ان امراض کے طلاق سے الہام، عافیز ہو گئے ہوں۔ اسی لئے بعض المانوں نے فرمایا ہے کہ جب کبھی شفاذ ہوتا ہے کبود یا توہنگی کرنے کی تاثیر میں ضعف ہے یا خود تاثیر قبول کرنے والے میں بولیت کی صلاحیت منقوص ہے یا پھر لوگوں کی طرف مانع ہے جبکہ وجہے وہ اشہر میں کرہی ہے جیسا کہ یعنی ادوبی میں ہو کر تابے یہ قرآن میں میں (کے امراض) کے لئے شفاذ ہے اور جس اس میں ایسی ایسی آیات نازل کر رہے ہیں جو شفاذ ہیں؟ کفر طارکتے ہیں کہ اس آیت میں میں کا فقط تجھیہ نہیں ہے (یعنی) بعضی کے معنی ہیں دیتا بلکہ میں کے معنی ہیں ہے (پس مطلب یہ ہو گا) قرآن تمام امراض ظلمیہ و جسمانیہ کی کیمی کا مل شفاذ ہے، مگر قرآن سے طلاق کرنا میں عذوب ہو گا۔ اور ان حضرات کے زمرة میں عذوب ہو گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح حضرات انبیاء و ولیوں کی علمیہ الفکولتوں والے اسلام نے احکام الہیہ اور آیات قرآنیہ کو مونین نکل سوچایا ہے اس طبقہ مانع بالقرآن بھی کرتا ہے کہ اس میں مبارک مصلح کی تلاوت کر کے دوسروں کو بھی مستقید کرتا ہے۔

مانع بالقرآن کے متعلق علام طبیب وغیرہ سے صاحب مرقات نے ہستہ عمده کلام تقلیل فرمایا ہے، اسکو بعینہ درج کرتا ہوں۔

وقال الطیبی وهو الكامل الحفظ الذي لا يتوقف في القراءة ولا يشق عليه قال المعبری في وصفت ائمۃ القراءة كل من اتقن حفظ القرآن وادمن درسه واحكم بقيود الناظم وعلم مباديه ومقابلته ونبهط ورأيته قراءته، ففهم وجوه اعرابيه ولغتها ووقفت على حققت استتفاقها وتمورفها وسرع في ناخنها ومنسوخها والخدحطاوا فاما

## ماہ قرآن کی تعریف

(۱۵) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَمْ تَقِيقِ الْأَيْمَنْ سُكُونَهُ وَالْأَعْنَادَ۔

الماہ بالقرآن مع المفعى الکرام البررة والذی هنّا القرآن ویعتمد فیہ  
وهو علیہ شاقد لِکَ اجران۔ (شکلہ فضاں القرآن بکوں اللہ تعالیٰ وسلیم)  
(رسیخ) (۱۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص قرآن میں ما بہرے وہ رسول و ملائکہ کے ساتھ ہو گا اور جو شخص قرآن  
اک اک کر پڑھاتا ہے اور اس کو پڑھنے میں دشواری ہوئی ہے تو اسکے دوہری جریبے۔  
ویکھے اس حدیث سے قراتب قرآن کی کیمی فضیلت ثابت ہوئی کہ جو اکل  
اک کر پڑھاتا ہے اور اس کو اس طرح پڑھنا شو اور مکالمہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس  
سے اس تدریج خوش ہوتے ہیں کہ اکی اجر کو بجاۓ دو اور جعل فرماتے ہیں اور  
جو تجوید کے ساتھ پڑھتا ہے اور اس کے علم کا عالم ہے اس کا تو پوچھا ہی کیا ہے  
وہ تو انبیاء، مرسلین و ملائکہ مقربین کی سلسلہ میں منسلک ہو گا۔ اور ان حضرات  
کے زمرة میں عذوب ہو گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح حضرات انبیاء و ملائکہ علیہم  
الفضلۃ والکلام نے احکام الہیہ اور آیات قرآنیہ کو مونین نکل سوچایا ہے اس طبقہ  
مانع بالقرآن بھی کرتا ہے کہ اس میں مبارک مصلح کی تلاوت کر کے  
دوسروں کو بھی مستقید کرتا ہے۔

مانع بالقرآن کے متعلق علام طبیب وغیرہ سے صاحب مرقات نے ہستہ عمده کلام  
تقلیل فرمایا ہے، اسکو بعینہ درج کرتا ہوں۔

وقال الطیبی وهو الكامل الحفظ الذي لا يتوقف في القراءة ولا  
يشق عليه قال المعبری في وصفت ائمۃ القراءة كل من اتقن حفظ  
القرآن وادمن درسه واحكم بقيود الناظم وعلم مباديه ومقابلته  
ونبهط ورأيته قراءته، ففهم وجوه اعرابيه ولغتها ووقفت على حققت  
استتفاقها وتمورفها وسرع في ناخنها ومنسوخها والخدحطاوا فاما

من تفیر و تاویله و صان نقله عن الرأی و نقائی عن مقاشر العربیة  
و وسعت السنة و جمله الواقار و غمراً الحياة و كان عدلاً متيقظاً ورعاً  
مع ضماع الدين ام قبلها الى الآخرة فربت من الله فهو الام الذي  
يرجم الىه و يعول عليه و يقتدي باقواله و يهتدى بافعاله -

(مرقات ۵۵۶)

الذی یقرأ القرآن مثل الاترجة ریحہ طبیب وطعمہ طبیب . ومثل  
المؤمن الذی لا یقرأ القرآن مثل القراءة لا یعلم لها وطعمها حلوٌ  
ومثل المافق الذی لا یقرأ القرآن كمثل الحنظلة لیس لها ریحہ  
وطعمها امّرٌ . ومثل المافق الذی یقرأ القرآن مثل الرحمة ریحہ  
طبیب وطعمها امّرٌ (متقد علی)

وفرض رایہ المؤمن الذی یقرأ القرآن ویعمل به كالاترجمة و  
المؤمن الذی لا یقرأ القرآن ویعمل به كالقراءة (ملکة)

(زیر بیک) حضرت ابو عینی الشریف فرمادے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ارشاد فرمایا: اس مومن کی مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے مانند نارگی کے ہے جسکی  
خوشبوی اچھی اور مزید بھی ہے۔ اور اس مومن کی مثال جو قرآن پاک کی تلاوت نہیں  
کرتا ہے (چون بارے) جسی ہے کہ تو شہزادی میں مگر مزید شیر ہے۔ اور مثال  
اس مناقف کی جو قرآن نہیں۔ فرماتا مائدہ خلیفی اندر آن کے ہے کہ اس میں خوشبوی  
نہیں ہوتی اور اس کا مرد بھی لئے چھوڑ جو ہوتا ہے۔ اور مثال اس مناقف کی جو قرآن پر عتاب ہے  
مانند بیجا زبانی کی کے کہ اس کی خوشبوی اچھی ہوئی ہے مگر مزید نہیں ہے کہ تلاوت  
ہوتا ہے۔ (متقد علی)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ مومن جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور اس  
پر عمل بھی کرتا ہے اسکی مثال نارگی جسی ہے۔ اور جو مومن قرأت نہیں کرتا مگر اس  
کے اور پر عمل کرتا ہے تو اس کی مثال تہوڑی کی ہے۔

## قاریٰ قرآن کی نارگی سے وجہ شبیہ | صاحب مرقاۃ نے تحریر

ترجع و ترجیح مشہور چل ہے (یعنی نارگی) اور چل ہوں میں عرب کے نزدیک  
یہ سب سے عمدہ چل ہے اس لئے کہ اس کا ظاہری رنگ بھی نہیں خوشنما

## باعتبار تلاوت انسانوں کے چار درجات اور ایک شبیہ

(۱۴) عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل المؤمن

لے پاندی کر جو والا۔ لے یعنی عربی زبان کے نوئی صرفی قواعد سے بخوبی واقف ہو۔

یعنی تیز زرد (قُسْمُ التَّأْفِلِيْنَ) دیکھنے والوں کو سوزن بخت تھا ہے (اور یہ جو فرمایا کہ خوشبو ہمیت عمدہ اور مزہ بھی نہایت لطیف) تو ابن ملک کہتے ہیں کہ انگی کی خوبی اور عمدگی یہ ہے کہ من کو خوشبودار گردیتی ہے، معدہ میں صفائی پیدا کرنے ہے اور قوت باضمر بڑھانے ہے ان فوائد کے علاوہ بھی بہت سے فوائد میں جو کرت پ طب میں مذکور ہیں۔

حدیث شریعت کی شرح فرمائی کے بعد صاحب مرقاۃ صحیر فرماتے ہیں کہ کچھا جاتا ہے کہ جس مکان میں نارangi ہوتی ہے وہاں جن کا گذر میں ہوتا تو اس سے قارئ قرآن کو نارangi سے تشبیہ دینے کی محکمت اور زیادہ واقعیت ہو جاتی ہے۔ یعنی جس طرح گھر میں نارangi کے رہنے سے جن اس گھر میں نہیں ظہر کئے اسی طرح جو قرار ب قرآن کرتا ہے اس کے قریب بھی جن وغیرہ نہیں جا سکتے اور جس گھر میں قرابت قرآن ہوتی ہے اس میں بھی جنوں کا داخلہ نہیں ہو سکتا۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرمایا کہ جس گھر میں قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے وہ گھر اس کے اہل پر وسیع ہو جاتا ہے اور خوب برکت زیادہ ہو جاتی ہے۔ ملکجہ اس گھر میں داخل ہو جاتے ہیں اور شایا ملین بھل جاتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قرابت کرنے اور تکریس کے اعتبار سچلوں سے ہوٹشیبی دی ہے وہ نہایت ایصالیت ہے ایسی کہ اس سے ہبہ تشریف نہیں ہو سکتی اور بھی کے علاوہ کوئی ایسی تشبیہ و تقلیل پر قادر بھی نہیں ہو سکتا۔

اب سنتے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث شریعت میں تلاوت کے اعتبار سے اس اونکے چار درجے قائم فرمائے ہیں۔

پہلے درجہ تو اس میں باغل کا ہے جو تلاوت کلام اللہ کرتا ہے اور اسکی قرابت ظاهر سے بھی ہوتی ہے اور باطن سے بھی یعنی شخص لسان سے تو قرابت کرتا ہی اسے دل سے اس کے مضامین و احکام کی تصدیق کرتا ہے اور اس کے کلام اللہ ہوتے کا اعتقاد کرتا ہے۔ یہی اس کی باطنی تلاوت ہے اور ایسا اس لئے ہوتا ہے

کہ مون کے لئے جس طرح ایک زبان منہیں ہوتی ہے اسی طرح ایک زبان اس کے قلب میں بھی ہوتی ہے اور اس کی ظاہری لسان اسی تبلی سان کی ترجیح ہے اسی ترجیح کے ساتھ بخلاف منافق کے کہ اس کا قلب زبان پر ہوتا ہے (یعنی اس کے بس زبان ہی زبان ہوتی ہے، دل گویا ہوتا ہی منہیں کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مون قاری کی تشبیہ نارangi سے دی ہے جس کا ظاہری خوش رنگ اور خوشبودار ہوتا ہے اور باطن بھی نہایت خوش ذات۔ گویا اپنے منہے اور رنگ کے اعتبار سے خود کامل ہے اور اپنی خوشبوتوں کا فیض پوچنکر دوسروں کو بھی پہنچانا ہے اس لئے منکل ہے۔

دوسرے درجہ اس مون عامل کا ہے جو تلاوت کلام اللہ نہیں کرتا تو اس کو حدیث شریعت میں تصریح رچو بارے ہے تشبیہ دی گئی ہے یعنی مزہ تو اسکا شریں ہے مگر خوشبو اس میں کچھ نہیں عرو سے مثال دینے میں اس کی مدد بھی ہے مگر ساتھ ساتھ اس کے احکام پر عمل کرنے کے آراستہ کر رکھا ہے جس کا یوچسے اس کو اپنے باطن کو قرآن کے احکام پر عمل کرنے کے آراستہ کر رکھا ہے جس کا یوچسے اس کو عمل کی حلاوت اور لذت تو تفعیب ہے مگر تلاوت نہ کر سکی وجہ سے قرآن شریف کی خوشبو وہ محروم ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مون کی تشبیہ عرو سے دی کہ باطن کے اعتبار سے لذتیب ہے مگر خوشبو سے جو کہ تلاوت ہی سے ملا کری ہے خالی ہے۔

قاری قرآن میں خوشبو کا ہوتا اور غیر قاری کا اس سے محروم رہتا ہیں وہ یہ ہے کہ خوشبو تلاوت ہی کا اثر برکت ہے اور اسی کا مثرو تfect ہے اور ظاہر ہے کہ جو مژہ مخصوص کسی شے کا ہوتا ہے وہ بدلون اس شی کے کے حاصل ہو سکتا ہے؛ جو گرگت جس عمل کی ہوگی ظاہر ہے کہ جب وہ عمل کیا جائیگا تو وہ برکت کی نفعی ہو جی؟ جیسے مناز، روزہ، حج و ذکرۃ کے جو برکات ہیں وہ ان اعمال کے کرنے

بی سے حاصل ہوں گے۔ اسی طرح تلاوت کے سبی برکات ہیں جو تلاوت کرنے والے ہی کو نصیب ہوتے ہیں اور وہ لوگ محسوس کرتے ہیں اس باب میں انہیں حضرات کا قول نہیں سب کاہیں۔ من لَهُ يَدُقُ الْجَيْدَرِ (جس کے کی چیز کو چکھا میں اسے اس کی لنت کی کیا خڑ؟)

غرض یوں موسمن احکام قرآن پر تو عامل ہے مگر اس کی تلاوت کا تاریک ہے تو دہ اس اعتبار سے بلاشبہ پہلے درجہ والے کم ہے اور اس نفس وکی کی بنار پر یہ کہ کہتے ہیں کہیں دوچھوڑ والا شخص کامل قسم ہے جیسا کہ مکن بھی ہے۔ اور دوسرے درجہ والا کامل تو یہ سچر مکن نہیں۔ اور اس کی مثل ایسی ہے کہ جیسے کوئی مشک کا ذہب یوہ مگر اس پر ڈاٹ خوب مضبوط الگی ہو، مہربند ہو تو وہ خوشبوٹی پیزرسے تو اپنے ہے مگر مکن کے بند بخشنکی وجہ سے دوسروں کو اسکی خوشبوٹی نہیں پہنچتی۔ بخلاف اس موسمن عامل کے جو کواری قرآن بھی ہے کہ اس کی مثل اس ڈاٹ جیسی ہے جو مشک سے بھرا ہوا اور منہ بھی اس کا کھلا ہوا ہو۔ جس کی وجہ سے اس کی خوشبوٹی پیزرسے تو اور دوسروں تک پہنچتی ہو۔ چنانچہ حدیث شریف میں ایسے دو شخصوں کی بھی مثل آتی ہے۔ ہم یہاں وہ حدیث اور اس کی شرح مرقاۃ سے نقل کرتے ہیں۔

قال رسول اللہ، حطِ اللہ علیہ وسلم تعلمو القرآن فاقرأوه فان مثل القرآن لمن تعلم فرق اولاً قام به، كمثل جواب محسوم مكافيقو رسیمه کل مکان۔ و مثل من تعلم فرق قد وهو في جوفه، كمثل جواب اولیٰ علیه مسیه۔ (ملکۃ۔ عن ابن ہریرۃ۔ فہنیں القرآن)

(ترجمہ) رسول اللہ علیہ وسلم لے فرمایا کہ قرآن سیکھو اور اس کی تلاوت کرو۔ اسلئے کہ قرآن کی مثل اس شخص کے اعتبار سے جو اسکو سمجھے اور نماز میں اسکو کوئی ہے اور مل کر اسی ہے جیسے کوئی مشکیزہ مشک ہے پھر جو جس سے اس کی خوشبوٹی نہیں مکن کر سکتا۔ جیسا کہ مطر کر سیکھی ہو اور اس شخص کی مثل جس نے قرآن سیکھا تو یہ مگر اپنے سینے میں بکر اس کو سورہ باریتی اسکی تلاوت دن درات کے اوقات میں نہ کی) ایسی ہے جیسے مشک سے

بھرا تھا ہو اور اس پرستے باندہ دیگاں ہوں (فارہ پرے کاس کی خوشبوٹر کے سچی لکھتے ہے۔) اس قول کی وضاحت فرمائے ہوئے علامہ مفتی فرماتے ہیں کہ من قرآن یہ صلی برکتہ منہ الی بیتہ ولی الساعین ویصل استراحتہ ونواب الی حیث یصل صوت، فویجراب معلوم المسک اذا فهم راسہ تصل راحته الی كل مکان حولہ۔ ومن تعلم القرآن ولم يلقِ الْأَهْلَ بِرَبِّهِ منه لالی نفسہ ولا لالی غیرہ فیكون بکراوب مشدود راسه، وفیهم مشک فلا یصل راحته منه الی احد۔ (مرقاۃ ص ۵۹۹)

(ترجمہ) مطلب یہ ہے کہ جو شخص قرآن کی تلاوت کرتا ہے اس کی بکر تاریخ میخاون ہو کراس کے گھر اور سامعین کو پہنچتی ہے اور جیسا کہ اس کی آذان جاتی ہے اسے استراحت اور رُثاب حاصل ہوتا ہے۔ پس وہ اس مشکیزہ کے مثل ہے جو کہ مشک سے بھرا ہوا ہو گی اس کام کووا جاتے تو اس کی خوشبوٹر تمام پہنچتی ہے اور جس نے کر قرآن سیکھا اور تلاوت کی اس کی بکر نہ تو اس کے نفس کو پہنچتی ہے اور جسی اس کے پیرو کو وہ مش بند مشکیزے کے ہے جس میں مشک ہو کر اس کی خوشبوٹے کوئی منتفع نہیں ہو پاتا۔

و سچھے کس قدر وضاحت کے ساتھ ان دلوں کا فرق رسول اللہ علیہ و سلم نے اس حدیث میں ذہن نشین فرما دیا کہ قرآن کو مشک سے تشبیہ دی اور مومن کو اس ڈاٹ اور مشکیزہ سے جو مشک سے پھر ہو اور اس کی تلاوت کو مشک کا طالے مشکیزہ کے منہ کھلنے سے تشبیہ دی۔ اور یہ سچھے فرمایا کہ تلاوت جو گرے گا تو اسکی پرکشیں خدا سکو بھی ملیں گی اور دوسرے سکو بھی اس سے فیضیاں ہوں گے، اور اگر زیگا تو خود بھی خوشبوٹے عموم رہے گا اور دوسروں کو بھی عموم رکھے گا۔ اور اس میں مشک نہیں کہ اس کاری جس تلاوت کرتا ہے تو خود بھی خلقطاً ہوتا ہے اور دوسروں نے دلوں کو بھی بے خود بنا دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ نعمہ سرمدی سنائے گیں ہے مست و بخود بنا دیا اس نے

بلاشہ کلام اللئے سرمی ہی ہے اور اپنی ظاہری و باطنی خوبیوں کی وجہ سے  
اس کا مقدمات ہے کہ  
بہار عالم حنش دل و جان تازہ می دارد ہے برنگ الصواب صوت را بیوارا بخی را  
(اس کے مامن کی بہار ظاہر خوش کے جان دل کو اپنے خشمگانگے شنگت زبانہ کر کی ہے  
اور اپنی حققت کے قلب درود خوبی دل اور نیشنو سے مطرک کر کی ہے)  
اوچیا کسی شاعر نے اپنے مہروں کے متعلق کہا ہے کہ  
کائم تھیر الائرج طاہت معما ۔ ہتملا و نور اذکار طاہت العودہ والورق  
رسی مسلم ہوتا ہے کہم ناریگی کے درخت ہو جو سرتا پا اچھا ہے کچھ بھی اس کا  
خوبصورت کیا ہی اس کی بارونی، حتیٰ کہ کڑی اور پسے بھی اس کے نہایت ہی حسین  
ہوتے ہیں)

اسی طرح کلام یا کس الفاظاً، اس کے معانی و لفظوں سمجھی دل کے لئے جاذب اور  
بھاندوانی میں، اس کے نقش کو دیکھنے ہی سے دل میں ازو و سریدہ بھولتا ہے  
زفر بالقدیر بر کوکاری گرم ۔ کشرا و من دل ریکاش کحال جات  
(سر سے پریک جاں کہیں بھی آم کو دیکھتا ہوں کرشم حسن دامن دل کو دیکھتا ہے کہ جگہی  
دیکھنے کے لئے)

بہر حال مذکورہ بالایاں سے میکھوم ہو اگر تلاوت کاشریت میں الکڑ اترہے  
ہے اور یہ مون کی ترقی کا بہت بڑا ذریسم ہے۔ خوب بکھر لیجئے۔

**حضرت ابو یوسی الشعرا کے چشتی کی شرح** اب میں حضرت ابو یوسی  
شرح ایک مصری عالم مولانا عبد العزیز خولی کی کتاب "الادب النبوی" نے فلک کرتا ہوں  
تاکہ مزید علم و بصیرت کا موجب ہو۔  
وهو هذل،

وقد مثل رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم فی هذل الحدیث لاربعہ

فان بلوته تثبت ذلك عن قلب اسود وفوا مظلوم وخلق مرو عمل ضرورة  
هذا مثله الرسول عليه وسلم بالعمامة وان شتمت في ائحة  
ذكية وان ذلك فهرارة لذعة كذلك هذا ايقرا القرآن فستريح له  
النفوس كما تريح الروائح العطرة ولكن قلبه ونفسه منقوصان على السوء  
تدوقة مرارة وخفق قذارت، إن عاترة او عاملة ومثل هذه الاشرار  
القرآن في نفس لأن فهو رءوة وتفاق ختم على قلب فلا توثر فيه لفيفه ولا  
تجده معه موعقة.

وابعهم منافق او فاجر لا همة له بالقرآن لا علم ولا عملا ولا  
تلاؤه وحفظاً وهذا اشتهره الرسول عليه وسلم بالحظلة لاربع  
له اطعمها امر بشيء كذلك هذا يحمل فناً حلق من الفجور وينبت  
في الفراق ان تذوقها الناس آذن السم ودنت فوسهم ولا يشم  
منه خيراً ذهراً حرم من طيب الطيوب وغض العطور كتاب اللذجا العيون  
وشوح الصدور وعييات القوس وطب القلوب وشفت الآذان وسواج  
الالباب تلك هـ الاصناف الاربعة التي هـ لها الرسول عليه وسلم بالبيان والقول في امورها فلما وضعت هـ فشك ظن ان تكون  
المؤمن المخلص والقاري المتدبر والعامل الوراث.

(الادب البشوي ص ۱۹)

ترجمہ یعنی، جناب رسول اشرف صاحب عليه وسلم نے اس حدیث میں ان چار قسم کے لوگوں  
کی مثالیں بیان فرمائی ہیں جن کا تلقین قرآن شریف ہے اور جو اس کتاب کو ملتے ہیں اور  
اس کی دہم سے اس کی جانب منصب کے جائے ہیں اور اس پر ایمان اٹائے ہیں اگرچہ  
ظاہری طور پر بھی۔ ان میں سے پہلے دو شخص یا جماعت ہے جس کا قلوب ایمان سے برپا ہو۔  
یہاں تک کہ اس کا فیضان جو راجح پر بھی ہو گیا ہو ایسی اندیشے باہر آگئی ہو۔ اپنے وہ  
الشرعاً پر قیمت رکھتا ہے اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے اس کی کتاب کی تصدیق

رتا ہے اور اس کے دین پر عامل ہے اس نے اپنے نئے قرآن شریف سے ہی کی ایک حمد  
مقدر کر لیا ہے جس کو اپنے ہر قدمی رات کی ساعات میں تلاوت کرتا ہے، یا خواجہ کی  
پڑھاتا ہے انگریز بادر میں بیٹھے بیٹھے پڑھاتا ہے نیز اس کوون کے اوقات میں بھی کھڑک  
بیٹھے اور کوئی وجہ کی حالت میں لٹکدی جب جب اس کو موقع ملتا ہے اس کی تلاوت  
کو غیرت شمار کرتا ہے کا اس کا قلب اللہ کے دکر کے غافل نہ ہونے یا کی خاطرین  
اس کو اچک لیں اور سیدھی رامہ کہہ کر دیں پھر کہ اس کی قدرت عرض زبان کے  
کنارہ اور ہوٹوں اور چڑوں اور صرف طبق ہی سے نہیں ہوتی بلکہ اس کا قلب پڑھتا ہے  
اور اسکی قلب اس کا بھکر رکھتی ہے اسکے وہ خشیت اور بیانات کی مشکل اور عمل اور استفات  
کی منج رنجیدہ دینے والی ہوتی ہے یہی وہ قدرت ہے جس کی مثال رونالد دبلیو ایکٹر  
و ملنے تاریکی سے دی ہے جو کہ مدد میں النبی اور خوبیوں میانیت نہیں ہوتی ہے۔ الگ اس  
اس شخص کو رجوانی تلاوت کرتا ہے آئیناً اور اس کے ساتھ معاشرت رکھو اور کوئی محال  
کرو تو سکو اکیپ ہو دن شاخہ نیک و متنی اور حق کو حق اور بالکل کو باطل سمجھنے والا پاگے اور سیکھو  
گے تو نہیں عملاً اور ستر میں خوبیوں والا پاگے (ایسی خوبیوں) جو کہ قلب کو زندہ کر دے اور  
نفوس کو حیات نہیں اور عقولوں کو ذکی بنادے۔ اور کیوں نہ ہو یہ سبی جو قرآن کریم کی خوبیوں  
اور اس کا دہم مشکل ہو اس شخص کی ایسی زبان سے تکالیبے جو تاریخ مطہر ہے اور اس کے  
ایسے قلب سے جو زندہ اور مطہر ہے۔

و دسراً ان میں سے وہ شخص یا ذریت ہے جو قرآن شریف پر ایمان بھی رکھتا ہے اور  
اس کے احکام پر عامل ہی ہے اور اس کی زبانی سے بیان یافت ہے اس کی بھی ہے اور اس کے  
اخلاق سے تعلق ہی ہے لیکن دل قرآن کی تلاوت اسے لغیب ہے اور اس کا احتساب  
اسکو غیریب ہے (یعنی دل قرآن ہی اس کو حفظ ہے اور دہم اس کی تلاوت ہی کرتا ہے)  
اگرچہ اس کی ایت کی تطبیق اور اس پر اعلیٰ کرنا اس کو غیریب ہے (یعنی اس کو اس امر کی  
تو فرق حاصل ہے کہ وہ اپنے صحیح احوال کو قرآن کریم سے مطابق کئے ہوئے ہے یعنی اپنے

عفانہ، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاقی سب چیزوں کو قرآن شریف کی تبلیغ کے مطابق اور موافق رکھتا ہے اس طرح پر گویا اس کا پروگرام عامل ہے پس شخص توہزے میں مثل نعمۃ (جیوارے) کے ہے کہ شریف اور نعمۃ ہے نہیات پاکیزہ اور عالمہ اخلاقی والا صادق النیۃ اور باطن کا نہیات اچھا ہے مگر خوشبو اس کے اندر مطلقاً نہیں ہے یا اسے کہ قرآن کی خوبصورتی خداوت کے ساتھ وہ مظہر نہیں ہوا۔ اگرچہ اس نے اپنے قلب و قرآن کے ارتباً میں سے دھویاً پر اور اس کو اپنے عمل جیلی میں معمول (اوہ نمونہ) بھی بنا لیا ہے قیصر ان میں سے وہ فاجر یا منافق ہے جس میں ایمان کا صرف نام ہی نام ہے دینی امور سے سوائے رسم کے اس کا پاس پکجھے نہیں ہے۔ قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے اسکو خوب پختہ یاد کئے ہوئے ہے اور اس کے جملہ جملہ کی مشکل کے ہوئے ہے اور اس کی قرارتوں سے واقع ہے اس کے الفاظ کی تو پیغامی خوب بجا کر لئے کہا وار اس کے لیے جو کوئی جانتا ہے مگر تلاوت اسکے لئے حلق کی نیچے نہیں اتری۔ اگر قم اس کا متعاقن لوتوشم کو سیاہ دل تاک قلب برسے اخلاق، مہمی اعمال ظاہر ہوں گے اس کی مثال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریحان سے دی ہے جو نہیات عمدہ خوشبو اور چکو تو ایسی کڑا ہٹ جس سے زبان بھی ایٹھنگا جائے۔ اسی طرح شخص ہے کہ قرآن پڑھاتے جس کو جو سے لوگوں کو علوف تو حاصل ہوتا ہے جس طرح سے کہ عمدہ خوشبو سے راحت ملتی ہے لیکن اس کا قلب اور نفس دو دنوں پر ایکوں میں لٹھے ہوئے ہیں جس کی کڑا ہٹ تم اس سے محاملہ کرنے یا معاشرت رکھنے پر چکے ہو اور اس کی گندگی ہموں کر سکتے ہو اور اس جیسے شخص کے نفس میں قرآن کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس نے کہ اس کا فتن و نفاق اسکے قلب پر ہمہ گردیتا ہے پس نہ کوئی نصیرت کا رگ بھوتی ہے اور نہ اس کے ہوتے ہوئے کوئی وعظی بھی نافع ہوتا ہے۔

اور پچھتارہ شخص منافق یا فاجر ہے جس کا اخلاق قرآن شریف سے مطلقاً نہ ہو۔ نہ علی دعیاً نہ ملاؤ نہ حفظاً۔ اس شخص کی آشیانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنفی سے دی



ہے کہ دتواس میں خوشبو ہے اور مزدوجی اس کا نہیات بھکٹا ہوتا ہے۔ یہی حال اس شخص کا ہے کہ ایک انسان رکھتا ہے جو حق دبپر کا عورت ہے اور اخلاق میں بڑھا اور پڑھتا ہے۔ اگر لوگ اس کو چھیس تو ابھی زبان پس تکیت ہے اس کے نہیں خراب ہو جاتیں اس سے کسی قسم کی سمجھاتی نہیں دیکھی اور تو سچی جا سکتی ہے اس لئے کہ بخوشبوؤں سے بڑھ کر جو خوشبو ہے اور سارے عطاوں کا جو عطا ہے۔ شخص اسی سے محروم ہے لیکن الشیخالی کی کتاب جوانکوں کی روشنی اور سیوں کا انتشار انوس کی حیات، قلوب کی تازیگی، کافون کا زیور اور موقوں کا چسرہ ہے۔ یہی کل چار قسمیں ہیں جن کے بیان اور مشیل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعریض فرمایا ہے۔ پس اسے عیاٹب کا شتم درج کر ہم نے اپنے کو ان چاروں صنفوں میں سے کس میں داخل کیا ہے۔ میرا تو یہ خیال ہے کہ تم مون من خلص تاری متذہب اور عامل پر ہمہ گار ہو گے۔

## آثار صحابہ قرآن و حامیین قرآن متعلق



(۱) — قال ابو امامۃ الباهلی اقرأوا القرآن ولا تقرئتم هذہ المصکحت المعلقة فان الله لا يعذب قلبیاً بحسب عالم القرآن آن (راجی العلوم)  
 (ترجمہ) (۱) — حضرت ابو امامہ بابی رحمۃ اللہ علیہ فرمادیا کہ قرآن پاک کی قراءت کیا کہ  
 یہ صفات جو عقل میں تم کو ہرگز دھوکہ نہ دیں اس لئے کہ انہیں اس قلب کو عذاب  
 نہ دیں گے جو قرآن کا قافت بوجا گا۔

(۲) — وقال ابن مسعود اذ اردتم العلم فاثثروا القرآن فأن  
 في علم الاولين والاخرين۔ (راجی العلوم)

(ترجمہ) (۲) — حضرت ابن مسعودؓ فرمدیا کہ جب علم حاصل کر لے کارہ کرو تو قرآن  
 پاک کا شکر و رادر پڑھو، اس لئے کہ اس میں اولین و آخرین سب کا علم ہے۔

(۳) — وقال اپھالا یسائل احمد کم عن نفسہ الا القرآن فان كان  
 یحب القرآن و یعییہ فهی وجیب ان الله سعادتہ و رسوله حفظ الله علیہ وسلم  
 و ان كان یبغض القرآن فهی ویغض اللہ بمحاجات و رسول اللہ۔ (راجی العلوم)

(ترجمہ) (۳) — فرمادیا کہ تم میں کا کوئی اپنے نس سے سوائے قرآن کے اور کسی چیز کا سوال  
 نہ کے پس اگر قرآن سے محبت کرتا ہے اور اس کو پسند کرتا ہے تو وہ تعالیٰ اور رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اگر قرآن کو بخوبی رکھتا ہے تو وہ اشناورا کے رسول  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے بخوبی رکھتا ہے۔

(۴) — وقال عمر و بن العاص کل آیۃ في القرآن درجة في الجنة  
 ومصباح في بيوتكم۔ (راجی العلوم)

(ترجمہ) (۴) — حضرت عمر و بن العاصؓ فرمدیا کہ قرآن کی برآمدت جنت میں ایک درجہ ہے  
 اور ربہ بارے گھروں میں پڑھاتا ہے۔

(۵) — وقال اپھالا من قرآن فقد ادرجت المتبوة بدل حنبہ  
 الاتائف لایحہ الیہ۔ (راجی العلوم)

(ترجمہ) (۵) — فرمادیا کہ جس فرمادی میں قرآن کی قرات کی تو اس کے دو لذوں پہلوں کے درمیا  
 بیوت داخل کر دی جی مگری کہ اس کی طرف دھی شیں آئیں اس لئے کہ اس کا سلسلہ  
 منقطع ہو چکا ہے۔

## آسیب و جنات کے تسلط کا علاج

(۶) — وقال ابو هریرۃ ان البيت الذي یستلى في القرآن اتع  
 باهم و كثري خير و حضور الملائكة و خرجت من الشياطين وان البيت  
 الذي لا يتلى في كتاب الله عزوجل ضاق باهم و قل خيرا و خرجت  
 منه الملائكة و حضور الشياطين۔ (راجی العلوم)

(ترجمہ) (۶) — حضرت ابو هریرۃ رضی اللہ عنہ فرمادیا کہ جس گھر میں قرآن پاک کی ملاوت  
 کی جاتی ہے وہ گھر اس کے اہل پر وسیع ہو جاتا ہے اس میں تیر کش رو جاتا ہے اور فرشتہ  
 داخل ہو جاتے ہیں اور شیاطین نکل جاتے ہیں۔ اور وہ گھر میں میں کتاب اللہ کی ملاوت میں  
 کی جاتی ہے تو وہ اپنے اہل پر تنگ ہو جاتا ہے اور خیر کم ہو جاتا ہے، ملائکہ نکل جاتے ہیں  
 اور شیاطین کی امداد و رفت ہو جاتی ہے۔

(۷) — آج عام طر پر لوگ آسیب و جنات کی شکایت کرتے ہیں، روزانہ خطوط  
 آتے ہیں کہ فلاں کو آسیب لگا کے اور فلاں پر جن سوار ہے، اور ہمارے گھروں پر  
 شیاطین و جنات کا تسلط ہے پریشان ہیں مگر ان تعلیمات کی طرف تو جنہیں  
 کر کے گھر میں تلاوت کلام اللہ ہوتی ہے اس میں شیاطین کا زندگی ہو  
 سکتا۔ گھر میں دست دخیر برکت ہوتی ہے۔ جاتے ہیں؟ یہ لوگ کیوں تعلیمات

روز نہیں گے تو اس معلم ہو گا کویا قرآن پاک کوئی سایی نہیں تھا۔

(۹) — قال الفضیل بن عیاض پس بقول حامل القرآن ان لا یکون لِهِ ای احمد حاجۃ ولا المُخْلَفُونَ فمَنْ دُونَهُمْ فَیُنَبِّئُ ان نَّاُونَ حَوْلَهُمُ الْخَلْقُ الْمُیَہُ۔ (راجیۃ السلام)

(ترجمہ) (۹) حضرت فضیل ابن عیاض نے فرمایا کہ حامل قرآن کیلئے مناسب ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہ ہو۔ نہ تو خلافاء کا اور دن ان کے غیر کا۔ بلکہ ہونا تھا۔ چاہئے کہ لوگوں کی ضروریات خود حامل قرآن کے ساتھ متعلق ہوں۔

(۱۰) وَقَالَ ابْنُ عَاصِمٍ حَمَلَ الْقُرْآنَ حَامِلَ رَأْيَتَهُ الْإِسْلَامَ فَلَا يُنَبِّئُ إِنْ يَلْهُوْمُ مِنْ يَلْهُوْلَهُ وَمِنْ يَلْغُومُ مِنْ يَلْغُومَهُ لِتَطْعِيمَ الْحُقْقَانَ۔ (راجیۃ السلام)

(ترجمہ) (۱۰) اور حضرت فضیل ابن عیاض ہی نے یہ بھی فرمایا کہ قرآن کا حامل اسلام کا غیرہ رہا ہے۔ اس کے لئے قرآن کی تعلیم کو جو ہے کسی طرح مناسب ہیں ہے کہ لوگ وابح کرنے والوں کے ساتھ ہو وابح میں مشغول ہو اور سپور (غفلت) کرنے والوں کے ساتھ ہے کہیں سپور کے اور جن لذیختیاں میں لوگ مشغول ہیں وہ بھی مشغول ہو۔

(۱۱) — وَقَالَ سَفَیَانُ التُّوْرَیِ اَذْقِنُ الرَّجُلِ الْقُرْآنَ قَبْدَ الْمَلَائِكَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ۔ (راجیۃ السلام)

(ترجمہ) (۱۱) حضرت سفیان ثوریؓ فرماتے ہیں کہ جب آدمی قرأت قرآن کرتا ہے تو فرشتے اس کے دونوں اکھوں کے درمیان (میثاق) کو پس دیتے ہیں۔

(۱۲) — وَقَالَ عَمَّارُ بْنَ مَيْمُونَ مِنْ تَشْرِمَمْ حَمَّاجِينَ يَصْطَدِ الْمُبَرْقُ مِنْ اَمَّاَنَةِ رَفِعَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَمَلَ جَمِيعَ اهْلِ الدِّينِ۔ (راجیۃ السلام)

(ترجمہ) (۱۲) حضرت عمر بن میمونؓ نے فرمایا کہ کی نماز پڑھنے کے بعد جس شخص نے قرآن پاک کھوا اور سو آئیت تلاوت کی تو تمام اہل دنیا کے عمل کے برابر اثر فراہم کرنے والے عمل کو فرع فرمادیں گے (یعنی اتحادیں گے)

کو نہیں لیتے وجہ یہ ہے کہ بڑے ہو شیار لوگ ہیں سمجھتے ہیں کہ کتنے میں محنت و مشقت برداشت کرنی ہو گی۔ قتوی و طبری و طبرات کا ہتھا مکرنا ہو گا۔ کون ان سب امور میں مشغول ہو۔ لا اور سے تونیے سے لو ہی سب کام بنا دیگی۔ یہ لوگ پیر اس لئے نہیں منتہ ہیں کہ دین سکیں اور اللہ تعالیٰ کا طریق معلوم کریں اور احکام الہیہ پر عمل کیا کلائے کہ دینی میں ہماری مدد کریں آسیب آتا رہیں، جنات نکالیں، یہ زور حرب کام میں عاجز ہوتے ہیں تو وہ سب پیر صاحب کریں۔ جب میں نے یہ دیکھا تو اب لکھ دیتا ہوں کہ میں تو یہ گذشتہ نہیں جاتا کسی دوسرے کے لیے ایسا بھروسہ کرتا ہوں کہ جب یہ لوگ بداغفاد ہو گئے۔ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کو نہیں مانتے تو پھر انکی رعایت ہمارے ذمہ لازم نہیں رہی۔ یہ جب خدا کے اور رسول کے نہیں تو ہم کو ان کے کیا اساطیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کا انتباہ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں۔ پھر جب کوئی محبیت آئے تو عم دل و جان سے شریک ہیں اور جو بھی ممکن ہو روت سہولت کی ہو گی ہم اختیار کریں گے تاکہ پریشانی دور ہو۔

(۱۳) — وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْدِلَ رَأَيْتَ اللَّهَ فِي النَّمَامِ فَقَلَّتْ يَارِبُّ ما اَفْضَلَ مَا تَقْرَبُ بِهِ الْمُتَقْرِبُونَ الْيَكَ قَالَ بَلَّا اَنْ يَارِبُّ يَا اَحْمَدَ قَالَ قَلَّتْ يَارِبُّ بِفَهْمٍ وَبِغَيْرِ فَهْمٍ قَالَ يَفْهَمُ وَلَا يُغَيِّرُ فَهْمَ۔ (راجیۃ السلام)

(ترجمہ) (۱۳) حضرت امام احمد بن حنبلؓ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا عرض کیا کہ یارب من چیزوں سے مقرب ہیں نے آپ کا قرب حاصل کیا ہے۔ ان میں سے افضل کون کی چیز ہے۔ ارشاد فرمایا کہ احمدہ میر کلام ہے۔ میں نے کہا مجھ کر یا بالائکے تو فرمایا کہ مجھ کر ہو یا بالائکے۔

(۱۴) — قَالَ حَمْدِ بْنُ اَعْوَجَ الْقَرْطَنِيُّ اَذَا سَمِعَ النَّاسُ الْقُرْآنَ مِنْ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَا نَهِمْ لِهِ مِنْ عِوْدٍ قَطْ۔ (راجیۃ السلام)

(ترجمہ) (۱۴) محمد بن اکبَر قرآن کتب قرآنی نے فرمایا کہ جب لوگ اللہ تعالیٰ سے قرآن کو قیامت کے

(۱۳) — یروئی ان خالد بن عقبہ حامی المرسول اللہ علیہ وسلم و قال اقرأ على القرآن فقرء عليه ران اللہ یا مُؤْمِنًا العَدْلُ وَالْإِحْسَانُ وَإِيتَاءُ ذِي الْقُرْبَى فی الآیة، فقال لِمَ آتَیدَ فَاعادَ، فقال وَاللَّهُ أَنَّ اللَّهَ كَلَّا وَانْ عَلَیْهِ لطلاوة وَان اسفلا لمورق وَان اعلاه لمثمر و ما يقال هذَا بشر۔ (راجی الرسل)

(۱۴) — مروی ہے کہ خالد بن عقبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ بچہ پر قرآن کی قرات بیخی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم لے ات آنہ سے امرٰی بالعَدْلُ وَالْإِحْسَانُ وَإِيتَاءُ ذِي الْقُرْبَى فی الآیة پوری ایت کو پڑھا تو خالد بن عقبہ نے کیا پرس کو پڑھ دیجئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ قرات فرمادی۔ حضرت خالد بن سن کر کے کل بیک اس کے اندر بڑی مٹھاس کے اور اس کے اوپر تیری رونق و سیار ہے اور اس کا خچلا جھپٹوں والا اور اپر کا چھپتہ چھپلدار ہے اور اس کلام کو کوئی بشر میں کپسکتا۔

(۱۵) — دیکھیے خالد بن عقبہ کی اذوق رکھتے ہے کہ ایک آیت کو سنکری فیصل کر کے ایک بیشہ کا کلام منیں ہو سنتا۔ اور کوئی بشر قادر نہیں ہے کہ ایسا کلام کر کے بیک یا اللائق لے کا کلام ہے۔

(۱۶) — وقال القاسم ابن عبد الرحمن قلت بعض الناس ما هننا احدث تناسی بہ، فمدیدہ المیمحت و وضعہ، على حجرة و قال هذَا۔ (راجی الرسل)

(۱۷) — فاصم ابن عبار السن نے کیا کہیں نے ایک مابدے کے کامیاب کوئی ایسا نہیں ہے جس سے آپ اُنس ماحصل کریں تو انہوں نے اپنا امام قرآن پاک کی جانب پڑھایا اور اپنی گودیں اس کو لکھ کر فرمایا کہ میراثوں تو یہے (جس سے اُنس ماحصل کرتا ہوں) (راجی الرسل)

(۱۸) — سبحان اللہ کیا عالم جواب دیا۔ قارئ قرآن خالص ہے ہم کلام ہوتا ہے اور

رب العالمین سے مناجات کرتا ہے تو پھر اس سے بڑھ کر قرآن کی کیا چیز ہو سکتی ہے۔  
 (۱۹) — وقال علي ابن طالب رضوانہ عنہ ثالث یزدن فی الحفظ و  
 یذہن البالغہ۔ السوک، والعيام و قراءة القرآن۔ راجی الرسل  
 (۲۰) — رَسَّيْجَ مَوْلَهُ، حضرت علی رضی الشدید نے فرمایا کہ میں چیزیں الی ہیں حفظ کو زیر  
 کرنی ہیں اور یہم کو زائل کرنی ہیں۔ مسوات، روزہ رکھنا، قرآن کی قرات کرنا۔  
 ان احادیث و اثار سے قرآن پاک کی کسی اور فضل متعکل ہوئی۔ مگر یہ  
 ب فہمائی صورت میں ہیں جیکہ تلاوت ایمان و اعتماد سے ہوا رخلاف  
 سے ہو، اتفاق سے اور سرسری نہ ہو۔ استثنیہ کہ گر تلاوت محض لسان سے ہے قلب پر  
 اس کا ذرا اثر نہیں اور اس کے احکام پر عمل نہیں تو ایسی قرات کرنیوالا بزرگ اپنے فہمی  
 کے پانے کا حقیقی نہیں ہے بلکہ ایسی قرات کرنیوالے کی فہم احادیث و اثار میں  
 کثرت سے وار ہے۔ جیسا کہ پہلے ضمناً معلوم ہو چکا ہے۔ مگر اب اور ردا یا ستر  
 نقل کی جانی میں تاکہ مردی علم کا موجب ہو۔

## احادیث و اثار تلاوت غفلت برئتی و اولن کی مزمنت میں



عن جابر قال خرج علينا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم و محن نصر  
 القرآن وفيها الاعرابي والجمعي فقال اقر و افکل حسن و سیوطه اقوام  
 یتمیونہ کیما قیام القدد و یتعلمونه ولا یتأجلونه۔ (شکوه شریف)  
 (رسیج مولہ) حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مال میں  
 ہمایا پس تشریف لائے کہ ہم سب لوگ قرآن کی تلاوت کر رہے تھے اور ہمیں دیتیانی  
 لوگ اور ایں تمہی تھے رجوع کرنے پہنچے جو لوگ میں قرات کر رہتے تھے آپ نے فرمایا  
 پڑھنے جاؤ ب محیک ہے غفریب ایک قوم الی ایسی گی جو اس کے الفاظ کو اس طرح دست

کے گی جس طرح تیر کو سیدھا کیا جائے اور ان کا حال یہ ہوگا کہ اس سے نفع نہیں  
چاہیں گے اور آخرت کے ثواب کا تقدیر نہ کریں گے۔  
اس حدیث کی شرح فرماتے ہوئے ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ:  
(فَقَالَ أَقْرَأَهُ فَكُلْ حَسْنَ) ای فکل واحده من قراءہ حسن مرجوہ التواب  
اد ادترم الأجلة علی العاجلة ولا عیکمان لا قیموا النسم اقامۃ القدر  
وهو المهم قبل ان یراش۔  
(ویبھی اقوام یقیون) ای یصطبون الفاظ وکلمات ویکلفون فرمائے  
مخارج وصفات (عَصَيَاقاً الْقَدْمَ) ای بیالغون فی عمل القراءة کمال  
المبالغة لاجل الرباء والسمعة والبهاء والشهرة۔  
قال الطیب وفرکحدیث رفع الحرج و بناء الامر علی السائلة فی القاهر وخری  
الحبة والاخلاص فی العمل والتقدیر فی معانی القرآن الخوض فی عیانہ  
(یغلون) ای ثوابہ فی الدین (والایتاجون) بطبع الاجر فی العقیل  
پل یوشروت العاجلة علی الأجلة وینتاکلن ولا یکلون۔ (مرقات)

(ترسیک) (وَكُلْ هُنَّ) یعنی تمیں سے ہر ایک کی قرات شیک ہے پر  
ثواب کی امیدیں مگر جب آخرت دو دینا بر رنج و دریمی معموقہ قرات سے آخرت کا ثواب  
ہو دینا متفکر نہ ہو اور آگ کوگ ایک نبیان تو یہ کل طرح یہی ذکر کو پچھلے ملامت ہمیں ہے  
ادغیرت تیر کی الای کو کہتے ہیں جس میں ابھی بڑھ لٹا ہو۔  
(وَتَسْبِحُ أَقْوَامٌ فَقِيْوَنَةً) کامطاب ہے کہ لوگ اس کے الفاظ اور کلمات کی اصلاح  
کرنے گے اور خارج و دخاغات کی رعایات اس طرح حکمت سے کریں گے میا کا ترسیک عکایا  
جاتا ہے۔ یعنی قرات میں انتہائی مبالغہ کریں گے اور غرض ران تمام ہے بیان و عمدہ  
اور بیانات (رام و نور) فرماتے ہیں اور شہرت کوگی۔  
ملائکی فرماتے ہیں کہ حدیث میں یہ فائدہ ہیں کامت سے حرج مرفوئے اور  
امرکی بنانہا ہر میں ہر ہوت پر ہے اور علی میں ثواب کی طب اور اخلاص ہونا چاہئے قرآن پک

کے معانی میں تکرار اس کے عناہب میں غور و خوض کرنا چاہئے۔  
ریجھلوونہ، اس سے مراد یہ ہے کہ اس کا مدلہ دنیا یہ میں چاہیں گے۔ اختر میں  
اس کے اجر و ثواب کو طلب کریں گے۔ بلکہ دنیا یہی اور آخرت پر توزیع دیجئے، اس سے ناکل  
کریں گے ریجی و زیریہ معاشر بنا لیں گے تو کل اختر کریں گے۔

اس حدیث سے کس قدر مذمت ان قراءہ کی معلوم ہوئی جو کہ اعراض دنیویہ  
کی تحصیل کیلئے قرات کرتے ہیں اور اسی نیت سے جو یہ وحیج حروف کرتے  
ہیں یا لوگ مخلص ہیں ہیں اور اس مرتبہ علی کے پانیکی مخفی ہمیں ہیں جھپور  
اقرئ اصلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں لوحیج حروف اور جو یہ کلمات کی ذمۃ  
ہمیں فرمائی بلکہ اس پر مذمت فرمائی کہ ان لوگوں نے امرِ ہم مخفی آخرت کے ابر  
و ثواب کو تک کر دیا اور ظاہری کو کافی سمجھ دیا۔ ایسے لوگ اب بہت ہیں مسلم  
ہوتے ہیں کہ زمانے کے لوگوں کا حال حضور نے بطور بیشین گوئی کے فرمادہ ہی  
زما نہ تھا۔

۱۔ اندھہ وات الکید راجعون

## منافقین علی کے اوصاف

دوسری حدیث سنئے!

۲۔ اکثر منافقی اتفاق فرمائہ اما یعنی امت کا اکثر منافقین تاریخ میں گے۔  
رمان الصغیر عن ابن عوف و عاصمہ طبلی فی الکتبہ علی شعب الایمان (فیروز) کے  
صاحب عجیب ابجای فرماتے ہیں کہ:  
ای انہم یعظونون القرآن نھیں للتحمہ عن الفهم وهم معتقدون  
تضییعہ و کان المناقون فی عمومہ حسنه اللہ علیہ وسلم جدہ المفہم۔  
(ترجمہ) اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ اپنی ذات سے بہت کی فنی کیلئے قرآن پک  
کا خطاکریں گے اور ان کا حال ہو گا کہ قرآن کے ضائع کردہ نہ کے مقنقوں ہے اور  
حضور اقرئ اصلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں منافقین اسی قسم کے تھے۔

میں کہتا ہوں کہ حدیث شریعت میں منافقین سے مراد اعتمادی "بی نہیں بیس بلکہ منافقین علی بھی ہیں۔ ان لوگوں کی شان یہ ہوگی کہ قران کی قات میں خوش احکامی سے کریں گے اور سچو یہ کلامات واقعیت بھی ہو گئے، مگر حال یہ ہو گکا ان کی قوات میں سے بجاواز نہ کرے گی اور دل پر زدرا اشہد ہو گا اور داشتی پیش کارا را دی کریں گے۔ ملکا انکی عرض بعض ریاض و سعد اور شہرت ہو گی۔ اسی کو ذریعہ معاشر بالس گے۔ آخرت کے ثواب کی نیت ہی نہ ہوگی۔ ایسے ہی قاری کی مثال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ریحانہ سے دعی ہے، اور اسی قوات کرنے والے کو منافق فرمایا ہے۔ اس زمانہ میں اس قسم کے لوگ کثرت سے موجود ہیں، ہم اپنی آنکھوں میں مشاہدہ کرنے میں کوچھ علم بتویہ حاصل کر لیئے اور زبان کو درست کر لیئے کوئی بھائیتی ہیں، خوش و خوبصورت اور تاثر کا ذرا ارادہ نہیں کرتے۔

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب الفوزان کی میراثی فرماتے ہیں کہ: عارف لگتے است کہ لازم باز کرو تو اعتجیبید را مردمان یاد گرفتند اخشوוע درکلات باز لاند (عنی ایک عارف نے کہا ہے کہ جو لوگوں سے لفڑی میں کے قواعد کیا کر لیا اسی دعویٰ کے تاریخ میں شروع کو چھوڑ دیا ہے)۔

(رس) شزار الناس فاسق قرآن کتاب ادله و تفہمہ فی دین اللہ ثم بذل نفسہ لاذ باراد انشط قلکم بقراعتہ، و خاد تہ فیطہ، اندھما عالی عقلہ الفاری والمسقم۔ (لطاوی علی الدین جج)

(ترجیح) لوگوں میں سے بڑیں غصہ نیامتے کتاب ایڈ کو پڑھا دیں لشکر کے دین میں لفڑی حاصل کیا ہمارس نے اپنے نفس کو راہ اضاف دینیوں سی خاطر، فاجر کے باغمیچی بی اس فاسق کو جب نٹا ہو تو کے تو اس کی قوات سے اور اس کلام سے نکلا اور لفڑی حاصل کرتا ہے رجیسے کہ افسوس کھانا حاصل ہے بعد محل تزویث سے نکلا کرتے ہیں اور دہرا دہر کی بازن سے دل بہلاتے ہیں، تو اثر قاتے ایسے قاری اور سامنے دوتوں کے قلب پر ہمراگا دیتے ہیں اور سچراڑ نہیں ہوتا۔

قال انس بن مالک رَبِّ تَالِ الْقُرْآنِ وَالْقَرآنِ يَلْعَنُهُ۔ (اجام العلوم) (ترجمہ) حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ بتہت سے قران کی تلاوت کرنے والے ایسے میں قران ان بر لغت کرتے۔

(۳) قال عيسیٰ الغرب هو القرآن حضرت میسٹر فرماتے ہیں کہ قران فاجر کے في جوف الفاجر (اجام العلوم) قلب میں نہیں میں اینہی اور یہ گا ہے۔

(۴) قال بعض العلماء ان العبد ليستو القرآن فيلعن نفسه وهو لا يعلم يقون اللعنة الله على الظالمين وهو ظالم نفسه الا لعنة الله على الكاذب وهو منهم۔ (اجام العلوم)

(ترجمہ) بعض علماء نے فرمایا ہے کہ بنده قران پاک کی تلاوت کرتا ہے اور اپنے نفس پر لوت کر رکھتا ہے اور اس کو وہ جانتا ہے جیسی نہیں (رشا) کہ کہا کہ کہ طالبین پر غلکی ادا کی اور وہ خود ظالم ہوتا ہے لاسی طرح یہ کہتا ہے کہ کاذبین پر خدا کی اخت ہے اور خود وہ کاذب ہوتا ہے لاسی طرح وہ اپنے نفس پر لغت کرتا ہے۔

(۵) قال العصن اخذت قرم اراءة القرآن مرحل و جعل الليل جملًا فاخت ترکوب، فقطعون به مراحله، و ان من كان قبلك رأوا ما شاء من ربهم فكانوا ياتي بدبر و نها بالليل و يتفقدونها بالنهار۔ (اجام العلوم)

(ترجمہ) حضرت حسن نے فرمایا کہ لوگوں نے قوات قران کو اسیں بیان کیا ہے اور رات کو اخذ نہیں کیا ہے اس پر سورہ جو کرا محل کو کہ کر کے ہو اور تم سے پہلے کے لوگ رائیے نہیں تھے وہ، قران کو اپنے پروردہ گاری جانب سے رسائل سمجھتے تھے تو اس کو رات میں بھت تھے اور دن میں اسکو اندر کر تھے (زین علی کرتے تھے)

(۶) قال ابن معوية انزل القرآن عليه لم يлюбوبه فاختن وادر استه عملا ان احمدكم ليقى القرآن من فاختتم الى الخامته ما يقطع منه حرفا وقد اسقط العدل په۔ (اجام العلوم)

(ترجمہ) حضرت ابن حیوینے فیلہ کو قرآن اس لئے نہیں بنا ہے کہ لوگ اس پر عمل کریں۔ پس ان لوگوں نے یہ کیا راست کی پڑھنے میلانے کی کوشش کے قاتم مقام قردرے لیا اور رابی سال میں کہ جیس کا ایک شخص شروع سے آخر ک اس طرح پڑھ جاتا ہے کہ ایک حرف بھی ہیں چھوڑتا ہیں اس پر عمل کو بالکل بھی پچھوڑ رہتا ہے۔

(۸) و فَاحْدِيَّتُهُ أَبْنَى عُمَرٍ وَحَدِيثَ جَنْدِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ تَادَهِ<sup>۱۷</sup> طَوِيلًا وَاحْدَنَأَيْقُونَ الْأَيْمَانَ قَبْ الْقُرْآنِ فَتَذَلَّلُ السُّورَةُ عَلَى عِمَدٍ صَلَادَهُ عَلَيْهَا وَسِلْمٍ فَيَقْعُلُ حَلَالُهَا وَجَرَاهَا وَأَمْرَاهَا وَمَا يَنْبَغِي إِلَيْهَا يَقْعُدُ عِنْدَهُ مِنْهَا مُلْقَدًا مُؤْتَمِثًا إِلَيْهِ الْقُرْآنُ قَبْ الْأَيْمَانِ فَيَقْرَأُ أَبْنَى فَاغْتَلَ الْكِتَابَ الْإِخْرَاجَتِ لَا يَدْرِي مَا أَمْرَاهَا وَلَا زَرْجَرَاهَا لَا يَانِفْغُرَانَ يَقْعُدُ عِنْدَهَا مِنْهُ مِنْثُورًا تَالِدَقْلِ۔ (رجایا العلم)

(ترجمہ) حضرت ابن عمر و حضرت جندب رضی اللہ عنہم کی حدیث میں کہ کرم نے ایک دست اس حال میں لذاری کے کرم میں سے ہر کس شخص کو قرآن سے پہلے ایمان ملنا تھا پھر کوئی سورہ حضرت پرنسپل افسوس پر نالہ ہوئی تھی تب وہ زیمان کے قلمانے سے آس سورہ کے طال و حرام نو مسلم کرتا تھا اور اس کے ادارہ وہ ایسی معلم کرتا تھا۔ اور یہ بھی معلوم کرتا تھا کہ کب اس تو قرآن کرنا مناسب ہے۔ اب میں ایسے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جو کوئی ایمان تو ایسی میں لا سکیں تھیں مل گی تو ایک شخص سورہ فاتحہ سے لیکر قرآن کی پڑھ جاتا ہے مگر کسے کچھ خوب نہیں ہوتی کہ قرآن اسے کس بات کا کم کر رہا ہے اور کس بات سے من کرنے ہے اور شاید جبکہ ہر ہوں ہے کہ کبکال تو قرآن پر ناچاہل ہے ایس قرآن کو دیکھو جو کہ طال و حرام کی طرح بھی اپلا بھائی۔

یعنی جس طرح ردیک بھجو کو آدمی دیر سک میں ہیں لئے رہتا اس لئے کس میں کوئی مزید مہماں نہیں پاتا۔ اسی طرح قرآن سے ذرا لطف و حظ جس کے قلب کو نہیں طارہتا اور وہ میں کچھ تاثر نہیں رہتا وہ زبان سے فقر طمعتہا چالا جاتا ہے۔ زدا خوب نہیں کرتا کس کے کام کی تلاوت کر رہا ہے۔ اس لئے اس کی تلاوت نہیں ایسا کی اور بے لطف مسلم ہوتی ہے۔ نہ خود اس کو کوئی حلاوت ملتی ہے اور

رسامین ہی کو۔

تو اس پر غور فرشتے گے کہ حضرت ابن عمرؓ اور حضرت جندب اپنا مشاہدہ بیان فوارہ میں کہ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں کہ شروع سے آخر ک اس طرح پڑھ جاتے ہیں اور اس کے احکام پر اچھا خوب نہیں کرتے۔ اور جب فوارہ ہے ہیں کہ ایسے لوگ قرآن ایمان سے پہلے دیدیے گئے ہیں قرارت کر رہے ہیں مگر ایمان نہاریتی بڑی بات فرمائی۔ حالانکہ حنفیوں کے عہد مبارک سے بہت ہی قریب کا زمان تھا تاہم اس قدر تفاوت احوال میں ہو گیا تھا اذاب کے زمان کے لوگوں کے حال پاپختا ہی کیا ہے۔ میں لوگوں کے حالات دیکھتا تھا کہ کہاں تک اک اگرچہ قرارت دیکھو کر رہے ہیں مگر ایمان ضعیف اور تصدیق نہیں کر رہا وہ معلوم ہوتی ہے وہ نہ تلاوت نہیں کہاں سے کہاں پہنچا دیتی، حضور بالہنور ان لوگوں کی تلاوت لفاظی اور سرسری ہوتی ہے۔ اب حضرت ابن عمر و جندب رضی اللہ عنہم کے فرانے سے تقویت ہوتی ہے اور بات خوب بھی میں اتنی اور اب علی الاعلان اس بات کو کہہ سکتا ہوں۔

## قرآن سے بے احسانی پر ایک ضرب کاری

(۹) وَقَدْ دُرِدَ فِي التَّوْرَاةِ يَا عَبْدِي أَمَّا تَصْنَعِي مِنْ يَا تَيَّابِ كُتَابِ مِنْ بَعْضِ أَخْوَانَكَ وَأَنْتَ فِي الطَّرِيقِ تَمْشِي فَقَدْلَ عَنِ الطَّرِيقِ وَقَعْدَ لِلْأَجْلِمِ وَقَوْلَهُ وَتَسْدِدْ بَرَدَهُ حَرْقَأَ حَرْقَأَ حَلَلَيْتُكَ شَيْءًا مِنْهَا وَهَذَا أَكَابِي اِنْزَلْتَهُ إِلَيْكَ اَنْظَلَ كَمْ فَقْمَلْتَ لَكَ فِيْهِ مِنْ الْقُولِ وَكَمْ كَرْتَ عَلَيْكَ فِيْهِ لِتَامِلَ طَوْلَهُ وَعَرْضَهُ ثَرَانَتْ مَعْرِفَتَهُ اَنْتَ اَهُونَ عَلَيْكَ اَهُونَ عَلَيْكَ مِنْ عَرْضِ خَطْلَهُ يَا عَبْدِي يَقْعَدَ إِلَيْكَ بَعْضِ أَخْوَانَكَ فَقَبَلَ عَلَيْهِ بَكْلَ وَجْهَكَ تَوْقِيْتِيْ إِلَيْ حَدِيثِ، بَكْلَ قَبْلَكَ فَانْ تَكْلُمَتْكَ أَوْ شَغَلَكَ شَاعِلَ عَنْ حَدِيثِهِ أَوْ مَأْتَ الْيَمَانَ كَفَتْ وَهَا نَا مَقْبِلَ عَلَيْكَ وَمَهْدَتْ بَكَ وَأَنْتَ مَعْرَضَنَ قَبْلَكَ عَنْيَ الْفَعْلَتِيْ اَهُونَ عَنْدَكَ مِنْ بَعْضِ أَخْوَانَكَ (رجایا العلم)

(متوجه ہے) تو رات میں وارد ہے کہ (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ) اسے میرے ہندے؛ کیا تم ہم سے شرم نہیں کرتے کہ بہارے کی بھائی کو کوئی خط تبیس راست پڑھتے ہوئے ہٹاہے تو قرأت سے کنارے پوچھتا ہو اور اس کے لئے بیٹھ جاتے ہو اور پڑھتے ہو۔ اس کے ہمراہ حرف میں تم بکتے ہو کہ کہیں کوئی چیز عمدہ اور پڑھتے ہو۔ اس میری کتاب ہے جو کہ میں نے پہ نازل کیا ہے۔ دیکھو کس قدر میں نے اس میں تفصیل اور توضیح کی ہے اور کتنا تباہ سے لے سکتا ہے تاکہ اس کے طبل و عرض میں تمام کرملین (عہدیاں) ہال ہے، کہ تم اس سے اعراض کر سکتے ہو۔ کیا میں تمہارے کسی بھائی سے بھی کترپور۔ اسے میرے ہندے تھا اور کوئی بھائی جب تمہارے پاس بیٹھا رہتا ہے تو تم کامل طور پر اس کی طرف متوجہ رہتے ہو اور اس کی گھنکو گھنکی طرف پہنچتے ہو۔ بن گئے تو تم جاتے ہو اگر کوئی دریمان میں بولے الگا ہے یا کوئی سانغل تم کو اس کے کلام سے روکتا ہے تو تم اشارہ کرتے ہو کہ تمہروں تھیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ میں تو تمہاری جانب متوجہ ہوں اور تم سے یہ کلام ہوں اور تمہارا طبق، مجھ سے اعراض کر رہا ہے کیا تم نے مجھ کو اپنے ادنیٰ بھائی سے بھی کترپور کیا ہے؟

دیکھا اپنے اللہ رب العالمین اپنے بندوں سے یہ فرمائے ہیں کہ تمہاری کتاب کے ساتھ اسی پے اعتناء کی اور بے وقاحتی اور بے محتقرت اور محتقرت کو برداشت کر کے دین کی خلافت کی اور حکم تک اپنیں کے ذریعے دین پہنچا اپنیں کی تفصیل کا اختصار کیا ہے (نویز بالہ) یہ کلام کس قدر غیرت دلاتے والا ہے ظاہر ہے مومن کا دل تو یہ سن کر مومن ہی ہو جاتا چاہے اور قرآن کی طرف کامل تو ہجہ اور اعتناء ہونا چاہئے اور کسی کلام کو اس پر غریبت نہ دینا چاہے۔ اگر اب بھی جمود (ادربے حسی) ہی رہے تو یہ مومن

خنفس کی شان سے نہایت بجدید امر ہے۔ ان احادیث و آثار سے بھی قرآن پاک کی سقد غلط معلوم ہوتی ہے اسکی قارئت اور اس پر عمل کیتنی تکمیلی نظر اڑھا جو ہے اسی قرار میں کوتاہی اور اس کی طرف سے اعتمانی پر کتنی تکمیلی اور دعید غنیوم ہوتی ہے۔ قرآن پاک کی تلاوت کے مختلف احادیث و آثار کشیدہ بین صحیحتی نقل کی تھی یہ طالبین گلستانی سے بھی کافی و افی بیس اگر کسی کو تفصیل دیکھا ہو تو مطولات (بڑی بڑی کتابوں) کا مطالعہ کر کرے۔

### تلاوت لغیر معانی سمجھے ہو نہ مفید اور یاعوث ثواب ہے

اس مشتمل پر بھی سلف نے مفصل کلام فرمایا ہے۔ یہ کہ ہو سکتا ہے کہ جلد مسائل پر تو شافعی کلام کریں اور اسی بحث سے پہلو ہجتی کہ جائیں جس پر دین کی بنیاد ہے اور جو اثر تعلق سے انبت اور تعلق کا اہم و اعلیٰ ترین ذریعہ ہے۔ اگر پیچالہ پر کہ سلف نے اس مشتمل پر کلام نہیں کیا ہے یاد اخراج طوب پر بیان نہیں فرمایا ہے تو یہ ان حضرات قدیسے کے ساتھ صحریج بدقیقی اور بدعاقداً ہے جو نہایت منظوم اور منکر بے اسنے کہ جمیں حضرات نے اسقدر جانشناخت اور مشقتوں کو برداشت کر کے دین کی خلافت کی اور حکم تک اپنیں کے ذریعے دین پہنچا اپنیں کی تفصیل کا اختصار کیا ہے (نویز بالہ)

### کام کا طریقہ اور کامیابی کی شرائط

سنے! کام کرنے والوں کے لئے لازم ہے کہ سیا لوگوں کی سیرت کو پیش نظر رکھیں اور اس کے مطابق کام کریں۔ جسمی کو کام کی توقیع ہے۔ ورنہ سوائے دوڑ دھوپ اور بخنت و مشقت کے کچھ تیجہ نیک میسرہ ہو گا۔ وہ حضرات کتاب سنت کے ہم سے کہیں زیادہ عالم تھے اس لئے کہ ان کا زمانہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تھا، خیر و صلاح زیادہ تھی، دین و لقتوں کی لوگوں میں زیاد تھا۔ اب وہ بات نہیں ہے اور روز بروز اخبطاً ہوتا ہی جائے گا جب

اپنی عقل و رائے سے کام کیا جائیگا تو ہر گز کام میانی نہ ہوگی۔ سلفؑ نے جو طریقہ اختیار کیا اس کے شرکت حسن ظاہر ہوا ہر ہیں کہ کتنے لوگوں کی اصلاح ہوئی اور داصل الی اللہ ہوئے بخلاف اب کے کام ہو رہا ہے مگر چونکہ سلف کے طریقہ پر نہیں ہے اس لئے کامیابی نہیں ہو رہی ہے جیسا کہ مشاہدہ ہے۔

حضرت مولانا تھاوفی قدر سرہ نے تعلیم الدین میں شیخ قوام الدینؑ کے اس قول کو نقش فرمایا کہ (اے درویش میں) میہارا یہی کارکتاب و سنت است دیسرسلف کا اہل اقتدار ہوندے) یعنی اے درویش اس کام کی کسوٹی اور میہار کتاب و سنت و ران اسلام کی سیرت ہے جو کو مقصد لاتے۔

دیکھیج شیخ قوام الدین جو کہ بہت شےشیٰ ہیں فرماتے ہیں کہ کتاب و سنت کے علاوہ سلف کی سیرت بھی اس کام کا میہار ہے۔ سلسلہ کوئی اگر ان کی سیرت کو مستحب نہ کرہا جائے تو قہم و عقل بھی دشوار ہو جائے گی ان حضرات کی سیرت کو دیکھ کر کبی علی کتاب ڈھنگ و شور حاصل ہوتا ہے نیز عمل کی طرف رفت و شوق پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ مولانا اور شاہنشہیری قدر سرہ فرمایا کرتے تھے کہ اگرامت کا عامل نہ ہوتا تو نماز تو عناء از کتاب دیکھ کر کی کو روئے و صحرا کرنا بھی نہ آتا۔

## اختلاف کا قرآن سے شفعت

چنانچہ ان حضرات کی سرست کلام اللہ کے بارے میں ملاحظہ فرمائیے علامہ شعرائی نبیلہ المختارین میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بھری فرمایا کہ نتھے کہ پسیے جب کوئی شخص رات میں قرآن پڑھتا تھا تو صبح کے وقت لوگ اس کا اثر بینتی شد تا خیر اور زریں انگ اور دلماں اس کے چہ پر ہیں محوس کر تھے تھے۔ اور اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ رات میں اگر پورا قرآن بھی پڑھتا ہے تو صبح کے وقت اس کے پھرے پر اس کا کوئی اثر دکھلانی نہیں دیتا اور اس کا قرآن بڑھ لینا ایسا معمولی معاشر ہوتا ہے جیسا کہ چادر اٹھالینا۔

اب آپ لوگ اپنے سلف کے حال میں خوب کیجیے اور سوچے کہ کیا آپ کا حال اپنے پروردگار کے کلام کی تلاوت اور اس کے معانع کے دقت ہی ہوتی ہے؟ آپ خود ہی فیصلہ کرنے کے لئے اور سلف کے احوال میں کس قدر تفاوت ہو گیا ہے۔ مثال کے طور پر سیدنا امام ابو حصینؑ کا ایک واقعہ سنئے!

ایک مرتبہ عثاڑ کی عناز میں امام نے امامت کی قرارتوں کی جب سب لوگ اپنے اپنے گھر جائے گے تو امام اعلم رحمۃ اللہ علیہ اپنی داڑھی پر کمر مسجد ہی میں کھڑے ہو گئے اور صبح کی قربتے رہے کہ اے وہ ذات جو الیک ذرا بخیر کی جزا خیر کے ساتھ اور ایک ذرا شرگی جزا شر کے ساتھ دے گا اپنے اس بندہ نہماں کو یعنی سے پناہ دیدیجئے۔

سبحان اللہ! یہ حال سختا ہمارے امام صاحبؑ کا جھلا اس سے بڑھ کر کیا حال ہو سکتا ہے۔ یہ حال قرآن سے سختا، قیامت کا شوف غالب سخا دلماں کو منتظر پیش نظر تھا اس لئے دلماں کے حساب و کتاب سے ازرسے رہتے تھے۔ اپ اس قدر وردتے تھے کہ پڑھ دیوں کو حرم آجاتا سخا دار و دعا کرے سخے کرے اللہ تعالیٰ ان کے قلب میں رچارکی کیفیت فرمادیجے گے بکار۔ (رونما) کم ہو جائے۔ اب ہم لوگ امام صاحبؑ کو بعض احکام ظاہری میں تو اپنی پشاور و مفتادہ مانتے ہیں اور یہ نہیں بلکہ اپ کی سیرت باطنی اور قلبی حال اس قدر زبردست تھا۔ اپ کو قرآن یاک سے کیا العقلم و شفعت سخا اور اس سے اپ پر کیسا حال طاری ہوتا تھا کہ رات رات سہرا کیلئے ہی آیت کا تحریر کر کر تے رہ جاتے تھے۔ سچائی بات یہ ہے کہ امام صاحبؑ تابی تھے۔ اپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اصحاب کو دیکھ کر ہوئے تھے۔ ان حضرات کے خون و خشبت اور کلام اللہ کے تعلق اور تسبیت کو ملاحظہ فرمائے ہوئے تھے اور صاحب اک شاگرد تھے اور ان سے تو باطن افخر کئے ہوئے تھے۔ اس لئے امت کے سامنے صاحبؑ

کافشہ کجھ دیتے تھے کہ قرآن پر اس درج کا ایمان دایقان سخا اور قیامت کا اتنا استھنا رکھا کہ کسی کل ان کو چین نہیں ملتا تھا۔

امام صاحب جہاد کمال تو دیکھنے کا سخوں نے سمجھا کہ میرے استنباط کے ہوئے ظاہری احکام و مسائل کی لوگ اقتدار کریں گے اور میرے اتوال کو سند و جلت بنائیں گے تو بس اس پر التفاریت فرمایا بلکہ احوال و کیفیات کو بھی پیش کیا کہ اس میں بھی ہماری اقتداء ہوتی چاہئے۔ اس قسم کے بہت سے واقعات میں جس سے سلف "کا قرآن" کے ساتھ انتباہی شفعت و ذوق اور انہم پاہی خشوع و غصہ معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ علامہ نووی نے تحریر فرمایا ہے کہ سلف میں اکثر لوگ ایسے تھے کہ ایک ہی آیت کی رات رات بھر تلاوت اور اس میں تدبیر کر رہے جاتے تھے۔ بہت سے حضرات تلاوت کے وقت ہوش ہو جاتے تھے۔ اور کتنے تو قرآن کی آیتوں سے اس تدریمتاڑ ہوتے کہاں وفات ہی ہو گئی۔

جب سلف کو اس تدریغی قرآن سے سخا تو کیا وہ اس کے متعلق کوئی گوش چھوڑ دیں گے کہ بعد والوں کو اس میں تحقیق کرنے کی ضرورت پڑے چنانچہ اب میں سلف کے اتوال نقل کرتا ہوں جس سے یہ مسئلہ کہ بغیر فہم مدعی بھی تلاوت قرآن منعید ہے، واضح ہو جائیگا۔

قال اللہ تعالیٰ اُنْهَىٰ مَا أَفْهَىٰ فَنِيلَةُ الشَّرْقِيَّةِ كَرَاءَ مُحَمَّدِيَّةُ الْمَطَرِّيَّةِ وَلَمْ يَجُدْ  
إِلَيْكَ مِنَ الْكَابِ۔

فاظی بیضاوی فرماتے ہیں کہ:

آرہا الى الله تعالیٰ بقدر امت و مختلف الافاظ، واستکثافاً  
امعانيه فان القاري المتأمل قد ينشغل بالتلار ما لم يكتشف  
له او اهل ماهر في معداً۔ ایکی  
حمد لله رب العالمین کا تذکر اقرب ایک تلاوت سے ماحصل ہوا در  
اس کے الفاظ محفوظ ہو جائیں اور اس کے معانی مکشف ہوں کیونکہ غور سے پڑھنے والے

شفعت پر بعض دفعہ کرار سے ایسے مقامات مکشف ہوتے ہیں جو میلی بارستے سے  
ہٹھیں کھلتے ہیں۔

اس میں تصریح ہے کہ نفس قرأت سے تقرب الى اللہ حاصل ہوتا ہے اور کشت قرأت سے تدبیر کی کیفیت اور عالمی کائنات کی بھی ہوتا ہے۔ نفس تلاوت خود ماورے ہے اور خعادت ہے جیسے تماز۔ تو جس طرح نماز بالغہ معنی کے مجموع ہو جاتی ہے اور موجب قرب ہے اسی طرح قرأت قرآن بالغہ معنی صلح ہے اور موجب قرب ہے۔ قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے ذکر اللہ فرمایا ہے۔ انا نَعْلَمُ تَرْزِيلَ  
الدُّخْرُ وَرَاتَةَ لَحَافِقُونَ (۴۰)۔ قرآن کو نازل کیا ہے اور ام اسکے خاتمه  
جس کا بعد اور عین کے خطبوں کے متعلق علماء نے یہی فرمایا ہے کہ چونکہ ذکر ہے  
صیکار اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایا ہے۔ فَأَسْعُدْنَا إِلَيْهِ دُخْرَانِهِ وَلَمْ يَرَهُ  
ذُكْرَ كِبِيرٍ بِلِلَّهِ رَبِّكُو، پس اس کے لئے فہرود ریتیں ہے اس لئے عربی ہی  
میں ہونا چاہئے، غیر عربی میں چاہر نہیں۔ اگر فہرود ری ہوتا تو صحابہ رضی اللہ عنہم  
ہم سے زیادہ جانتے ہے اور روم و فارس ان کے زمان میں فتح ہو چکا تھا  
اور حضرات صحابہ کا گذر عجم پر برواجب ایکی زبانوں میں ترجیح نہیں کیا بلکہ  
عربی ہی میں خطیب دستے رہے حالانکہ ان زبانوں کے جانتے والے متعدد تھے۔  
یہ صحرے دلیل ہے کہ جو ذکر اللہ درواں کا لفظ خود غور عبارت ہے، اس کے عبارت  
ہونے کے لئے فہم معنی شرعاً نہیں خوب سمجھ لیجئے۔ چنانچہ حضرت ملا علی قاریؒ<sup>۱</sup>  
فرماتے ہیں کہ :

وقال ابن حجر امام الثواب عَلَى قَاءَتِهِ فَهُوَ حَاضِلُ الْمُنْفَهِمِ  
ولِمَنْ لَمْ يَفْهِمْ بِالْكَلِيلِ لِلْتَّعْبِدِ بِلِفْظِهِ بِمُخْلَفِ الْفَاظِ، وَاسْتَكْثَافًا  
فَإِنَّ الْأَيَّاثَ عَلَيْهِ الْآمِنَ فَهُمْ وَلَوْ بَوْجَهَ مَثَاقِي، وَفِي نَظَرِ لَانَّ فِي  
الثَّوَابِ مُحْتَاجًا إِلَى نَقْلِ مِنْ حَدِيثٍ أَوْ كِتَابٍ وَالْقِيَاسِ إِنَّ لَأَفْرَقَ  
سِيَّهًا فِي أَحْسَلِ الْوَثَابِ وَإِنْ كَانَ مِقْوَاتُ بَيْنِ الْقُرْآنِ وَغَيْرِهِ وَبَيْنِ فَهِمْ وَ

من لايفهم۔ (مرقات)

(ترجمہ) این ہجرتے بیان کیا ہے کہ قرآن کی قرات پر قوتاب حاصل ہی ہوتا ہے جو کچھ اسے بھی اور موجود ہے کہ اسے بھی، کیونکہ وہ قرآن کے الفاظ اور زبان سے ادا کریں رہا ہے اور اس کا تعلق عبادت ہے برخلاف قرآن کے ملادہ دوسرے اذکار کے کان کا یہ حال نہیں کیونکہ اکوجب تک نہ کہے ثواب میں ملا گریج سمجھنا کی درجہ کا ہو۔ مگر یہ بات قابل غور ہے کیونکہ (عام اذکار پر مفہوم) ثواب کی نظر کیلئے کتاب و مسنٹ سے کوئی نفس و سند درکار ہے ورنہ قیاس کا تقاضہ تو یہ کہ قرآن اور عام اذکار میں نفس ثواب کے اعتبار سے کوئی تقاضہ نہ ہو اگرچہ قرآن دیزیر قرآن میں اور سمجھ کر پڑھنے والے اور بلا کچھ پڑھنے والے کے اعتبار سے ثواب میں کمی و زیادتی ہو جائے؟

علام ابن حجر ابتدی محقق شخص میں علماء ان کا احوال کو سنبھالتے ہیں اور انکو اپنی کتاب میں نقل فرماتے ہیں جیسا کہ ملا علی قاریؒ نے نقل فرمایہ اور اس پر کچھ نقش بھی وارد نہیں فرمایا اور نہ عومنا ان کے احوال کو نقل فرمایہ رکریتے ہیں مگر اس قول کو سالم رکھا اس سے معلوم ہوا کہ ملا علی قاریؒ کی بھی یہی راستے ہے کہ نفس تلاوت کلام اللہ سے ثواب ملتا ہے، اگرچہ بلا کچھ بھی نہ ہو۔ پاں یہ بات دوسری ہے کہ سمجھ کر تلاوت کرنے میں ثواب زیادتی ملے گامگرافس ثواب کا انکار کب جائز ہو سکتا ہے۔

اور ابن حجرؓ نے جو یہ فرمایا کہ قرآن کے ملادہ اذکار میں بغیر فرم کے ثواب نہ طے گو تو اس میں ملا علی قاریؒ نے کلام فرمایا ہے کہ نفس کے ثواب کے نفع کی حدودت ہے تو یہ صحیح ہے مگر ذکر کروات ا تو سمجھنا ہی ہو کہ گواہ اللہ تعالیٰ کام احرارے رہا ہوں کسی مغلوق کام نہیں ہے رہا ہوں۔ ایسی غفلت اور جمال نے ہو کر کچھ کا کچھ کہتا ہوا دریکجا ہو کہ اللہ تعالیٰ لاماذکر کر رہا ہوں۔ یہ بہت ہی بڑا ہے اور جاہل ہو سے یہ کوئی بعد نہیں ہے کہ ایسا کڑا ایس اس سے کہ ایک شخص دعا میں یہ کہتا

سچاکہ اے اللہ صدق و کذب سے پناہ دیجئے؟ میں نے سکر ایک دوبار تو ادیں کی کہ جس کا کوئی مسلمان صدق سے پناہ نہیں گا۔ مگر جب کی بار سنا تو اس سے دریافت کیا تو بات صحیح تکلی واقعی صدق ہی سے پناہ ملنا تھا۔ میں نے من کیا کہ ایسا مست کر دوسرہ دعا قبول ہو جائے گی تو کبھی صدق و چالی نسبت ہو گی۔ اب تم تلاوت کلام اللہ بالفہم معنی کے مفہید اور موجب قرب ہونکی تائید میں طبقات کبھی کی عبارت پیش کرئے ہیں میں وہ وہدنا۔

کان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول۔ فمیں قول الامام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حین رأی ریب العزة جل جلالہ فی منامہ فقال یا رب یما یقینب الیک المتفقون قال بالحمد بتلاوة سکلای قال قلت یا رب لغفہم او بغیر فہم فقال بالحمد بنهیم وبغیر فہم۔ الہ بذریعہ ما یتعلق بعلماء الشیعة وبغیر فہم ما یتعلق بعلماء الحقيقة فان العلماء مالیم الہ لغفہم کلام ائمۃ تعالیٰ الـ بالفہر و البظر و اما العارفون فطیفہم ای فہم الکثہ و التعیف الالئمی و ذکر لایحتجاج الی فہم فقبل لذہ فما تقول فی من یقدّر اہمیت العالم من غیر فہم فقال قد حصل ان لذہ کی حرف عشوخنات فتحت قولہ وبغیر فہم مسئلتان (فیفات کہی الشافعی) (ستیج)۔ سیدی خواص رضی اللہ تعالیٰ عن امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کے بیان میں فرماتے تھے جیکہ انہوں نے (رام احمدی) التحلیل شاعر کو خوب میں دیکھا تھا۔ اور یہ فرمایا حقاً کہ تقرب پاٹے والوں نے بے زیادہ ترب کس چیزے حاصل کیا تو اللہ تعالیٰ نے ارشد فرمایا کہ اعمیمہ کلام کی تلاوت سے انہوں نے عرض کیا کہ اسے میرے رب تواترت بھکر کر جو بالہ ہو۔ ارشاد ہوا یعنی ہو بھکر کر جو بالہ ہے مرا فغم سے (یعنی بھکر کر تلاوت کرنا) تو اس کا تعلق علم ارشادیت سے ہے اور بغیر فہم کا تعلق ملائی حقیقت سے ہے۔ اس لئے کلام اللہ کے بھکر کا کوئی آر علام ارشادیت کے پاس بھر جو تو فکر کے نہیں ہے اور رسے عارفین تو ان کیلئے کلام اللہ

کے بھی کاظمیہ کشف اور غیرہم الی ہے اور دنیا کی محتاج نہیں ہیں۔ پھر ان بزرگ سے کسی نہ تو چاہا جامعہ عوامی تلاوت کے باسے میں آپ کیا فرازے ہیں جو کو بالا گئے تلاوت کرتے ہیں۔ تو فرمایا کہ تو حدیث صحیح ہے کہ حرف پر دس بیکی ملتی ہے۔ پس اماکے قول بغیر فرم کے تخت و درجتے ہیں (ایک تو عوام کی تراویت در در مسرے عارفین کی)

یعنی حدیث تمام ملار کی مستدل ہے جویہ کئے ہیں کہ بغیر فرم معنی کی بھی ثواب ملتا ہے یونہنکا اسی حدیث میں ہے کہ میں یعنی بھائی ہوں کہ اللہ ایک حرف ہے، الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے، یعنی ایک حرف ہے۔ اس طرح اسکوئیں بیکی ملتی ہے حالانکوئی بھی اس کا مطلب اپنی بحتمت۔

امام احمد بن حنبل کے ثواب کو امام عزیز نے بھی احیاء العلوم میں نقل فرمایا اور علام شرائی نے بھی اس کتاب میں نقل فرمایا تا اور سرگان دین سے بھی سنائے تو گویا اس کی صحیح پر سب کااتفاق ہے پس اسکو سند میں بیش کیا جاسکتا ہے۔

حضرت سید علی خواص نے اس کا خوب ہمی مطلب بیان فرمائے کہ بغیر کہ تعلق علائی شریعت کے حلقہ کے لام کا شکر بھی کہتے ہیں ان عادات کو نظر فرقہ کراہنوری بے اسلے کا اس کے علاوہ کوئی ذریعہ ہی نہیں ہے جس سے معانی تک رسائی ہو سکے اور بغیر فرم کو علائی حقیقت کے ساتھ متعلق فرمایا جاسکے کہ ان نہیں قدسے کو نظر فرقہ جاتی ہیں تو علائی انکو فرد سمجھا جاتا ہے وہ میسے حصے تلاوت کرتے جاتے ہیں معانی متعلق فرقہ جاتی ہیں تو علائی ہم

اکونڈو فرقہ کریمیہ مذہورت ہی کیا ہے بلکہ عادات تو نظر فرقہ کو پس ادھڑا کے درمیان جاپ بھیتیں سب سے عوام و قوان کے متعلق ارشاد فرمایا کہ بغیر فرم معنی بھی نفس تلاوت سے ثواب ملتا ہے۔ اس کے متعلق صریح حدیث ہے کہ ایک حرف کی تراویت پر دس بیکی ملتی ہے جامعہ عوامی اور عارفین کیلئے نظر فرقہ کراہنوری نہیں ہے حرف تلاوت مذہورت ہی ہے اسی سے اور مراتب کی توقع کی جاتی ہے۔

عن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عليه وسلم من قرأ حرفًا من كتاب الله فله بحسب حسنة والمحنة عشر  
امثالها لا يقوى المحرف الف حرف ولا م حرف وميم حرف. قوله  
ابوعيسى محمد بن عيسى الترمذى وقال حدیث حسن صحیح  
مشکوكة. التبيان

(رسیح) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے کتاب اللہ سے ایک حرف پڑھا اس کی وجہ  
ایک بیکی ہے اور ایک بیکی دس گناہ کر کے دی جاتی ہے میں یعنی کہا کہ (لفظ) الام ایک  
حرفت ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور امام ایک حرف اور قسم ایک حرف ہے یعنی المین  
حرفت ہیں جن پر میں نیکیاں ملتی ہیں) امام ترمذی نے اس حدیث کو روایت کر کے  
سن اور صحیح کیا ہے۔

ویکھے سخنوار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حرف کی تراویت پر دس بیکی کو فرمایا ہے  
ظاہر ہے کہ حرف کے معنی تو کوئی بھی نہیں سمجھتا پھر بھی تواب ملتا ہے اسکے معلوم  
ہوا کہ بغیر فرم معنی کے بھی تواب ملتا ہے۔

حضرت مولانا شاه اہل اللہ صاحب دہلوی اپنے رسالہ چہار باب میں تحریر  
فرماتے ہیں کہ:

تلاوت قرآن پاک کی فضیلت (قرآن پاک)  
(فضیلت تلاوت قرآن) و تراویت آن  
نیک ترین عبادت است کہ رسول  
کی تلاوت تکرہ ترین عبادت ہے کیونکہ  
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد  
علی القیمة والشکر فرمودہ است کہ  
ہر حرف کا از قرآن مجید بخاذ ثواب  
پر جو ثواب ملتا ہے اللہ تعالیٰ اس  
کو دس گناہ کے خاتمہ نہیں دارد کہ  
الله کی حرف است بلکہ الف یک  
حرف است۔

لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ قرآن شریف پڑھ کر دلستہ کریے تھامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کر سکا۔ اور یہی فرمائی کہ قرآن حبہ خواہ فروخت کرے۔ قرآن را بیویند کر قرآن را تسلی بخواہ در درجات بہشت رہتی کن مکان تو آنچا کہ تمام کی قرامات آں۔ و فرمود کہ خاندن قرآن شریف بہتر است از بیرونِ حج و حمد و حمد و پس انم برہر مسلمان است کہ ہر دن قدسے تسلی اور جو کوئی کامیابی ملے تو اس کی فضیلت صحیح بسیار وارد شدہ۔

اگر مطلع باشد و بغیر معافی آں پس بہتر است و لاد روت تلاوت اس قدر داند کہ کلام خدا است و اپنے درآں امر و نیز و قصص ذکر کردا است راست و درست اسے من کیا گی اے اور تو قصص و حکایات میان کئے گئے ہیں بس بع اور ایمان آوردم بداں۔

(پڑا بستا)

و یقینی حضرت شاہ صاحب لام کس قدر تفصیل سے اس مسئلہ پر کلام فرمایا ہے کہ جو شخص منافق کو سمجھتا ہے اس کے لئے تو سمجھ کر تلاوت کرنا بہتر

ہے اور جو لوگ اس کے اہل نہیں انکو چاہئے کہ بالا فہم ہی تلاوت کریں مگر اس آشٹھنارے ساتھ کریے اللہ تعالیٰ کا کلام ہے ارجو چھے اور موناہی و قصص اس کتاب میں میں درست و راست میں، یہ تلاوت اللہ تعالیٰ کے نزدیک معتبر اور مقبول ہے بلکہ یہ سکتا ہے کہ خشوع و خفوجع کی وجہ سے الی تلاوت کجو کر تلاوت کرنے والوں کی تلاوت سے بڑھ جائے۔ چنانچہ مولا نا عبید الرؤوف ہے۔

نمایز میں اگر آیات قرآنی کو سمجھ کر پڑھنے والی بہتری میں کامیاب نہیں لیکن زیکر تاہم نفس نماز میں اس سے کوئی خوبی نہیں پیدا ہوئی۔ نماز اکیل غبارت ہے اور اس سے مقصود اعلیٰ خشوع و خفوجع پیدا کرنا ہے اور وہ آیات کے مطلب نہ بھجنے سے کبھی پیدا کو سکتا ہے۔ اکیل بے علم جو آیات کو کلام اللہ سمجھ کر پڑھ لیتا ہے دل سے خدا گیرن موت مرہتا ہے۔ خشوع و خفوجع اس پر غالب رہتا ہے اس کی نماز اس عالم کی نماز سے بڑا رکونہ بہتر ہے جو آیات کو سمجھ کر محانی کی حقیقت اور مسائل کے اختلاف میں پیش جاتا ہے اور عبارت کے دقت ملی تحقیقات کرنے لگتا ہے راجح ایک اس عمارت سے بھی معلوم ہوا کہ تلاوت کلام اللہ میں خشوع و خفوجع فیلم محانی پر موقوف نہیں بلکہ خیال اس کے یہی پیدا ہو سکتا ہے۔

چنانچہ حضرت علیہ رضی اللہ عنہ کا تصریح مذکور ہوا کہ تلاوت سے پہلے ہی آپ پر غشی طاری ہو جاتی تھی اور ہذا کشکلام رہی۔ ہذا کشکلام رہی رجیس رب کا کلام ہے، یہ میرے رب کا کلام ہے، بار بار فرمائے گئے تھے سجان ان کس قدر غلط دجالت کلام اللہ کی صحابہ کے قلوب میں راجح تھی۔ یہ سوچ کر کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تب ہوش ہو جاتے تھے تو کیا اب ہر شخص تلاوت سے پہلے یہ سوچ نہیں سکتا اور کیا اس سے اثر نہیں لے سکتا؟ اس میں تو پڑھنے، بند پڑھنے، عربی بھی سب برابر ہیں۔ پس ہر شخص پر لازم ہے کہ اس کا

کی عملت و جملات کے استھان اس کے ساتھ تلاوت کر کے تلاوت کے  
اور یہ بھی سنتے! عمل کا تعلق فہم سے نہیں ہے بلکہ ایمان سے ہے۔ عمل  
کے استھان سے ڈر جائے ہیں اور ائمۃ تعالیٰ کے قول اپنے یہو جاؤ ائمۃ تعالیٰ کے ذکر سے تلوب  
کو ایمان حاصل ہوتا ہے۔ میں یہاں ایمان مذکور ہے تو وہ جل در خوف کے منانی نہیں ہے  
اس لئے کہ ایمان سے مراد تلب کی مشکل اور شرح صدیبے جو خوف صرف اور تو خود سے  
حاصل ہوتا ہے اور یہ خوف کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے۔

اکا حاصل تلاوت قرآن بلام فہم کے تعلق ہمارے اکا بر کی یہ تصریحات ہیں جو  
هر احمد دلالت کرنے میں کہ تلاوت بلام فہمی خفیداً و روجوب قرب ہے۔ پھر جہاں  
علماء محققین کے اقوال دار الشادات کو یوں تکریزیاً مانتا ہیں کیا جا سکتا ہے مہر  
میں تو ان کے ارشادات کو وجہ اور سند بنایا جائے پھر آخری مسئلہ میں یہاں  
ساقط الاعتبار قرار دیا جائے۔

خود سچے کہ اج تلاوت کلام اللہ کو غیر ضروری قرار دیا جائے۔ کل کوئی روز  
امروں کو غیر ضروری کہ دیا جائے تو اس طرح سارے میں بھی ختم ہو جائیگا اور دین کا  
کوئی کرن سالم شرہ جائے گا۔

اس لئے میں کہتا ہوں کہ بلا فہمی تلاوت کرنی چاہئے، اس فکر میں رہنا کہم  
میں فہم پیدا ہو جائے گی اور عزمیت سے تجویبی دافت ہو جائیں گے تب تلاوت  
کریں گے یہ دعویٰ کہ اور نفس و شیطان کا کیدیے اس کی طرف احلا الففات نہ  
کرنا چاہئے۔ اگر فہم کو شرط قرار دیا جائے تو ہبہ سے مسلمان اس تلاوت کی نہت  
عقلی سے خود ہو جائیں گے اس لئے کاکشیت تو بھروسی کی ہے جب تک  
سمجھ پیدا کر سکے اگر کا ایک کیڑھ جنم ہو پکے کا اور اکٹھ تو مری جائیں گے تو نہ سمجھو  
ہی پیدا ہوئی اور نہ تلاوت ہی کے بکات سے حصے ملے گا، غالی کے خالی ہی رہ جائیں  
گے اور تلاوت کے ذریعہ جو رشتہ اور قانون اللہ سے جلتا ہے وہ منقطع ہو جائیگا  
تو کس قدر مان اور خدا کی چیز ہوگی۔ خوب سمجھ لیجئے۔

اور یہ بھی سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ہر طرح سے ایجاز رکھا ہے۔ الفاظا

(ترجع) یعنی مومنین کے قلوب اُن کے ذکر سے ایک بھیت اور شان جلیل کی مغلت  
کے استھان سے ڈر جائے ہیں اور ائمۃ تعالیٰ کے قول اپنے یہو جاؤ ائمۃ تعالیٰ کے ذکر سے تلوب  
کو ایمان حاصل ہوتا ہے۔ میں یہاں ایمان مذکور ہے تو وہ جل در خوف کے منانی نہیں ہے  
اس لئے کہ ایمان سے مراد تلب کی مشکل اور شرح صدیبے جو خوف صرف اور تو خود سے  
حاصل ہوتا ہے اور یہ خوف کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے۔

اکا حاصل تلاوت قرآن بلام فہم کے تعلق ہمارے اکا بر کی یہ تصریحات ہیں جو  
هر احمد دلالت کرنے میں کہ تلاوت بلام فہمی خفیداً و روجوب قرب ہے۔ پھر جہاں  
علماء محققین کے اقوال دار الشادات کو یوں تکریزیاً مانتا ہیں کیا جا سکتا ہے مہر  
میں تو ان کے ارشادات کو وجہ اور سند بنایا جائے پھر آخری مسئلہ میں یہاں  
ساقط الاعتبار قرار دیا جائے۔

خود سچے کہ اج تلاوت کلام اللہ کو غیر ضروری قرار دیا جائے۔ کل کوئی روز  
امروں کو غیر ضروری کہ دیا جائے تو اس طرح سارے میں بھی ختم ہو جائیگا اور دین کا  
کوئی کرن سالم شرہ جائے گا۔

اس لئے میں کہتا ہوں کہ بلا فہمی تلاوت کرنی چاہئے، اس فکر میں رہنا کہم  
میں فہم پیدا ہو جائے گی اور عزمیت سے تجویبی دافت ہو جائیں گے تب تلاوت  
کریں گے یہ دعویٰ کہ اور نفس و شیطان کا کیدیے اس کی طرف احلا الففات نہ  
کرنا چاہئے۔ اگر فہم کو شرط قرار دیا جائے تو ہبہ سے مسلمان اس تلاوت کی نہت  
عقلی سے خود ہو جائیں گے اس لئے کاکشیت تو بھروسی کی ہے جب تک  
سمجھ پیدا کر سکے اگر کیڑھ جنم ہو پکے کا اور اکٹھ تو مری جائیں گے تو نہ سمجھو  
ہی پیدا ہوئی اور نہ تلاوت ہی کے بکات سے حصے ملے گا، غالی کے خالی ہی رہ جائیں  
گے اور تلاوت کے ذریعہ جو رشتہ اور قانون اللہ سے جلتا ہے وہ منقطع ہو جائیگا  
تو کس قدر مان اور خدا کی چیز ہوگی۔ خوب سمجھ لیجئے۔

اور یہ بھی سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ہر طرح سے ایجاز رکھا ہے۔ الفاظا

کے اعتبار سے بھی اور معانی کے اعتبار سے بھی۔ جنابِ عرب فنا حاجت، بلاغت میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے کہی کتنی سو شعری البدلیہ کمیتے تھے مگر قرآن کی اکیش چھوٹی سورہ کے برابر بھی نہ لاسکے۔ اسی طرح اس کے معانی کے سمجھنے سلیمانیہ ایجاد ہے۔ حضرت مولانا قاسم صاحب فرماتے تھے کہ کتنی بھی تکفیر دیکھ لی جائیں مگر قرآن کے مطالب و معانی عفو نہیں رہتے۔ تو اخڑکا بات ہے بس یہی کہا جاسکتا ہے کہ معنی میں اسقدر وسعت ہے کہ احاطہ نہیں ہو سکتا، غفلت ہی رہا ہو جاتی ہے۔ ایک بھی آیت میں مفسرین کے مختلف اقوال ہوتے ہیں سب کا مستحضر رکھنا ہے دشوار ہے، بار بار راجحت کی خود رست پڑتی ہے۔

قرآن پاک کے الفاظ ہی کا یاد کرناؤ کی معمولی بات نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے پوکہ حفاظت کا مذہلیا ہے اس لئے خاطر پر اس کے حفظ کو آسان فرمادیتے ہیں درہ الشان کے باتیں کی باتیں ہے گی یاد کو کسے۔ پس اگر ہر شخص کو فہم کا مکلف کر دیا جائے تو ہبہت یاد شواری ہو جائے گی جیسے کوئی انگریزی اور ہندی نہ جانتا ہو اسے شخص سے کہا جائے کہ اس میں تدریک و تحمل کیسے تدبیر کر سکتا ہے ظاہر ہے کہ امرِ تکلیف مالا ایطاق کے قبل سے ہو گا۔

ستونے: میں تدبر و تفکر اور فہم قرآن کو منع نہیں کرتا۔ سب لوگ عالم ہو جائیں اور لفڑی قرآن کرنے لگیں تو اس سے ٹہکر خوشی کی کیا بات ہو سکتی ہے بھگللات کا اسکو موقوف علیٰ سٹھرا ناالبت غلافِ نقل و عقل ہے اور بزرگوں کی تصریحات کے مزاح ہے۔

اب مناسب مکملوم ہوتا ہے کہ ابیانے حامل قرآن کے آداب تقلیل کر دیتے جائیں جو نہیں ہی محدود اور قابل رعایت ہیں۔ اس کے بعد انشاء اللہ قرآن کے آداب بیان کئے جائیں گے۔

عہ طلاق و خلوت سے باہر کام سنبھنا۔ ۷

# حامل قرآن کے آداب و اقتداء

حامل قرآن کو جن آداب سے مُودب اور جن صفات سے مُتھف ہو جائیے وہ ہست ہیں۔

منجلان کے ایک یہی کہ اس کے حالات نہایت ہی علمہ اور خصال ہست ہی ہست جو چاہیں نہر قرآن کریم کی تنظیم اور اس کے اجالاں کی حاطر اسکو چاہئے کہ اپنے نفس کو ان مقام چیزوں سے دور رکھ جن سے قرآن شرافت نے منع فرمایا ہے، نیز اسے چاہئے کہ زریں کمی کے احراز کرے۔ شرافت النفس پورا اہل دنیا بخواهم اور جا بیرہیں ان سے استغفار و ترقی برستے اور جو لوگ اہل نیز اور صاحبین یا مسلمین میں ان سے غایت تواضع کے ساتھ پیش آئے نہر قرآن کو چاہئے کہ صاحب خوشی ہو اور صاحب وقار و اہل سکینہ ہو۔ حضرت عمر بن الخطابؓ سے مردی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اے قارئ کی جماعت اپنے صدوں کو اٹھاوا (دیکھو) ہم تارے نے راست واضح ہے لہذا انہیں سبقت کرنے والے نہ ہوں لوگوں پر بارہ نہ ہو۔

اسی طرح حضرت علی اللہ عن عائشہ فرماتے ہیں کہ جس کے سینے میں قرآن ہواں کو ایسا ہونا چاہئے کہ وہ اپنی رات سے پہچانا جائے جس وقت کہ سب لوگ سورے ہوں اور راتے دن سے پہچانا جائے جب تک لوگ کھاپی رہے ہوں ریسمی روذہ رکھ کر ہوئے ہو) اور اپنے حزن و غم سے پہچانا جائے جس وقت کہ سب لوگ خوشیاں مناہے ہوں اور اپنے گریہ و نازاری سے پہچانا جائے جب لوگ ہنس بول رہے ہوں۔ اور اپنی خاموشی و سکوت سے پہچانا جائے

چکب لوگ ادھر ادھر کی باتیں کر رہے ہوں اور یکو اس میں مشغول ہوں۔ اسی طرح اپنی مکنت و قواطع سے پچانا جائے جس دقت کر سب لوگ فرد عذر کی باتوں میں لگے ہوئے ہوں۔

حضرت حسن بن علیؑ سے روایت ہے کہ اپنے فرماںکاری میں پہلے جو لوگ تھے انکی حالت یعنی کفر آن کا پانپ رب کے پاس سے ایسا ہوا کنکوب سمجھتے چنانچہ روات آوس میں تدریک کرنے کے اور دن میں اپنے پراسکونا نزد کرتے تھے یعنی اس کے احکام پر عمل کرتے تھے۔

حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ حامل قرآن کو اپنی کوئی حاجت خلفاء کے پاس اور دشکر کی اعیان سلطنت کے پاس نہیں لے جانا چاہئے۔ انہیں سے یہ بھی منقول ہے کہ حامل قرآن گویر چم اسلام کا حامل ہے لہذا اس کی دنیا بے الگ ہوتی چاہئے یعنی شوکی بلوکرے والے کے ساتھ لہو کرے اور نہ کسی سہوکر نیوالے کے ساتھ سہو کرے اور کسی افسو کے کام کر نہوں لے لیا تھا بکلخون میں پڑے۔ حق قرآن کے احوال اور اس کی تعلیمات کا یہی تقاضہ ہے۔

**فصل :** حامل قرآن کو حن امور کا حکم کیا جائے گا ان میں سے ایک اتم ہے یہ بھی ہے کہ قرآن کیم کو ذریعت معاش اور کمائی بنانے سے بہت ہی زیادہ خذل (پریز) کرے۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن بشیلؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”قرآن کو ٹھوٹھو مگر اس کو کھانا نہ بناؤ، نہ اس پر ظل و جفا کرو کہ یکسوہی ان اور نہ اس میں ظلکو و کہ عرض آواز درست کرنے اور حروف نکالنے ہی کے درپر رجو۔“

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ قرآن کو اس سے میلے پہلے ٹڑھ لوک ایک ایسی قوم اور جو اسکو تیر کے ماندیدھا کرے گی اور دنیا ہی میں اس کا صلچا ہے گی (یعنی تحریف و شہرت اور مال دینو) اور آخرت اکو مقصد و

نہ ہوگی۔

حضرت فضیل بن عیاض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی میں سے دو شخص کسی مسجد میں گئے تمازکے بعد جب امام نے سلام پھر تو کوئی شخص کھٹا ہوا اور قرآن شریف کی چند آیتیں تلاوت کیں پھر لوگوں سے سوال کیا یہ دیکھ کر ان دلوںیں صحابیوں میں سے اکب نے اتنا لکھ رہا تھا اور ایسا کہ

اللّٰهُ رَّأَى جَهَنَّمَ فِي أَوْرَاقِ قُرْآنٍ فَرَبِّيَ إِلَيْهِ كُمَّا تَرَى  
إِنَّهُ رَّأَى جَهَنَّمَ فِي أَوْرَاقِ قُرْآنٍ فَرَبِّيَ إِلَيْهِ كُمَّا تَرَى

ارشاد فرماتے سنے کے عقربہ بیب ایک قوم ایسی آئی جو قرآن پڑھ کر لوگوں سے سوال کر رہے گی سبوجو شخص قرآن کے ذریعہ سوال کرے اسکو مت دو۔

## مَعْوَلَاتِ سَلَفٍ

**فصل :** مناس بے کہ تلاوت قرآن پر مخالفت کی جائے اور اس کا زیادہ سے زیادہ معمول رکھا جائے چنانچہ اسلام کا معمول ختم قرآن کی مقدار کے باہم میں خلافت تھا۔ بعض سلف کا تو قی معمول عالمگارہ دو ماہ میں ایک نہ سمجھتے تھے اور بعض ہر مہینہ میں ایک ختم۔ اور بعض ہر عشرہ میں ایک بار یعنی ایک ماہ میں تین ختم کرتے تھے، اور بعض ہر سیفہ میں ایک ختم کرتے تھے۔ بعض پھر دن میں اور پہاڑج دن میں، بعض چار دن میں قرآن شریف ختم کرتے تھے، اور بہت سے لوگوں کا معمول تین دن میں ختم کرنے کا تھا۔ بعض دو ہی دن میں ختم کرتے تھے، بعض شانہ روز میں ختم کرتے تھے اور بعض حشرات ایک دن میں دو ختم فرماتے تھے۔ بعض حشرات رات دن میں تین ختم فرماتے تھے۔ بعضوں سے رات دن میں اٹھا آٹھ ختم منقول ہے۔ چار دن میں اور چار رات میں۔

چنانچہ حضرت سید ناعم انہیم داریؒ، سعید بن جبیرؒ، مجاهدؒ اور حضرت امام شافعیؒ ان لوگوں میں سے ہیں جن کا معمول ایک دن رات میں سالا

قرآن ختم کر تیکا عجہا اور حن لوگوں نے ایک دن رات میں تین بھن ختم کیا ہے ان میں سے ایک حضرت سلیم بن عقبہ ہیں جو خلافت معاویہ کے دور میں مصر کے قائمی تھے اور ابو بکر بن واوڈ کے بیان کے مطابق تو وہ ایک شہ میں چار ختم فرمایا کرتے تھے۔

اور ایک بزرگ ہیں ابن الکاتب ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ دن میں چار ختم کرتے تھے اور پھر چار بخی ختم رات کو بھی فرمایا کرتے تھے اور یہی بے زیادہ مقدار ہے جو اس باب میں ہم تک پہنچی ہے یعنی روزانہ آٹھ ختم سے زائد کسی کے متعلق روایت نہیں پہنچی۔ رہا یا کہ قرآن شریعت کا ختم کم سے کم کلتے وقت میں کیا الگ اتواس کے متعلق ہے؟

حضرت منصور بن راذان تو خدا تابعین میں شمار کئے جاتے ہیں وہ رمضان شریعت میں روزانہ دو ختم فرماتے تھے ایک ظہرا و عصر کے مابین اور دوسرا مغرب و غشار کے درمیان۔

تیزی بودا و دی روایت ہے کہ جمادی مغرب اور عشاء کے مابین قرآن ختم فرمایا کرتے تھے، منصور بنتی ہیں کہ علی ازدی رمضان شریعت میں مابین مغرب و غشاء ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم بن سعد فرماتے ہیں کہ میرے والد جوہہ یا نذر کر بیٹھتے تھے اور اپنے جوہہ کو گھولتے تھے تھے میہاں تک کہ قرآن ختم فرمائیتے تھے۔

**رحمۃ العبور** : یہ ایک طریقہ نشست ہے کہ اس میں پیٹھ اور مذہبیوں کو کسی رومال یا چادر وغیرہ سے باندھ لیتے تھے جس کی وجہ سے میٹھنے میں راحت ملتی ہے اور اس کپڑے کو جس سے باندھتے ہیں جوہہ بنتی ہیں)

اور وہ حضرات جنوبی سے ایک رکن میں ختم قرآن کیا تو وہ بھی بیشمار ہیں پتا پختہ مقدمیں میں سے حضرت نہمان، یہیں داری، سید بن جیرہ اسی فہرست میں ہیں۔

اسی طرح جو حضرات ہفتہ میں ایک دفعہ قرآن شریعت ختم فرماتے تھے وہ بھی بکثرت ہیں۔ چنانچہ صحا میں سے حضرت نہمان، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابی گھبہ اور تابعین میں سے حضرت عبدالعزیز بن عین بن زید، حضرت علقم، حضرت ابراہیم و خیرم کا یہی معمول تھا۔ یہی معمول غمی بسوئے گھلائیکے۔ اس میں قرآن شریعت کی سات منزلوں کی طرف اشارہ ہے۔ اس طرح کہ ہر منزل کی اول سورہ کا نام میں جو حرف سے مارا ہے۔ یعنی فاء میں فاء تھی، یہی میں سے ما نہ۔ یا اے یون۔ باطنے میں اسرائیل شہین سے شعرا۔ واؤ سے والحقت۔ اور قاف سے سورہ قاف۔

یہی بارے بزرگوں ہمیں حضرت حاجی صاحب و حضرت مولانا حقاونی کا بھی معمول تھا۔ اسلاف کا معمول تلاوت کے اب میں جو جھا آپ نے ملاحظ فرمایا اب سننے کو قول فیصل اس باب میں یہ ہے کہ مقدار اشخاص کے اختلاف سے مختلف ہے چنانچہ جس شخص کیلئے دقیق ذکر کے لاطائف اور معارف قرآنی قابل انتہا ہوں اسکو جا پئے کہ اتنی مقدار پڑھتے کہ جس سے اپنے پڑھتے ہوئے کو کامل طور سے سمجھ بھی سکے اور جو شخص اشاعت علم دین یا اسی طرح کے اور در دوسرے مہات دین اور مصلح عامہ مسلمین میں مشغول ہو تو اس کو جعلے کے تلاوت میں اتنی یہی مقدار پر القاء کرے جس سے اس کے مقصد میں خلل واقع نہ ہو۔ اور اگر ان لوگوں میں سے نہیں ہے تو پھر جس قدر زیادہ تلاوت کر سکے کرے اس اس کا خال رکھ کر اتنی تحریر کرے جو موجب کلال و لال ہو جائے یا جلدی ختم کرنے کے لئے تیز تیز پڑھنے لگے۔ (جیسے نگاہ کاٹ رہا ہو معاویہ)



## رات میں تلاوت کی کشت

رائک ادب حامل قرآن کا یہ ہے کہ اسکو جائز ہے کہ قرآن شریف کی تلاوت شب کے اوقات میں زیادہ کرے۔ بالخصوص تجوید کی نماز میں۔  
الشرعاً ارشاد فرمائے ہیں :

لیوسواع من اهل الکتاب امة قامۃٰ یتلاؤن آیات اللہ ان االلیل  
وھم یجعدون یؤمِنون باللہ و الیوم الآخر و امروت بالمعروف  
ینهون عن المنکر و یارعون فی الخیارات والواثق من الضلایل  
(ترجمہ) یہ براہ راست ان اہل کتاب میں سے ایک جماعت دہ میں ہے جو قائم  
ہیں الشکی تینیں اوقات شب میں پڑھتے ہیں، اور وہ سزا بھی پڑھتے ہیں، اشترپر اور  
قیامت والے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام مبتلا ہوتے ہیں اور بہری بلوق سے روکتے ہیں،  
اور نیک کاموں میں دوست ہوتے ہیں اور یہ توک شاشٹھ لگوں میں ہیں۔

نیز صحیح روایتوں میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
عبداللہ سہی خوب آدمی ہیں۔ کاش وہ رات میں بھی نمازیں پڑھتے۔  
دوسرا صحیح حدیث میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی اللہ  
اس شخص کے ماندہ سرت ہو جانا اکر وہ رات واٹھا کرتا تھا اچھا مٹھا ترک رکیا۔  
حضرت سہل بن حنبل کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
کہ مومن کا شرف قیام لیں ہیں۔ احادیث و آثار اس باب میں ہستیں  
چنانچہ ابوالا جو حصہ جسی ہے ہیں کہ ایک شخص لوگوں کے خیوں کے درمیان  
سے شب میں گذرتا اور اس کے سرپنے والوں کی اواز ایسی ستاتھا ہے کہ  
شہد کے مکھی کی یہ بھنسنا ہٹ ہوتی ہے تو یہ سُنکر کرخُمَّا کہتا تھا اکر کیا  
صورت ہو کر یوگ جس چجز سے خوف کر رہے ہیں (رجیا کا ایسی آواز سے  
ظاہر ہو رہا ہے)، اس سے مطلع ہیں اور بے خوف ہو جائیں۔

حضرت ابراہیمؑ فرمایا کرتے ہے کہ شب میں قرآن ہندر پڑھا کر جا ہے تھوڑی  
ہی دیر سبی۔ مثلاً اتنی بھی دیر بھٹاک بھری دو ہنے میں وقت لگاتا ہے۔ حضرت نبی نہ  
فرماتے ہیں کہ جب میں شب میں سور ہوں اور آخر شب میں آنکھ کھا (تو بھی نہ  
انہوں) اور سچر سوجاوں تو خدا کرے کہیں انہوں کو کبھی سوانح غیب نہ ہو۔  
(شب میداری کی دولت پا کر پھر اس سے مختلف شہوں کے قلق کو اس عنوان  
سے ظاہر کرتے تھے۔)

علام ابو نوویؑ فرماتے ہیں کہ میں نے صلوٰۃ لیل اور اس میں تلاوت کی فضیلت  
اس لئے بیان کی اور اسکو راجح است کہ اس وقت جو تلاوت ہوئی ہے وہ  
قلب کی جیعت کے ساتھ ہوتی ہے۔ دیگر مشاغل، اہم و لعب اور رضوی ربات و  
حوالوں کی فکرے خالی ہوتی ہے۔ ریاست پاک ہوتی ہے اور دوسرا مختلطات اور  
سے محفوظ ہوتی ہے۔ علاوه ازیں شریعت میں رات کے جو فضائل دار ہیں  
مثلاً کثیرات دبر کات کا جو ادارات ہیں میں ہوتا ہے۔ وہ سب تالی کو حاصل  
ہوں گی۔ ویکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو معراج ہوتی ہے شب میں ہوئی  
اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ تمبارب ہر شب میں نعمت رات گذرنے کے  
بعد سماۓ دنیا پر زوال فرماتا ہے اور اعلان فرمایا جاتا ہے کہے کوئی و دعا کرنے  
والا جس کے دعا کی اجاہت کروں الحدیث (و تو کیوں یہ کہی رات ہی میں ہوتا  
ہے)، اور سنو! حدیث میں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا  
کہ ہر رات میں ایک ساعت انسی ہوتی ہے کہ الشرعاً اسی اوقات میں اس وقت کی دعا قبول  
فرماتا ہے۔

کچھ یہ بھجو کہ قیام لیل کی فضیلت اور اس میں قوارت کا شرف قیلم تھار  
اور کشہ میر مقدار سبے حاصل ہوتا ہے۔ یہ لگبた ہے کہ جس قدر زیادہ مقدار  
ہوگی انسی ہی بہتر ہوگی باقی ساری رات کو گھیر لینا تو گر کبھی کبھی ہو تو مغل افغان  
عہ اجرد ڈواب کو ضائع کر دینے والی چیز۔ ۲

نہیں بشرطک صحت کیلئے مذہب ہو میکن اس پر دوام برداز امکروہ ہے اور یہ جو کہا گیا ہے کہ نفیت قیام لیں مقدارِ قلیل سے بھی حاصل ہو جاتی ہے تو اسکی دلیل سنو!

حضرت خدی اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عاصش سے مردی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے شب میں دس ایتیں منازل پڑھیں تو وہ غافلین میں سے نہیں شمار ہوگا۔ اور جو شخص سو ایتیں پڑھے گا اس کا شمار فاقیہین میں ہو گا اور جو ایک ہزار ایتیں پڑھے گا وہ مقطیں میں شمار ہو گا۔

حضرت علیہ این عجاش سے روایت ہے میں کہ جس شخص نے رات میں صرف دو کرتیں بھی پڑھ لیں تو گویا اس نے ساری رات اللہ کے آگے کریم اور سجدے میں گزاری۔

## قرآن کے بھلا دینے کی نہادت اور وعیٰ شدید

ایک ادب حامل قرآن کا یہ ہے کہ وہ اپنے پڑھتے ہوئے کو یاد بھی رکھ جو کہ نہ دے۔ حضرت ابو موسیٰ الشعراً سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس قرآن کی اچھی طرح سے حفاظت کرو اور بگران رکھو قسم ہے اس ذات کی جس کے تقبیہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مانان ہے۔ یہ قرآن اس اونٹ سے بھی زیادہ بھاگ نکلنے والا ہے جس میں مالکیں رسی میں بننے ہوں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صاحب قرآن کی مثالی یہ ہے کہ صاحب ابل جس نے اسکی مانگ باندھ رکھ ہوا اگر اس کا خیال رکھتا تو اونٹ پر اس کا قابو رہے گا اور اگر کھول دیا تو اونٹ نکل بھاگ گا۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ مجھ پر میری امت کے اعمال کے اجر (دار) و ثواب پیش کرنے کے نہایت کا اگر کسی شخص نے مجھ سے خس و خاشاک کو درکار کیا تھا تو وہ بھی پیش ہوا۔ اسی طرز پر میری امت کے ذوبن (اور گناہ) بھی پیش کرنے کے لئے۔ مجھے ان میں کوئی گناہ اس سے بڑھ کر نہیں نظر آیا کہ کسی انسان کو قرآن شریعت کی کوئی سورۃ یا کوئی آیت یا ادعا و اور پھر اس نے اسکو بھالا دیا ہو۔

حضرت عبد بن عبادؓ سے روایت ہے کہ جس شخص نے قرآن شریعت کو پڑھا پھر اسکو بھلا دیا تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا لاس کے بدن پر جذام ہو گا۔

**فصل :-** حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو شخص شب میں اپنے درود (ظفیر الدین) وغیرہ سے سوچائے پھر اس کو صبح، پھر اور نظر کے درمیان وقت میں اوکرے تو یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ اس نے شب ہی میں ادا کیا ہو۔ حضرت علیمان بن یاساریؓ کی میں الیک شب اپنے درد کو نہ پڑھ سکا اور درود سورہ لقوق کی تلاوت کا تھا جب صبح کو اعلیٰ تو وہ نہ تاذکہ فرانتا۔ اللہ یعنی راجحون پڑھا۔ اسی رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک برقہ رینی گائے۔ پھر جو جو کو اپنے مینگ سے مار دیتی ہے۔ این ایں اللہ تعالیٰ کی حافظ قرآن کا واقع لعل کیا ہے کہ الیک شب وہ سو گئے اور اپنے معقول کو نہ اوکرے شب کو انھوں نے خواب دیکھا کوئی کہنے والا ان سے کہہ رہا ہے کہ۔

پڑھے افسوس اور تسبیح کی بات ہے کہ ایسا تن و تو ش اور ایسی صحت رکھنے والا بھاگ تو صحیح سکر پڑھتا رہا۔ میں اس قدر غافل ہو۔ اور روت کا یہ حال ہے کہ اس کے چھپنے سے رات کی تاریخی میں امن نہیں ہے راس کا تو قاضی تھا کہ انسان اس طرح سے غافل نہ ہوتا۔



# آداب تلاوت قرآن پاک

میں نے شروع میں وعدہ کیا تھا کہ آداب تلاوت مستقل طور پر سیان کرنے کا  
اس نے بیان کرتا ہوں۔ بعض آداب پہلے بیان ہو چکے ہیں تاہم ثانیہ  
لکھتا ہوں تو اکابر بچا ہو جائیں وہ وہذا  
کتاب الاذکار میں ہے کہ:

بے پہلی چیز جس کا قاری اپنی قراءت میں مامور ہے وہ اخلاص ہے اور  
قرآن پاک کے ادب کی رعایت ہے پس اس کو چاہئے کہ اپنے دل میں اختفاء  
کر کے اللہ تعالیٰ سے مناجات کر رہا ہے۔ اور قراءت ایسے حال پر کرے گویا اللہ  
تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے، اگر نہیں دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ تو دیکھتے ہیں۔  
احیاء العلوم میں ہے کہ:

تلاوت کرنے والے کو چاہئے کہ کلام اللہ کی عظمت کو سمجھو اور ابتداء تلاوت ہی  
میں سچکم کی تعظیم کو سمجھنے کرے اور یہ سوچے کہ جس کلام کی تلاوت کرنے والے ہے  
وہ کسی بشر کا کلام نہیں ہے بلکہ اللہ جل جلالہ کا کلام ہے۔

نیز احیاء العلوم میں ہے کہ:

قاری کے لئے مناسب ہے کہ با وضو ہو۔ وقار اور سکون کی بیست میں  
ہو، قبلہ رہو اس کا بیٹھنا تکبر کے طور پر نہ ہو بلکہ اس کا جلوس خلوت میں اس  
طور پر ہو جیسے ایک شاگرد شید اپنے استاذ حرم کے سامنے میتھتا ہے اور  
انفضل احوال یہ ہے کہ نماز میں کھڑے ہو کر پڑھے اور اگر وہ مسجد میں ہو تو

یہ افضل الاعمال ہے اور اگر بلا وضو کے لیٹ کر قراءت کرے تو بھی فضیلت ہے  
مگر چیل قراءت سے اس کی فضیلت کم ہے۔

## دوران تلاوت تالی کی کیفیت

کتاب الاذکار میں ہے کہ قاری کی شان یہ بھوئی پڑھائیے کہ اسکی قراءت میں خشوع و تدریج  
اور خضوع ہو اور سچی مطہب تقدیم ہے اسکی سے سینوں میں انشراح اور تقویٰ میں نور  
پیدا ہوتا ہے چنانچہ سلف کے کچھ لوگ ایک ایت کی تلاوت رات بھر کرے  
رہ جاتے تھے۔ اور رات کے کاشھ حصہ تو تبدیر کرنے میں لگا رہ دیتے تھے۔ اور ایک  
جماعت تو تلاوت کے وقت ہوش بھوئی اور کئے لوگ بربھی گئے اور سختی یہ تک  
تلاوت کے وقت روئے، اگر رونے پر قادر نہ ہو تو رونے کی صورت بنادیے  
استھے کہ قراءت کے وقت بکار عالمین کی عادت اور اللہ تعالیٰ کے صلک بندی  
کا طبقہ ہے اور اشتہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:  
وَيَرْتَبِعُونَ لِأَذْكَارِهِنَّ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَأَرْمَوْلُؤُونَ كَمْ جَرَتْ مِنْ رَبِّيْلَوْلَؤَادَ  
يَرْتَبِعُونَ حَثْوَعًا (الأنبياء) یہ قرآن کا خشوع اور بیعادیت ہے۔  
صاحب روح العالم اس ایت کے تحت فرماتے ہیں کہ:

و قد جاء في مذهب البابا من خيثم تعالي اخبار كثيرة اخرج الحليم  
الترمذى عن النفوابين سعد قال قال رسول الله صل الله عليه وسلم  
لوان عبداً أبكيه فـ امته لاخن الله نـ قـتـلـتـ تـلـكـ الـأـمـةـ منـ الـأـرـبـيـعـاءـ  
ذلك العبدـ

ومامن عمل الاله وترن ونواب الاله دمعة فانها انطوى بمحوساً  
من النار وما اغرس وقت عين عياء هام من خطيء اللہ تعالیٰ المکرم اللہ  
تقلاجدة ها على النار فان فاض علو خدداً لم ير هق وجہ قرق ولا ذلة  
واخر يوم يصاعدن ابن عباس قال سمعت رسول الله صل الله عليه وسلم

یقول عینان لامتحنها انتار عین بکت من خشیة الله و عنین بانت محروس  
فی سبیل الله .

واخر هو والناس و مسلم قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم  
لامتحن الناس جل جلاله من خشیة الله تکتم حقیقی یعود اللہ بنی في الفروع و  
لا جقم علی عبد غبار فی سبیل الله تعالیٰ و دخان جهنم . و ناد الناس  
فی مضری، و مسلم ابداً . و یتبغی ان یکون ذلك حال العلماء فقد اخرج  
ابن حجر و ابن المنذر و غيرهما عن عبد الله العثيمین قال ان  
من اوتی من العلم ما لا یکنی خلیق ان، قد اوتی من العلم ما لا یتفق  
لان الله تعالیٰ ففت اهل العلم فقال و مخزون الادعیاں یکون

(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ کے خون سے روئے کی وجہ میں بہت کثرت سے روایات  
آنی ہیں پناجی حکم ترمذی نے نظر ہیں حدسے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا کہ لوگوں کیستہ کسی قوم میں اللہ تعالیٰ کے خون سے روتابے تو اللہ تعالیٰ اس  
پوری امت کو راس ایک بندہ کے سبب نادر جنم سے ربانی نصیب فراہی ہے۔  
اور پھر عمل کیلئے ایک خاص و زیاد اور ثواب ہوتا ہے بجز انسو کے دہا آگ کے بہت  
سمدر وں کو بھیمادیتا ہے اور کوئی اچھی ایسی میں ہے جس میں خدا کے خوت سے آسو  
ڈبہ آئے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد کو دوزخ پر جرم فرادیں گے اور اگر وہ آنسو اس  
کے خسار پر گرجائے تو اس کے پیچہ پڑ رہا ہیں سیاہی یعنی سوراہی۔

اسی طرح حضرت مجدد اللہ این عباسؑ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ یعنی رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کوئی فرماتے ہوئے ساکر دو اگھیں اسی میں کنارا پر ایک نکونہ چھوئے گی۔  
ایک توہو جو اللہ تعالیٰ کے خون سے روئی ہو۔ اور دوسری وہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خلاف  
کیلئے جاتی ہو۔

اسی طرح نسانی دغیرہ نے تحریج کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ  
شخص جو کہ اللہ تعالیٰ کے خون سے روئا ہو اس وقت تک دوزخ میں داخل نہ ہو کا جب

مک کہ درود و مکن میں نبوت بلے (یقین بالحال ہے یعنی نہ یہ ہو گا اور نہ وہ ہو گا) اور  
یہ فرمایا کہ انسان کے تھنوں میں اشتھانی کے رستے کی گرد اور دوزخ کا دھواد  
یہ دلوں پر تیریں ہرگز بچ میں بوسکیں (یعنی دنیا میں جب اللہ کے راستے میں گردھانی  
ہے تو آخرت میں خدا جنم سے معحفظاً رہے گا) اور لاقن کے کسی حال علا رکھی ہو۔  
اس نے کہ ابن حجر اور ابن منذر و فیروزہ عدالی تجھی سے تحریج کی ہے رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایسا علم دیا جائی جو اس کو زراستے تو حق ہے کہ کہا جائے کہ وہ  
ایسا علم دیا جائی جو اس کے حق میں نافع نہیں ہے۔ اس نے کہ اللہ تعالیٰ کے نامی علم کے دعو  
میں فرمایا ہے کہ اپنے من کے بیل گرپڑتے ہیں اور روتے ہیں رپس جو عالم خدا کے خون  
سے روایتیں دکایا عالم ہوا

## قرآن دیکھ کر پڑھنا

قرآن دیکھ کر پڑھنے افضل ہے زبانی پڑھنے سے۔ یعنی ہمارے اصحابی  
کہاے اور سلف سے بھی مشورہ پر مگری میں الاطلاق نہیں بلکہ اگر قاری کا حال  
یہ ہے کہ زبانی پڑھنے میں اس کو زیادہ تدبیر و تفکر اور حیثیت قلب حاصل ہوئی  
ہے تو اس خورت میں اس کے لئے یعنی افضل ہے اور دلوں میں تدبیر و تفکر  
یکساں ہو تو پچھر قرآن دیکھی کر پڑھنا افضل ہے۔

## قرامت جہزی و ستری

قرامت میں رفع صوت (بَا وَازْلِنَدْ پڑھنے) کے بارے میں احادیث  
آنی ہیں اور اسرار (رَأَهْسَنَةَ پڑھنے) کی فضیلت میں بھی بہت سے اثار و اراد  
ہیں۔ ان دلوں میں تطبیق اور تحقیق کی صورت یہ ہے کہ اسرار (نیچے آہستہ  
اوڑھنے) ریاض سے بہت بیدبھی ہے تو جن لوگوں کو اس کا خوف ہواں  
لوگوں کے حق میں اسرار ہی افضل ہے۔ اور اگر ریاض کا خوف نہ ہو تو جہز

(یعنی بلند آوانے تلاوت کرنا) افضل ہے۔ بشرطیکہ اس سے کسی نماز پڑھنے والے یا سوتے والے کو اذیت نہ ہو۔

بڑے کے افضل ہونیکی دلیل یہ ہے کہ اس میں عمل بلا ہے اور اس کا نفع بنیوں کو بھی پہنچتا ہے، اور جو حرفا ری کے قلب کو میدار کر دیتا ہے، اسکے خالی کو غور و فکر کی طرف جمع کر دیتا ہے، اس کے کان کو اس کی طرف پہنچ دیتا ہے، نیند کو ختم کر دیتا ہے، انشا کو زیادہ کرتا ہے، دوسرا نامہن و غافلین کو بیدار کر کے ان میں انشا پاپیدا کر دیتا ہے۔ پس اگر جہر سے ان مذکورہ اشیاء میں سے کوئی شے مقumbo و مطہوب ہو تو جو افضل ہے۔

## تلاوت میں حجت حکمت

قراءت میں تحسین حکمت اور اسکی تزیین متحبب ہے مگر جبکہ حدے تمادرنہ ہو جائے۔ پس اگر ایک حرف بھی زیادہ کردے یا کم کر دے تو حرام ہے اور ایمان سے قراءت کر لے میں اگر افراد اپنے ہو تو جائز ہے ورنہ حرام ہے۔

## تلاوت کے آغاز و انتہا میں ربط معانی کا الحافظ

قاری کوچنانچے کرایی جگہ سے قراءت شروع کرے اور ایسی جگہ وقف کرے کہ معنی مرداہ رہیں۔ اب اس امر میں بہت کوئی ای امور ہی ہے اسکے ہرگز ہرگز اس میں لوگوں کی تلقید نہ کرنی چاہئے بلکہ سید جلیل ابو علی فضیل ابن عیاض کے مقولہ کو اپنا لائجو عمل بنانا چاہئے وہ فرماتے ہیں کہ:

لَا تَسْتُوْجِرْ طَرَقَ  
الْهُدَىٰ فِي لِعْلَةٍ أَهْلَهَا  
کم میں تو شہ: یہود کثرت بالکلین سے دعوی میں شہ  
رَاعِي ایکی کثرت کو دیکھ کر علم جی اسکی ایجاد کر لائی  
وَلَا تَفْعَلْ سِكْلَرَةً  
اور بیکثت میں پڑھا دیں (یہ سب آداب کتاب الاذکار لیزوی سے  
ماخوذ ہیں)

پس اگر ان آداب مذکورہ کا عناطہ کر کے تلاوت کی جائے تو همہ و تلاوت کے فوپ و برکات حاصل ہوں گے اور تلاوت کی لذت و تلاوت ملے گی، اور جو تلاوت میں لذت و تلاوت مل جائیگی اسکو بھی بھی تلاوت سے سیری نہ ہوگی۔ چنانچہ صحابہ کو قرآن پاک میں ایسی تلاوت حاصل تھی لانکو کسی دوسری چیز میں ایسی تلاوت ملتی ہی تھی۔

روایت ہے کہ جب صلوٰۃ شر فرض ہوئیں تو صلوٰۃ تہجد کی فرضیت ساقط ہو گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم و خالہ ہوا تہجد کی فرضیت کے ساقطا ہو جانے کے بعد دیکھیں صحابہ کا کیا حال ہے۔ اخیر شہ میں تلاوت کل اللہ کرستے ہیں یا نہیں۔ چنانچہ اپنے صحابہ کے جزوں سے گذرے تو شہد کی کھیول کی طرح بھجنیا ہے۔ سبیع برسو رسان لونگ قرات قرآن میں مشغول تھے۔ تلاوت کے چھوٹے سکتے تھے ایک گھشت دیوست، سع، بھر، دل، دماغ میں قرآن رچ جس کیا تھا اور لوری طرح سرات کر گیا تھا ان کا جواہر لاینق (لازم) ہو گیا تھا۔ اسکے فرضیت پتھر رہے یا نہ رہے ہر حال میں تلاوت کرنے پر مجبوس تھے انکو قرآن سے تلقی ہو گیا تھا اور اس بارکت وقت سے قلعن ہو گیا تھا انکو اس وقت کی بركت و تلاوت مل چکی تھی تو پھر کہے اس سے غافل ہو سکتے تھے۔

ایک صحابی قرآن پاک کی قرات نہیات خوش احاطی کے کر رہے تھے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سنا تو فرمایا کہ فلاں شخص تو لحن و اور دیعے گے ہیں۔ انہوں نے اسکے کہا کہ اگر میں جانتا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن رہے ہیں تو ادرار زیادہ خوش احاطی سے پڑھتا۔

ایک مرتبہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ کی طبیعت رمضان شریف میں نماز ہوئی، امام صاحبؒ لوگوں نے کہا کہ حضرت حاجی صاحبؒ کو کچھ لفڑا ہے بے اہزاد اور عیش میں قرآن پاک معمول سے کم پڑھا جاوے

چنانچہ امام صاحب نے اسی کیا، جب امام صاحب فارغ ہوئے تو حضرت حاجی صاحب نے ارشاد فرمایا کہ امام صاحب مراجع تو اچھا ہے؛ کیونکم پڑھا۔ امام صاحب نے کہا کہ حضرت کی طبیعت ناساز بخی اس لئے تک پڑھا تب حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہ نہیں۔ میرا تو حال یہ ہے کہ جب قرآن شریف کوئی پڑھا ہے تو جو چاہتا ہے کہ سننا ہی چلا جاؤ۔

اس قسم کے سب سے واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ اور اکابر کو قرآن پاک سے اپنی مناسبت بخی اور اسکی تلاوت سے ان حضرات کو حفظ

حلاوت ایسی طبقی جس کیوجہ سے بس قرار دکرتے اور سنتے ہی پڑھ لجھتے ذرا تک ان و مالات محسوس نہ فرماتے تھے۔ سننے! بات یہ ہے کہ ائمہ علی شافعی

سے انبیاء کرام علیہم الصلواۃ والسلام کو محترمات عطا فرماتے اور سی محجرات ان کی بیوتو و رسالت کیلئے جوت اور دلیل بننے ہیں اور اولیاً کو انبیاء کی دراثت میں کرامات عطا فرماتے ہیں تاکہ منکر کیونزیر کریں۔ اسی طریقہ اللہ تعالیٰ نے

اپنے کلام میں ہدایت نہ دیں کہ اس کو خطا فرمائی ہے جگہ دجھے سے وہ بڑے بڑے منکر و معاذ کو مخلوب و محروم کر دیتا ہے آخر کوئی بات نہیں۔

جبی تو عرب کے لوگ اسکی فضاحت و بلا غنٹ کو دیکھ کر مسک کے بل گڑھے اور قرآن کی فضاحت و بلا غنٹ کا اقرار کیا جان لگکہ وہ لوگ اپنے سامنے کسی دوسرے کو فاظ میں لاتے تھے اور انھوں نے یہ تسلیم کیا کہ بیشک یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے کوئی بشر ایسے کلام پر قادر نہیں ہو سکتا۔ اس بات کو تو دل میں

سب مان گئے مگر جن کی تھیں میں سعادت بخی وہ ایمان لائے اور جوشی تھے وہ اپنے افراد عناد بی پر ڈال رہے۔

اک بات اور سننے! مختصر العائی میں گھوڑوں کی تعریف میں یہ مھر ع

آیا ہے۔

سَبُوقُ الْهَامِهَا مَهَامِهَا عَلَيْهَا شَوَاهِدُ

یعنی اسے گھوڑے میں کہاں کیلئے اسخی سے ان پر شوادہ ہیں۔ یعنی خارج سے انکی خوبیوں کیسے ولائیں وشوادہ کی مددوت نہیں ہے۔ اس مھر کوں قرآن پاک پر پڑھا ہوں اور بیشک قرآن ہی ایسا ہے کہ اس پر یہ مصروف پڑھا جاوے کہ قرآن کے فضائل اور اسکی خوبیوں پر خود قرآن ہی شاہد ہے۔ ﴿ آنَّا بَآمِدَلِيْلَ آفَابَ . ﴾

## حضرت مصلح الاممؐ کی تصحیح

بس اب اخیر میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کو نازل فرما کر فیوض و برکات کے ابواب کو مفتوح فرمادیا ہے اور اپنے سے رشتہ و لفظ جو ہے کیلئے اعلیٰ ترین ذریعہ ہم میں چھوڑ رکھ لے ہے۔ اب ہم اگر اس کی قدرت کیں بلکہ اسکے علاوہ دوسرے کلام ادا شوار سے ذوق و حوال پیدا کریں اور کلام اللہ تعالیٰ نے تدبیر و تلفکر تو در کرنا تلاوت کے بھی روادر شہ ہوں تو بہت ہی خشن اور حرمان ہے اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نازاری کا موجود ہے۔

سننے! اگر اگر لوگ لوگ اللہ تعالیٰ کی رافت و غایت کو مبنیوں کرنا چاہتے ہیں تو اس کلام ایش کی طرف تو ہجہ کیجئے اور اپنارشتہ کلام اللہ سے جو جوئیے اور تو ہی اعلق پیدا کیجئے پھر دیکھئے اللہ تعالیٰ کی غایت متوہج ہوئی ہے یا انہیں آخرست میں جو عزت و شرف و گرامت ملے گی اس کا تو پوچھنا ہی کیا دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ اس کی کفالت فرمائیں گے۔ چنانچہ حدیث شریف میں مذکور ہے کہ جس کو قرآن کی قرارت اور ذکر نہ مجھ سے سوال کرنے سے باز رکھا تو اسکیلین کو جو پکج دیتا ہوں اس سے افضل شے اسکو دوں گا۔



## قرآن سے متعلق ادعیہ ما ثورہ

اب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ان ادعیہ پر مبنیون کو ختم کرتا ہوں  
 وَأَنَا لَكَ بِكُلِّ أَسْمِيْهِ وَلَكَ تَمَثِّلَتِيْ بِهِ قُلْفَتُ وَأَنْزَلْتُكَ فِي  
 كَيْبَابِ أَوْ عَلَمَنَةِ الْحَدَّ أَوْنَ حَلْقَتِكَ أَوْ إِسْأَرْتَكَ بِهِ فِي عَلَمِ الْعَيْبِ  
 عِنْدَكَ أَنْ تَمْعَلِ الْقُرْآنَ رَبِيعَ طَلْقَى وَتُورَ بَعْوَى وَجَلَاءَ حَرْبَى وَ  
 ذَهَابَ هَرْبَى۔ یعنی سوال کرتا ہوں میں تجھے سے بھی ہر اس نام کے جو حرفاً ہے کتنے  
 جس کے ساتھ اپنی ذات کو موسوم کیا ہے یا اس کو اپنی کتاب میں آتا ہے یا اسے  
 اپنی خلوت میں سے کسی کو سکھایا ہے یا علم غیب ہی میں اسکو رہنے دیا ہے یہ کہ درست  
 قرآن عظیم کو بھاری مرے دل کی اور نور میری آنکھ کا اور کشائش میرے علم کی اور دفعہ  
 میری نکار کا۔

وَسَكَّيْتَ يَمِينَ قَرْآنَ كَوْقَلْبَ كَرِيجَ وَبَهَارَ فَرِمَارَتِيْ میں اس سے حلوم  
 وَأَكَرَّ قَرْآنَ سے قلب میں بھارا جاتی ہے تو کوئی شے ہے جسی تو یہ دعا فراہم ہے میں  
 اسی طرح کی دوسری دعائیں سنئے!

أَنَّ لَكَ يَاسِيَكَ الَّذِي أَسْقَرَ بِهِ عَرْشَكَ وَأَنَّ لَكَ يَاسِيَكَ  
 الطَّاهِرَ الْمُطَهِّرَ الْمُنَزَّلَ فِي يَعْتَابَكَ مِنْ لَدُنَّكَ وَيَاسِيَكَ الْبَرِيَّ  
 وَضَعَتَنَّهُ عَلَى الْمَهَارَ فَاسْتَنَارَ وَكَلَّ الْأَلْيَلَ فَأَظْلَمَ وَبَعْلَمَتَكَ وَكَبَرَيَا لَكَ  
 وَبَلَوَرَ تَجْهِيَكَ أَنْ تَرْسُرَ فِي الْقُرْآنَ الْعَظِيمَ وَمُخْلَطَهُ بِالْجُنُونِ وَكَدِيَّ  
 وَسَمْبُونِ وَبَعْوَى وَلَنَعْمِلَ بِهِ جَسِيدَيِّ بَحْوَيْلَكَ وَقُوَّتِكَ فِيَاتَكَ  
 لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ۔

قرآن پاک ہی کے متعلق حضور نے یہ دعا بھی فرمائی۔  
 أَللَّهُمَّ أَرِنِ وَحْشَتِيْ فِي قَبْرِيْ۔ أَللَّهُمَّ ارْجِعْنِي بِالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ

وَاجْعَلْهُ لِي إِمَامًا وَلُؤْرًا وَهُدًى وَرَحْمَةً۔ أَللَّهُمَّ إِنِّي فِي مُنْهٖ  
 مَانِيَّتٍ وَعَلِمْتُ وَمَنْ مَا جَعَلْتُ وَأَرْسَقْتُ بِتِلَاوَتِهِ أَنَاءَ اللَّيْلِ  
 وَأَنَاءَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ لِي حَجَّةً يَارَبَّ الْعَلَمِيْنَ ۝  
 تَحْمِيلَهُ لِي  
 بالخ



AF-446

طوبی ریسرچ لائبریری

اسلامی اردو، انگلش کتب،

تاریخی، سفرنامے، لغات،

اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

[toobaa-elibrary.blogspot.com](http://toobaa-elibrary.blogspot.com)